لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْ اِنَّ اللّٰهَ هُوَالْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ وَقَالَ الْمَسِيْحُ يٰبَنِىْ اِسْرَائِيْلَ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّىْ وَرَبَّكُم

(۲) لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّآ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ

(سورۃ المائدہ)

ہمیشہ کی زندگی یہی ہے کہ وہ (اے خدا) تجھ کو اکیلا سچا خدا جانیں۔ (یوحنا)

الموسومہ بہ

مباحثہ جہلم

جو

جماعت احمدیہ شہر جہلم کے نمائندہ مولانا جلال الدین صاحب شمس احمدی سابق مبلغ بلاد عربیہ اور عیسائیان شہر جہلم کے نمائندہ پادری عبدالحق صاحب کے مابین

۱۲۔۱۳۔۱۴۔۱۵ دسمبر ۱۹۳۲ء

کو گرجا گھر شہر جہلم میں ہوا۔

جسے پہلی بار دسمبر ۱۹۳۲ء میں

مینیجر بک ڈپو تالیف واشاعت قادیان نے شائع کیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم .

نحمدہ ونصلے علے رسولہ الکریم.

روئداد مناظرہ جہلم

مابین جماعت احمدیہ وعیسائیاں

احمدی مناظر مولنا جلال الدین صاحب شمس احمدی عیسائی مناظر پادری عبدالحق صاحب

حسب قرار داد ۱۲؍دسمبر ۱۹۳۲ء صبح ۹؍بج کر ۲۰ منٹ پر جماعت احمدیہ اور عیسائیوں کے درمیان ایک تحریری مناظرہ شروع ہوا۔ پہلا موضوع الوہیت مسیح تھا۔ جس پر پادری عبدالحق صاحب نے ۴۵ منٹ میں ایک پرچہ لکھا۔ اور پھر پڑھ کر سنایا۔ اور جواب کے لئے احمدی مناظر کے حوالہ کر دیا۔ مولانا جلال الدین صاحب شمس احمدی نے اس کا جواب ۴۵ منٹ میں تحریر کیا۔ اور پھر پڑھ کر سنایا۔ اور پادری صاحب کو دے دیا۔ باقی پرچے ۳۵۔۳۵ منٹ کے تھے۔

چار پرچے ۱۲ بجکر ۳۴ منٹ پر ختم ہوئے اس کے بعد ۱/۲ ۱ گھنٹہ کا وقفہ تھا۔ ۲ بجے پھر پانچواں پرچہ شروع ہوا۔ اور ۴ بجکر ۳ منٹ پر ساتواں پرچہ ختم ہوا۔ اس کے بعد تین گھنٹہ کا وقفہ تھا۔ اور پھر ۷ بجے آٹھواں پرچہ شروع ہوا۔ کل گیارہ پرچے تھے جو رات کے دس بجے ختم ہوئے۔ ان تمام پرچہ جات کو دوسرے دن یعنی ۱۳؍دسمبر ۳ بجے دوپہر سے لے کر ۵ بجے شام تک عام پبلک میں سنایا گیا۔ اس موضوع پر پادری صاحب کی ساری کوشش یہ رہی کہ اس مسئلہ کو اس طریق سے پیش کریں کہ عوام بلکہ کوئی بھی اس کو سمجھ نہ سکے۔ پادری صاحب اپنے مقصد میں کامیاب ہو ہی جاتے۔ اگر ان کے سامنے کوئی مناظر نہ ہوتا۔ لیکن مولانا جلال الدین صاحب شمس احمدی مناظر نے پادری صاحب کی فلسفہ دانی کی حقیقت ایسی آشکار کی کہ عوام تک سمجھ گئے کہ پادری صاحب نے منطق و فلسفہ کی چند اصطلاحات رٹی ہوئی ہیں جن کو موقع بے موقع استعمال کر دیتے ہیں۔ خواہ ان کا مدعا ان سے حاصل ہو یا نہ ہو۔ احمدی مناظر نے جس قدر بائبل کے حوالجات الوہیت مسیح کے ابطال پر دیئے پادری صاحب نے ان کو چھوا

تک نہیں ۔ اور پھر مولانا شمس نے فلسفیانہ بحث کو بھی ایسے عام فہم طریق سے پبلک کے سامنے پیش کیا کہ عام اردو خوان تک اس کو سمجھ گئے ۔ پادری صاحب فلسفہ کی اصطلاحات کی آڑ لیا کرتے تھے تا کہ عوام ان کی فلسفہ دانی سے مرعوب ہو جائیں ۔ لیکن اس مناظرہ میں پادری صاحب کے فلسفہ کی خوب پردہ دری ہوئی ۔ خیر پہلا مبحث تو اس طرح ختم ہوا۔ ۱۴ ر دسمبر کو صبح ۹ بجے دوسرے مبحث پر مناظرہ شروع ہوا۔ مولانا جلال الدین صاحب شمس احمدی مناظر نے ۴۵ منٹ میں اپنا پہلا پرچہ تحریر کیا۔ اور حضرت مرزا صاحب کا ''مسیح موعودؑ'' ہونا قرآن کریم کی رو سے ثابت کیا۔ حسب دستور سابقہ اس موضوع پر بھی رات کے دس بجے تک گیارہ پرچے لکھے گئے ۔ اور ۱۵ ر دسمبر ۳ بجے بعد دوپہر سے ۵ بجے شام تک پبلک کو سنائے گئے ۔ یہ ایک ایسا مبحث تھا جس میں پادری صاحب عوام پر اثر ڈال سکتے تھے۔ لیکن مولانا شمس نے جس قدر دلائل قرآن کریم سے پیش کئے وہ ایسے زبردست اور قوی تھے کہ پادری صاحب کا توڑنا تو درکنار ان میں سے کسی ایک دلیل پر اعتراض تک نہ کر سکے۔ ہاں اپنے مرمت شدہ اعتراضات کی فہرست بار بار پیش کرتے رہے۔ اگرچہ ان کا حضرت اقدس کے دعویٰ مسیحیت سے کوئی براہ راست تعلق نہ تھا۔ پادری صاحب زیادہ تر ''استعارہ اور تشبیہہ وتمثیل'' ہی کی الجھن میں پھنسے رہے۔ جب پادری صاحب کی علمیت اور فلسفہ دانی نے یاوری نہ کی تو پبلک کو ہمارے خلاف ابھارنے کی بے سود کوشش کی اور بعض دفعہ دوران مناظرہ ہی میں سامعین سے مخاطب ہو جاتے اور ان کی تسلی کرنے اور طرفداری حاصل کرنے کی کوشش کرتے ۔ پادری صاحب جب کسی طرح بھی اپنی ناکامی کو چھپا نہ سکے اور کوئی حیلہ کارگر ہوتا نظر نہ آیا تو بعض مسلمانوں کو مخاطب ہو کر کہنے لگے کہ تم کیوں ان کی تائید کرتے ہو کیا تم بھی قادیانی ہو؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ ہاں ہم بھی قادیانی ہیں۔ القصہ عیسائیوں نے اپنی ناکامی پر پردہ ڈالنے کے لئے بہت سی مذبوحی حرکات کیں۔ لیکن سمجھدار پبلک پر تو عیسائیوں کی بے بسی پہلے مبحث سے ہی عیاں ہو چکی تھی ۔ لیکن ان حرکات نے پادری صاحب اور عیسائیوں کی بدحواسی کو عوام پر روشن کر دیا۔ یہ تحریری مناظرہ چھپ کر شائع ہو رہا ہے۔ اس کے پڑھنے سے قارئین کرام پر واضح ہو جائے گا کہ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے اس مناظرہ میں احمدیت کو عیسائیت پر ایک بین اور زبردست فتح دی۔ الحمد للہ۔ عبدالکریم جہلمی مولوی فاضل

شرائط مناظرہ مجوزہ درمیان جماعت احمدیہ و جماعت مسیحیہ جہلم

I- مضامین مناظرہ حسب ذیل ہوں گے:

(۱) الوہیت مسیح پہلا مضمون ہوگا۔ اس میں مدعی مسیحی حضرات ہوں گے۔ اور معترض احمدی صاحبان۔ پہلا اور آخری پرچہ عیسائی صاحبان کا ہوگا۔

(۲) دوسرا مضمون مسیحیت مرزا صاحبؑ ہوگا۔ اس میں مدعی احمدی حضرات ہوں گے اور معترض عیسائی صاحبان۔ پہلا اور آخری پرچہ احمدی صاحبان کا ہوگا۔

II- مناظرہ تحریری ہوگا۔

III- ہرایک مضمون کے متعلق گیارہ گیارہ پرچے ہوں گے۔ پہلا پرچہ ہرایک مناظر کا ۴۵ منٹ میں لکھا جائے گا۔ اور اسے سنانے کے لئے بیس بیس منٹ اس کے علاوہ ہوں گے۔ باقی ۹ پرچے ۳۵۔۳۵ منٹ میں لکھے جائیں گے۔اور پندرہ۔پندرہ منٹ میں سنائے جائیں گے۔

IV- وقت مناظرہ صبح ۹ بجے سے ۱/۲ ۱۲ بجے تک اور پھر دو بجے بعد دوپہر سے ۱/۲ ۴ بجے شام تک ہر روز ہوگا۔

V- مناظرہ دو دن ہوگا۔اور تاریخوں کی تعیین بعد میں ہوگی۔

VI- مقام جلسہ گرجا گھر شہر جہلم ہوگا۔

VII- فریقین اپنا دعویٰ اور دلائل اپنی اپنی الہامی کتب سے پیش کریں گے۔

VIII- خلط مبحث سے پرہیز کرنا مناظرین کے لئے لازمی ہوگا۔یعنی مناظر مضمون زیر بحث کے علاوہ کسی اور مضمون پر بحث شروع نہیں کردے گا۔

IX- فریقین کو اختیار ہوگا کہ جسے چاہیں مناظر پیش کریں۔ نیز مناظر کو اختیار ہوگا کہ جس سے چاہے امداد لے۔

X- دوران مناظرہ میں مناظر تبدیل نہیں کیا جاسکتا۔ البتہ پورے مضمون پر الگ الگ مناظر ہوسکتے ہیں۔

XI- فریقین کے صدر جلسہ اپنے اپنے ہوں گے۔

XII- پریذیڈنٹ (صدر جلسہ) کا فرض صرف شرائط کی پابندی کرانا ہوگا۔ اور وہ اپنی اپنی جماعت میں ضبط کا ذمہ دار ہوگا۔

XIII- مناظر صاحبان کے لئے لازمی ہوگا کہ فریقین کے بزرگوں کا نام ادب و احترام سے لیں۔

XIV- تالی وغیرہ بجانا یا آوازے کسنا اور نعرہ لگانا۔ یا اور خلاف تہذیب حرکات منع ہوں گی۔

XV- ہر ایک پرچے پر دونوں پریذیڈنٹوں کے دستخط ہوں گے۔

XVI- مدعی کو حق نہیں ہوگا کہ آخری پرچے میں کوئی نئی دلیل پیش کرے۔

منجانب جماعت احمدیہ۔ سعدالدین احمدی جنرل سیکرٹری انجمن احمدیہ جہلم

مورخہ یکم نومبر ۱۹۳۲ء مشن ہاؤس جہلم

منجانب جماعت مسیحیہ۔

اے ڈبلیو۔ گارڈن۔ سپرنٹنڈنٹ۔ امریکن مشن جہلم

شرط نمبر ۴، ۵ کو بدیں الفاظ پڑھا جائے۔

مناظرہ ۱۲۔۱۳۔۱۴ اور ۱۵/دسمبر کو ہوگا۔ ۱۲/دسمبر کو پہلے مضمون پر پرچے لکھے جائیں گے۔ اور مناظرین کو آپس میں سنائے جائیں گے۔ پھر ۱۳ کو مضمون پبلک میں پڑھ کر سنایا جائے گا۔ اسی طرح ۱۴/دسمبر کو دوسرے مضمون پر پرچے لکھے جائیں گے۔ اور ۱۵/دسمبر کو سنائے جائیں گے۔

نوٹ: ۱۳/دسمبر اور ۱۵/دسمبر کو پبلک میں پرچے ۳ بجے بعد دوپہر اور ساڑھے پانچ بجے بعد دوپہر کے درمیان سنائے جایا کریں گے۔

مورخہ ۲۶/نومبر ۱۹۳۲ء بمقام گرجا گھر شہر جہلم۔

سعدالدین احمدی جنرل سیکرٹری انجمن احمدیہ جہلم۔

اے۔ ڈبلیو۔ گارڈن۔ سپرنٹنڈنٹ۔ امریکن مشن۔ جہلم

(نوٹ) بوجہ جلدی لکھائی چھپائی کے کچھ غلطیاں رہ گئی ہیں۔

مبحث اول

الوہیت مسیح

پرچہ اول۔ بقلم پادری عبدالحق صاحب

ہمیشہ کی زندگی یہ ہے کہ وہ تجھ خدائے واحد کو اور یسوع مسیح کو جسے تو نے بھیجا ہے۔ جانیں۔ (یوحنا ۳/ ۱۷) اس میں خدا اور مسیح کی شناخت کو ضروری قرار دیا گیا ہے۔

(الف)۔ خدا کی شناخت کو اس لئے کہ ایمان امید کی ہوئی چیزوں کا اعتماد اور ان دیکھی چیزوں کا ثبوت ہے۔ (عبرانی ۱/ ۱۱) غیر معلوم شئے پر ایمان لانا ممکن نہیں (رومی ۱۴/ ۱۰)

(ب) یسوع مسیح کی شناخت اس لئے کہ ازلی و غیر محدود ذات کی شناخت کے لئے وہی حقیقی واسطہ ہے۔ کوئی باپ کو نہیں جانتا سوائے بیٹے کے اور اس کے جس پر بیٹا اسے ظاہر کرنا چاہے۔ (متی ۲۷/ ۱۱) اس لئے کہ مخلوقات ایک ایسا وسیلہ ہے کہ اس سے استدلال انی کے طور پر خالق کی ہستی کا بھی یقین ہوتا ہے۔ کیونکہ اس کی ان دیکھی صفتیں یعنی اس کی ازلی قدرت اور الوہیت دنیا کی پیدائش کے وقت سے بنائی ہوئی چیزوں کے وسیلے سے معلوم ہو کر صاف نظر آتی ہیں۔ یہاں تک کہ ان کو کچھ عذر باقی نہیں۔ (رومی ۲۰/ ۱) پس اس سے یہی فائدہ ہوتا ہے کہ خدا کو ڈھونڈیں شائد کہ ٹٹول کر اسے پائیں۔" (اعمال ۲۷/ ۱۷) اس سے ذات واجب کی شناخت نہیں ہوتی۔

الہام کے ذریعہ سے خدا نے حصہ بہ حصہ طرح بہ طرح نبیوں کی معرفت کلام کیا۔ (عبرانی ۲/ ۱) یعنی وہ انسانی الفاظ ومحاورات میں ازلی و غیر محدود ذات کا مثالی بیان ہے۔ اور کلام لفظی اس کے لئے ظرف کے طور پر ہے۔ یعنی ہمارے پاس یہ خزانہ مٹی کے برتنوں میں رکھا ہوا ہے۔ (۲کرنتھی ۷/ ۴) پس مثالی بیان سے مثالی شناخت ہی ہوسکتی ہے۔ حقیقی شناخت کے لئے حقیقی واسطہ درکار ہے۔ اس لئے خدا کا بیٹا آ گیا ہے۔ اور اس نے ہمیں سمجھ بخشی ہے کہ اس کو جو حقیقی ہے جانیں۔ اور ہم اس میں جو حقیقی ہے یعنی اس کے بیٹے یسوع مسیح میں ہیں۔ حقیقی خدا اور ہمیشہ کی زندگی یہی ہے۔' (۱ یوحنا ۲۰/ ۵ الغرض الہامی کلام ایک

چراغ ہے۔ جو اندھیری جگہ میں روشنی بخشتا ہے۔ جب تک پو نہ پھٹے (۲پطرس ۱/۱۹) یعنی وہ کامل روشنی نہیں صرف طلوع آفتاب تک مددگار ہے۔ وہ عالم بالا کا آفتاب مسیح ہے۔ (لوقا ۱/۷۸) پس ''شریعت مسیح تک پہنچانے کو ہمارا استاد بنی'' (گلتی ۳/۲۴) لفظی ابن سے آگاہی کے بعد اور مثالی دال کے حقیقی مدلول کو جاننے کی تمنا ایک طبعی عمر ہے۔ چنانچہ مقدس موسےٰ نے اس کا اظہار کیا۔ جواب ملا۔ وہ ''تو میرا پیچھا دیکھے گا۔ مگر میرا چہرا نہیں دیکھیگا۔ (خروج ۳۳/۲۲ جس سے ذات واجب کی دو حیثیتیں معلوم ہوئیں۔ (الف) جس کو دیکھنا انسان کے لئے ممکن ہے۔ (ب) جس کو دیکھنا اس کے لئے غیر ممکن ہے۔ باپ کو کسی نے کبھی نہیں دیکھا۔ اکلوتا بیٹا جو باپ کی گود میں ہے اس نے ظاہر کیا۔ (یوحنا ۱/۸) ان دیکھی حیثیت کا ثبوت یہ ہے کہ وہ نہ بدیہی ہے اور نہ لطیف نسبتی۔ بلکہ ایسا لطیف کہ نہ ''اسے کسی انسان نے دیکھا ہے۔ اور نہ دیکھ سکتا ہے۔ (اتمطاؤس ۶/۱۶) اور نہ ایسا نظری ہے کہ اس کی معرفت بدیہیات پر موقوف ہو۔ کیونکہ وہ اس نور میں رہتا ہے جس تک کسی کی گذر نہیں ہوسکتی۔'' (ایضاً) دوسری حیثیت کا ثبوت یہ کہ محدثات کی علت علت ہونے کی جہت سے ذات واجب کے لئے حدود حدوث سے مناسبت ضرور ہے۔ کیونکہ اپنی حد سے شئے کا حدود ممکن نہیں۔ کیا ''انجیر کے درخت میں زیتون اور انگور میں انجیر پیدا ہوسکتے ہیں؟ اسی طرح کھاری چشمے سے میٹھا پانی نہیں نکل سکتا۔ (یعقوب ۳/۱۲) بہ حثیت کلمۃ اللہ ہے۔ جس کا ظہور انسان کے استفادہ کے لئے الہامی کلام کی طرح محدود و دیدنی مظہر میں ضرور تھا۔ کلام مجسم ہوا۔ اور فضل اور سچائی سے معمور ہوکر ہمارے درمیان رہا۔ اور ہم نے اس کا ایسا جلال دیکھا جیسا باپ کے اکلوتے کا جلال'' (یوحنا ۱/۱۴) وہی علت محدثہ ہے۔ ''ساری چیزیں اسی کے وسیلہ سے پیدا ہوئیں۔'' (یوحنا ۱/۳) یعنی خدا فاعل علت مفیدہ اور اس کا قول علت محدثہ (عبرانی ۱۱/۳) یہ کلمہ حروف والفاظ سے مرکب نہیں ورنہ قادر مطلق کی قدرت کے اثر کا توقف امر حادث پر ہوگا۔ پس وہ کلام خدا تھا۔ (یوحنا ۱/۱) کتاب مقدس میں کلام خدا کے دو مفہوم ہیں۔ (الف) کلمۃ اللہ یا امر تکوینی (یوحنا ۱/۱،۳) یہی بیٹا ہے۔ (عبرانی ۱/۲) (ب) الہامی کلام یا امر تکلیفی (عبرانی ۱/۱،۲) اس کے کلام کا قیام ذات واجب سے فعل کے طور پر صدور ہی نہ ہوگا ورنہ وہ خود حادث ہوگا۔ پس ظہور ہی ہوگا۔ جیسے سورج سے شعاع

نور کا ظہور۔ چنانچہ خدا نور ہے۔'' (ا یوحنا ۵/ ۱) اور کلام بھی فعلی نور ہے۔ (یوحنا ۹/ ۱) یہ ظہور تجلی کے طور پر ہے۔''اس کے جلال کا پرتو اور اس کی ذات کا نقش ہو کر سب چیزوں کو اپنی قدرت کے کلام سے سنبھالتا ہے۔ (عبرانی ۳/ ۱) اس کی مثال عالم شہود ہے۔ چونکہ باپ سے بیٹے کا ظہور ہے۔ اس لئے حیثیت باطن کو باپ اور حیثیت ظاہر کو ابن سے تعبیر کیا گیا ہے۔ جیسا کہ کلمتہ اللہ نے فرمایا۔ میں باپ میں سے نکلا۔ اور دنیا میں آیا ہوں۔ (یوحنا ۲۸/ ۱۶) علت مفیدہ اور محدثات کے مابین چونکہ علت محدثہ بطور واسطہ ہے اس لئے ذات قدیم وغیرہ محدود اور عالم حادث ومحدود دونوں سے اس کا علاقہ ضرور ہے۔ کیونکہ ''درمیانی ایک کا نہیں ہوتا۔ (گلتی ۱۲/ ۳) خدا کا ملاپ جو مذہب کی غایت ہے۔ (۲ کرنتھی ۱۸/ ۵) اس سے زمانی ومکانی ملاپ مراد نہ ہوگا۔ اس لئے کہ ذات ازلی وغیر محدود کے لئے ایسی دوری کا امکان نہیں۔ کیونکہ تیری نظر میں ہزار برس ایسے ہیں۔ جیسے کل کا دن جو گزر گیا ہے۔ (زبور ۴/ ۹) ''ہر چند کہ وہ ہم میں سے کسی سے دور نہیں کیونکہ ہم اس میں جیتے اور چلتے پھرتے اور موجود ہیں'' (اعمال ۲۸، ۲۷/ ۱۷) پس جیسے دوری سے مراد ''خدا کی زندگی سے خارج ہونا ہے۔ (مرقس ۱۸/ ۴) ویسے ہی قریب سے مراد ''ذات الہٰی میں شریک'' ہونا ہے۔ (۲ پطرس ۴/ ۱) اس ملاپ کے لئے خدا اور انسان کے مابین طبعی مناسبت اور موافقت ضرور ہے۔''جب وہ ظاہر ہوگا تو ہم بھی اس کی مانند ہوں گے۔ (ا یوحنا ۲/ ۳) اور اس کے لئے درمیانی ضرور ہے۔ خدا ایک ہے اور خدا اور انسان کے بیچ میں درمیانی بھی ایک۔ (تمطاؤس ۵/ ۲) ورنہ قدیم وحادث اور محدود وغیر محدود میں طبعی مناسبت ممکن نہیں اس لئے ابن اللہ نے خادم کی صورت اختیار کی اور انسانوں کے مشابہ ہوگیا۔ (فلپی ۷/ ۲) وہی ''اول وآخر ابتداء وانتہا'' ہے۔ (مکاشفہ ۱۳/ ۲۲) یعنی وہ جیسے محدثات کے صدور کا سبب اول ہے۔ (گنتی ۱۶/ ۱) ایسے ہی ذات واجب سے ان کے ملاپ کا سبب آخر میں وہی ہے (افسی ۲۰/ ۱) مطلب یہ ہے کہ خدا نے مسیح میں ہو کر اپنے ساتھ دنیا کا میل ملاپ کرلیا۔ (۲ کرنتھی ۹/ ۵) زمانہ آدم سے کلمتہ اللہ کا عارضی ظہور کسی دیدنی مظہر میں ہوتا رہا (پیدائش ۸/ ۳ خروج ۲/ ۳ یسعیا ۱/ ۶ وغیرہ) یہ ظہور خیمہ میں بھی ہوا (خروج ۳۴/ ۴) اور پھر ہیکل میں بھی (۲ تواریخ ۱/ ۷) اور اگر محدود ومرئی ظہور محال ہو۔ تو کوئی جگہ بیت ایل (بیت اللہ) کیونکر

ہوسکتی تھی۔ (پیدائش ۱۹/ ۲۸) کیونکہ وجود کے طور پر محیط کل جگہ سے مختص نہیں ہوسکتا۔ (۲ تواریخ ۶/ ۲) پس ظہور کے طور پر ہی اس کا مختص بالمکان ہونا ممکن ہے۔ (خروج ۴/۳، ۴۳/ ۲۹) اور اگر انسانی ہاتھوں کی کاریگری یعنی خیمہ اور ہیکل کا بیت اللہ ہونا عارضی طور پر ضرور ہے۔تو وہ دائمی بیت اللہ کے لئے بطور مثال نہ ہوگا۔ (یوحنا ۲/۲۱ وعبرانی ۹/ ۹) جو خدا تعالیٰ کی قدرت سے بنا ہو۔اور کل محدثات کی عبادت کے لئے واسطہ کے طور پر ہو (متی ۲۰/ ۱۸ و فلپی ۱۱،۱۰/ ۲) جس خدا نے دنیا اور اس کی ساری چیزوں کو پیدا کیا۔ وہ آسمان اور زمین کا مالک ہوکر ہاتھ کے بنائے ہوئے مندروں میں نہیں رہتا۔ (اعمال ۲۴/ ۱۷) پس انسانی جسم میں کلمۃ اللہ کے ظہور سے وہ عمانوایل یعنی خدا ہمارے ساتھ ہے۔ (متی ۲۳/ ۱) اور اگر اس کا انکار کیا جائے۔تو کوئی محدود مکان بیت اللہ نہیں کہلا سکتا۔اور نہ محدود و حادث انسان کے لئے غیر محدود و ازلی ذات کی عبادت بلا واسطہ ممکن ہے۔ کیونکہ بلا واسطہ عبادت کے لئے ذات واجب کا نام اور اس کا ثبوتی تصور بھی غیر محدود چاہئے۔اور حدوث و حدود کی قیود سے منزہ۔ کیونکہ ''خداوند کے نزدیک ایک ایک دن ہزار برس کے برابر ہے۔اور ہزار برس ایک دن کے برابر۔'' (۲ پطرس ۳/۸) لیکن ''باری تعالیٰ ہاتھ کے بنائے ہوئے گھر میں نہیں رہتا۔ چنانچہ یہی لکھا ہے۔ کہ خداوند کہتا ہے کہ آسمان میرا تخت اور زمین میرے پاؤں تلے کی چوکی ہے۔تم میرے لئے کیسا گھر بناؤ گے۔ یا میری آرام گاہ کون سی ہے۔ کیا یہ سب چیزیں میرے ہاتھ سے نہیں ہیں (اعمال ۷/۴۷) پس جب تک خدا تعالیٰ کا ظہور محدود و حادث شے میں نہ مانیں محدود حادث قابلیتوں سے محدود و حادث انسان کے لئے اس کی معرفت اور اس کا حقیقی تصور اور اس کی عبادت محال ہے۔

صدر منجانب جماعت احمدیہ	عبدالحق	صدر منجانب عیسائیاں
عبدالکریم جہلمی مولوی فاضل	(عیسائی مناظر)	ایس۔ایم۔پال
12.12.32		12.12.32

پرچہ دوم۔ بقلم مولانا جلال الدین صاحب شمس احمدی

بسم اللہ الرحمن الرحیم.

بموجب شروط یہ قرار پایا تھا۔ کہ دعویٰ اور دلیل اپنی اپنی الہامی کتاب سے دی جائے۔ مگر جو امور پادری صاحب نے اپنی کتاب سے پیش کئے ہیں وہ اگر غور سے دیکھا جائے تو صرف دعاوی ہیں۔ اور دلیل درحقیقت کوئی نہیں دی گئی۔ پادری صاحب نے شروع میں مسیح کا ایک قول نقل کیا ہے۔ جو ان کی اصل حقیقت کو بتا رہا ہے۔ اس میں آپ نے اقرار کیا ہے کہ آپ محض خدا کے رسول ہیں۔ اور اس میں صاف اقرار موجود ہے کہ خدا تعالیٰ ایک ہے۔ اور مسیح اس کا رسول ہے۔ جب وہ رسالت کا اقرار کر چکا تو اس کے رسول ہونے میں کوئی شبہ نہ رہا۔

اور جب ہم پرانے عہد نامہ کو دیکھتے ہیں تو اس میں صاف لکھا ہوا پاتے ہیں کہ خدا تعالیٰ صرف ایک ہے۔ چنانچہ احکام عشرہ میں سے پہلا حکم یہ ہے۔ ’’سن اے اسرائیل خداوند ہمارا خدا اکیلا خدا ہے۔ استثناء ۷/ ۵، ۴/ ۶ اور مسیح سے بھی جب دریافت کیا گیا تو اس نے بھی یہی تعلیم دی اور اسی حکم کو دہرایا مرقس ۱۲/۱۹ اور کہا ہمیشہ کی زندگی یہی ہے کہ وہ تجھ باپ کو اکیلا اور سچا خدا جانیں۔ اور یسوع مسیح کو جسے تو نے بھیجا ہے‘‘۔ جس کو پادری صاحب نے بھی ابتداء میں نقل کیا ہے۔

پادری صاحب اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ پہلے بھی ایسا ظہور ہوتا رہا ہے۔ اگر یہ بات صحیح ہے تو مسیح میں کون سی خصوصیت رہی وہ بھی دوسرے انبیاء کی طرح ٹھیرے گا۔ اور مسیح نے خود اس بات کا اقرار کیا ہے کہ عبادت صرف خدا کی کرنی چاہئے۔ ’’سچے پرستار روح اور راستی سے باپ کی پرستش کریں گے۔ (یوحنا ۴/۲۲) نہ کسی دوسرے کی۔‘‘

ضروری ہے کہ پادری صاحب نمبروار دلائل پیش کریں۔ جن سے ثابت ہو کہ مسیح خدا تھا۔ کیونکہ بحث الوہیت مسیح پر ہے۔ یعنی کہ مسیح خدا تھا۔ خدا تعالیٰ کے لئے صفات ہیں۔ جن سے وہ پہچانا جاتا ہے۔ مثلاً واجب الوجود ہونا قائم بذاتہ ہونا قادر مطلق ہونا ہمہ دان ہونا وغیرہ اگر ان لازمی صفات میں سے کسی ایک کی بھی نفی ہو جاوے تو لاریب الوہیت کی نفی

ہو جاتی ہے۔ اب ہم دکھلاتے ہیں کہ مسیح خدا نہیں ہے۔ کیونکہ اس نے ان لازمی صفات میں سے اپنی نسبت ہر ایک کی نفی کر دی ہے۔

وہ قائم بذاتہ نہیں کیونکہ اس نے کہا ہے جس طرح کہ زندہ باپ نے مجھے بھیجا ہے میں باپ سے زندہ ہوں۔ یوحنا ۶/۵۷ باپ نے بیٹے کو بھی دیا ہے۔ کہ اپنے میں زندگی رکھے۔ یوحنا ۵/۲۶ مسیح اپنی ہستی اور زندگی کے لئے باپ کا محتاج ہے۔ ۲ قرنتیوں ۱۳/۴ و رومیوں ۶/۱۰)

وہ قادر مطلق نہیں۔ میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ میں آپ سے کچھ نہیں کرسکتا۔ جو میرے باپ نے مجھے سکھلایا وہ میں کرتا ہوں یوحنا ۵/۱۹، ۸/۳۰

ہمہ دان نہیں۔ کیونکہ آخری دن کی نسبت اس نے کہا اس گھڑی کی بابت سوائے باپ کے نہ فرشتے اور نہ بیٹا کوئی نہیں جانتا۔ مرقس ۱۳/۳۲ دیکھو نہ مسیح قائم بذاتہ ہے نہ قادر مطلق ہے۔ اور نہ ہمہ دان ہے۔ پھر کس طرح خدا ہوسکتا ہے۔ آپ اس امر کو بغور یاد رکھیں کہ شرائط میں الوہیت مسیح پر بحث ہے نہ کسی اور بات پر۔ پس آپ یا تو مسیح میں تمام صفات الٰہی ثابت کریں ورنہ دعویٰ بلا دلیل ہوگا۔ اور ماننا پڑے گا کہ وہ انسان تھے نہ کہ خدا۔

اگر وہ مظہر اللہ تھے اور پہلے بھی ایسے ہی خدا کا ظہور ہوتا رہا تو آیا وہ چیزیں جن کے ذریعہ اس کا ظہور ہوا۔ وہ بھی اس طرح خدا یا خدا کا بیٹا ہیں۔ جس طرح آپ مسیح کو مانتے ہیں۔ دیکھو دلیل اس طرح ہوتی ہے۔ جیسے قرآن مجید میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔

ماالمسیح ابن مریم الارسول قدخلت من قبله الرسل وامه صدیقة کانا یأکلان الطعام انظر کیف نبین لهم الأیت ثم انظر انی یؤفکون.

یعنی حضرت مسیح بے شک خدا تعالیٰ کے رسول تھے مگر صرف انسان تھے۔ تم نظر اٹھا کر دیکھو۔ کہ جب سے یہ سلسلہ کلام الٰہی کا شروع ہوا ہے۔ ہمیشہ اور قدیم سے انسان ہی رسالت کا رتبہ پا کر دنیا میں آتے رہے۔ کبھی اللہ تعالیٰ یا اس کا بیٹا حقیقی معنوں میں نہیں آیا۔ **قدخلت** سے اسی مدعا پر استدلال کیا گیا ہے کیا اس کی نظیر کسی زمانہ میں پائی جاتی ہے کہ سوائے انسان کے کوئی اور خدا وغیرہ بھی لوگوں کی ہدایت کے لئے بھیجا گیا ہو۔ ہرگز نہیں پس

قرآن نے ابطال الوہیت مسیح کے لئے سب سے پہلی دلیل استقرائی پیش کی ہے۔اس کے بعد دوسری دلیل یہ پیش کی ہے وامــه صديقة یہ تو ظاہر ہے کہ مسیح کو اللہ جل شانہ کا حقیقی بیٹا تصور کریں تو پھر یہ ضروری امر ہے کہ وہ دوسروں کی طرح اپنے تولد میں ایسی والدہ کا محتاج نہ ہوتا۔ جو باتفاق فریقین انسان تھی۔ کیونکہ یہ بات ظاہر اور کھلی ہے کہ ہر ایک جاندار کی اولاد اس کی نوع کے موافق ہوا کرتی ہے۔ پھر تیسری دلیل پیش کی کہ مسیح اور ان کی والدہ کھانا کھایا کرتے تھے۔ اور انسان کھانا کھانے کا محتاج اسی لئے ہے کہ اس کے بدن میں سلسلہ تحلیل کا جاری ہے۔ پس ظاہر ہے کہ مسیح ان حاجتوں سے بری نہ تھے۔ جو دوسرے تمام انسانوں کو لگی ہوئی ہیں۔ پھر باوجود ان باتوں کے جو اسے انسان ثابت کررہی ہیں کیونکر خدا ہوسکتے ہیں؟

اور یہ کہنا کہ میں خدا سے نکلا ہوں۔تو اس سے بھی یہ ثابت نہیں ہوتا کہ وہ واقعی خدا تھے۔ کیونکہ یوحنا ۱۳،۱۲/۱ میں ہے جو اس کے نام پر ایمان لاتے ہیں۔ وہ نہ خون سے نہ جسم کی خواہش سے نہ انسان کے نطفہ سے بلکہ خدا سے پیدا ہوئے ہیں۔ (۲) محبت خدا کی طرف سے ہے۔ اور جو کوئی محبت کرتا ہے وہ خدا سے پیدا ہوا ہے۔ (ا یوحنا ۷/۴) پس کیا یہ لوگ بھی خدا ہو جائیں گے۔ پس ان الفاظ سے بھی مسیح خدا ثابت نہیں ہو سکتے۔

اور یہ کہنا کہ مسیح کلام تھا۔ اور کلام خدا تھا تو اس سے بھی اس کی الوہیت ثابت نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ اس انجیل کی غرض یہ ہے کہ یہ اس لئے لکھی گئی ہے تا تم ایمان لاؤ کہ یسوع مسیح خدا کا بیٹا ہے۔ یوحنا ۳۱/۲۰ مجرد لفظ ابن اللہ سے الوہیت ثابت نہیں ہوتی کیونکہ بہت سے لوگوں کو ابن اللہ کہا گیا ہے۔ پھر یوحنا میں لکھا ہے کہ میرا باپ مجھ سے بڑا ہے۔ ۲۸/۱۴ یعنی مسیح ابن ہونے کی حیثیت سے بھی اس کے مساوی نہیں جس سے صاف نتیجہ نکلتا ہے کہ وہ خدا نہیں اور اسی میں لکھا ہے کہ ’’ہمیشہ کی زندگی یہی ہے کہ وہ تجھے اکیلا سچا خدا جانیں اور مسیح کو رسول کہ خدا نے اسے بھیجا ہے۔‘‘ (یوحنا ۳/ ۱۷)

اگر کلام سے مراد مسیح لیا جاوے تو فقرہ یہی ابتداء میں خدا کے ساتھ تھا سے صاف طور پر ثابت ہوتا ہے کہ روح القدس کے خدا ہونے کی نفی ہوجاوے گی جو تثلیث والوں کا عقیدہ ہے۔ پھر آیت ۱۴ میں لکھا ہے کہ ہم نے اس کا ایسا جلال دیکھا جیسا باپ کے اکلوتے کا اس

سے بھی صاف ثابت ہوتا ہے کہ وہ خدا نہیں تھا۔ کیونکہ یہ نہیں کہا کہ ہم نے اس کا ایسا جلال دیکھا جیسے خدا کا۔ کلام "خدا کے ساتھ تھا" گویا کلام علیحدہ شخصی ہستی رکھتا تھا۔ تو پھر ایک خدا اور ایک کلام دو شخص باہم قدیم سے ایک دوسرے کے ساتھ اور ایک دوسرے سے غیر تھے۔ جو خدا سے غیر وہ خدا کیسے پس انجیل یوحنا کا آخر اور وسط یہ سب بتا رہے ہیں کہ مؤلف مسیح کی الوہیت کا قائل نہ تھا۔ بلکہ اس نے بالوضاحت اس کی تردید کی ہے اور کہا کہ مسیح اس کا رسول تھا۔ اور زبور ۹،۶/۳۳ سے ظاہر ہے کہ خدا کے کلام سے آسمان بنے اور ان کے سارے لشکر اس کے منہ کے دم سے اس نے کہا اور ہو گیا۔ اس نے فرمایا اور برپا ہوا۔

پس مسئلہ کی توضیح کرانے کے لئے میں آپ سے مندرجہ ذیل مطالبات کرتا ہوں آپ ان کے جوابات دیں۔

(۱) یسوع مسیح کا دعویٰ ان کے اپنے الفاظ میں دکھائیں کہ میں کامل خدا ہوں یا میں خدا مجسم ہو کر آیا ہوں۔

(۲) مسیح جسے آپ اقنوم ثانی کہتے ہیں۔ اقنوم کی تشریح لغوی و اصطلاحی کریں۔

(۳) مسیح میں الوہیت و انسانیت کا اتحاد و امتزاج کی تشریح کریں۔ کیا الوہیت اس سے کبھی علیحدہ ہوتی تھی۔

(۴) اناجیل میں جو ضمائر شخصی مسیح کے متعلق استعمال ہوئے ہیں۔ اس سے کامل خدا اور کامل انسان مراد ہے یا کچھ اور۔

(۵) کیا وہ اقنوم ہونے کے لحاظ سے خدا سے علیحدہ شخصیت رکھتا ہے یا دونوں ایک ہی ہیں۔ اگر ایک ہی ہیں تو کیا باپ کو بیٹا یا بیٹے کو باپ کہنا جائز ہے۔

(۶) آپ کے نزدیک الہام کی کیا تعریف ہے۔ اور کیا بائیبل کو آپ انہی معنوں میں الہامی مانتے ہیں۔ جیسے مسلمان قرآن کو کہ یہ خدا کا کلام ہے۔ اور جو کچھ اس میں لکھا ہے وہ سب صحیح ہے۔ اور اس میں کوئی بات خلاف واقعہ نہیں۔

(۷) باپ بیٹے کا عین ہے۔ یا اس کا غیر اگر کہو کہ وہ غیر ہے تو مریم کے پیٹ میں جو طبیعت مسیح کے ساتھ گوشت پوست میں متحد ہوا۔ وہ باپ تھا۔ یا بیٹا۔ اگر کہو بیٹا تو اس کا باپ ہونا باطل ہو گیا۔ اور یہ یوحنا کے خلاف ہے۔ کیونکہ وہ کہتا ہے اور کلام خدا تھا۔ اور کلام ہی نے

مریم کے پیٹ میں گوشت پوست اختیار کرلیا۔تو گویا خدا ہی مریم کے پیٹ میں گیا اور آپ کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ وہ بیٹا تھا۔اگر کہو کہ وہ باپ تھا تو یہ کہنا کہ وہ بیٹا تھا باطل ہو گیا۔اور یوحنا کے خلاف ہے اگر کہو کہ وہ باپ تھا اور وہی بیٹا تو یہ بھی انجیل کے خلاف ہے کیونکہ لکھا ہے کہ بیٹا باپ کے دائیں جانب بیٹھا ہے۔باپ کو ہی قیامت کا علم ہے باپ بیٹے سے بڑا ہے۔اگر کہو باپ ہی بیٹا ہے اور اس کا غیر بھی تو یہ خلاف عقل بات ہے۔اس سے لازم آئے گا کہ بیٹا اپنے آپ کا بیٹا ہے۔اور اپنے آپ کا باپ ہے اور باپ اپنے آپ کا باپ ہے اور اپنے آپ کا بیٹا ہے۔نیز اس سے تقدم الشئ علی نفسہ لازم آئے گا۔پس آپ ان مطالبات کا جواب دیں اور کوئی واضح دلیل اپنی الہامی کتاب سے پیش کریں جسے دلیل کہا جا سکے۔

جلال الدین شمس احمدی مناظر

دستخط	دستخط
صدر منجانب جماعت احمدیہ	صدر منجانب عیسائیاں
عبدالکریم جہلمی (مولوی فاضل)	ایس۔ایم۔پال
12.12.32	۱۲/دسمبر ۱۹۳۲ء

مبحث اول پر پرچہ سوم

بقلم پادری عبدالحق صاحب

جناب والا! میں نے جس قدر عقلی دلائل پیش کئے ان کے سب مقدمات اوران کا اثبات بائبل میں سے پیش کیا۔ اوراگر کہیں اس سے برخلاف کیا ہے تو اوسکا حوالہ دیں۔!۔ مگر یاد رہے کہ بائیبل مقدس کا کام علمی مصطلحات بیان کرنا اور مقدمات کو مناظرانہ انداز میں مرتب کرکے پیش کرنا نہیں ہے۔

افسوس ہے کہ آپ نے ہماری پیش کردہ دلائل کا رد لکھنے کی بجائے اس بحث پر اپنی طرف سے بالکل آزادانہ خامہ فرسائی فرمائی ہے۔ کہ گویا آپ نے ہماری دلائل پر غور ہی نہیں کیا۔ آپ نے باوجود معترض ہونے کے مدعیانہ حیثیت میں اپنے انکار کو صرف دعویٰ کی صورت میں پیش کردینے پر اکتفاء کیا۔ اور دلائل کو نظرانداز کرکے مسیح کی الوہیت کے لئے اپنی طرف سے صرف چند عذر پیش کردیئے۔ کاش آپ نے اتنا ہی کیا ہوتا کہ اپنے عذر کو بھی دعویٰ ہی کی حیثیت میں نہ چھوڑتے بلکہ جو متابات (نقل مطابق اصل۔ صحیح مطالبات) آپ نے پیش کئے ہیں۔ ان پر بحث کرکے ثابت کردکھاتے۔ کہ جو نتیجے آپ نے ان سے نکالے ہیں ان میں آپ حق بجانب ہیں۔ یہ کہاں کا انصاف ہے کہ کسی آیت کو لے لیں اور تحکم محض سے کام لے کر ان سے حسب منشاء جو چاہیں مطلب نکال لیں۔ حتیٰ کہ قائل کی بھی منشاء کے برخلاف۔

اس وقت فریقین میں مابہ النزاع یہ اصل ہے کہ ذات واجب الوجود کا کسی حیثیت میں محدود و حادث مظہر میں ظہور ممکن ہے یا نہیں۔ الوہیت مسیح کا اعتقاد اسی بنا پر مبنی ہے۔ آپ نے نہ صرف ہمارے پیش کردہ دلائل سے چشم پوشی اختیار کی بلکہ اس کی بناء کو بھی بالکل نظرانداز کردیا۔ اگر آپ بنا کو چھوڑ کر صرف مبنی پر ہی بحث کو محدود رکھنا چاہیں تو آپ کے لئے پہلے اس صداقت کا اقرار ضروری ہے کہ ہماری پیش کردہ دلائل کی بناء پر محدود و حادث شئے میں خدائے تعالیٰ کا ظہور آپ کے نزدیک مسلم ہے۔

بہر حال آپ کے عذرات یہ ہیں:۔

(۱) بطور استقراء یہ ثابت ہوتا ہے کہ صرف انسان ہی نبی ہو کر آتے رہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ (الف) استقراء کا تعلق بدیہیات (سے) ہے۔ اور نبوت امر نظری ہے۔ پس آپ کا یہ دعویٰ کہ نبی ہی انسان ہو کر آتے رہے۔ استقراء سے کسی قسم کا بھی علاقہ نہیں رکھتا۔ (۲) استقراء سے ظن کا افادہ ہوتا ہے نہ کہ یقین کا۔ کیا آپ سب نبیوں کا نام ہی بتا سکتے ہیں۔ چہ جائے کہ ان کی بابت نبی ہونے کا اور صرف انسان ہی ہونے کا دعویٰ بھی کریں۔

(ج) استقرائی امور میں مستثنیات پائی جاتی ہیں۔ اس کی مثال آپ ہی کے اعتبار کے مطابق یہ ہے کہ اگرچہ انسان کی پیدائش والدین سے ہوئی ہے تو بھی آدم وحواء اور مسیح اس کے برخلاف پیدا ہوئے۔ بتایئے آپ کی استقراء اس تجربہ کے طور پر بھی ناقص ہے یا نہیں۔

دوم۔ آپ نے مسیح کو محتاج قرار دے کر اس کی الوہیت کا رد اس سے کرنا چاہا ہے۔ مگر یاد رہے کہ کھانا پینا جسمانیت اور ظرف سے متعلق ہے نہ کہ الوہیت اور مظروف سے۔ اگر کوئی شخص کسی انسان کے ذی روح ہونیکا رد اس طرح پیش کرے کہ چونکہ روح کو بھوک اور پیاس نہیں لگتی اور تم کو بھوک پیاس لگتی ہے اس لئے تم ذی روح نہیں ہو۔ تو ایسی ہی دلیل آپ نے بھی پیش کی ہے۔ کہ ظرف یعنی جسم کو کھانے پینے کا محتاج ثابت کرکے اس سے مظروف یعنی الوہیت کو کھانے پینے کا محتاج قرار دے دیا۔

آپ نے یہ فرمایا کہ اور بھی خدا کے بیٹے ہیں۔ مگر جناب میں نے جو پیش کیا ہے اس میں مسیح کو اکلوتا بیٹا قرار دیا گیا ہے۔ دیکھئے (یوحنا ۱۸، ۱/۱۴) اور اصل زبان بھی جو لفظ مانوگنیس ہے اس کے معنے یہ ہیں کہ اپنی جنس کا اکیلا فرد۔ پس ان معنےٰ میں کلام مقدس میں سوا مسیح کے کسی اور کو نہیں کہا گیا ہے۔

آپ نے مسیح کا دعویٰ پوچھا ہے کیا میں نے یہ دعویٰ بہ دلائل پیش نہیں کر دیا کہ میں باپ میں سے نکلا اور دنیا میں آیا ہوں۔

آپ نے جو مسیح پر ایمان لانے والوں کے لئے خدا کا بیٹا ہونا لکھا ہے تو آپ کو معلوم ہو کہ دوسروں کے لئے الٰہی فرزندیت کے حقدار ہونا آیا ہے۔ یوحنا ١٢/١، یعقوب ١/١٨) یعنی لے پالک (رومی ١٥/ ٨) پس دوسروں کے لئے بطور تسمیہ الشے باسم سبب مجازی طور پر ہے نہ کہ حقیقی طور پر۔ یہ صرف مسیح کے لئے ''اکلوتے'' کا لفظ آیا ہے۔

آپ نے تولد مسیح کے متعلق جو ذکر چھیڑا اس کا مظروف یا الوہیت سے کیا تعلق؟ میں نے جو کلام نفسی اور کلام لفظی میں ظرف ومظروف کا علاقہ بتایا ہے کیا اس میں بھی ظرف محدود وحادث نہیں اسی طرح روح القدس اور تثلیث کے مسئلہ کا اس مبحث سے براہ راست کوئی علاقہ نہیں۔ مبحث اس وقت خدا تعالیٰ کے دیدنی مظہر پر ہے۔ نہ کہ اقانیم ثلاثہ یا وحدت میں کثرت پر۔ آپ کیوں اصل بحث کو چھوڑ کر.................ادھر ادھر کی باتیں لکھنے میں وقت ضائع کرتے ہیں۔ اسی طرح آپ نے بائبل کے الہامی ہونے کے متعلق بھی ہم سے بالکل غیر متعلق سوال کر کے شرائط کی خلاف ورزی کی ہے۔

آپ نے جو یہ فرمایا کہ خدا کے کلام سے آسمان بنے اس سے ہمارے دعویٰ کی ہی تائید ہوتی ہے۔ سوال تو یہ ہے کہ وہ کلام کوئی لفظ تھا یا کوئی شئے۔ حادث اگر امر حادث تھا تو وہ محدثات کی علت اور خالق مخلوق میں واسطہ کیونکر ہوسکتا ہے۔ اور اگر وہ ذات واجب کا غیر تھا تو خدا کی قدرت کی تائید کا توقف شئ غیر پر لازم آیا۔

آپ نے جو فرمایا کہ وہ خدا کے ساتھ تھا تو اس کے ساتھ اگلا جملہ بھی ملاحظہ فرمایا ہوتا کہ کلام خدا تھا۔ یہ تو سچ ہے کہ درمیانی کی حیثیت دونوں جہتوں یعنی قدیم و حادث سے متعلق ہونے کی جہت سے اور باپ کے ظہور کی جہت سے اس سے ممتاز ہے۔ مگر اس امتیاز سے ذاتی تغایر کسی طرح بھی لازم نہیں آتا۔ سوال تو یہ ہے کہ کلام علت محدثہ تھا یا نہیں۔ اگر تھا تو پھر آپ کو اس کی الوہیت سے کیا انکار ہوسکتا ہے۔

آپ نے یہ فرمایا کہ پہلے جو مظہر ذات واجب تھے وہ کیا تھے میں نے اس کے متعلق پہلے ہی پرچہ میں یہ پیش کر دیا کہ ''باپ کو کسی نے کبھی نہیں دیکھا۔ (اکلوتا) بیٹا جو باپ کی گود میں ہے۔ اسی نے ظاہر کیا۔'' پس اس سے واضح ہے کہ جب ذات واجب کا کسی دیدنی مظہر میں ظہور ہوا تو ظہور کلمہ یا علت محدثہ کا ہی تھا باپ کا کبھی ظہور نہیں ہوا۔

آپ یہ تو فرمایئے کہ اگر خدا تعالیٰ کا کبھی ظہور ہی نہیں ہوا تو اس کو ظاہر کہنا کیونکر جائز ٹھیرا۔

○

میں نے بیت اللہ کی تشریح کر کے آپ کو بتادیا تھا کہ خدا تعالیٰ کے کلمہ کا محدود و دیدنی مظہر یا گھر سے تعلق ضروری ہے۔ ورنہ نہ خدا تعالیٰ کی شناخت ہوسکتی ہے۔ اور نہ محدود وحادث انسان کے لئے بلا واسطہ ذات غیر محدود وازلی کی عبادت ہی ممکن ہے۔

آپ نے مسیح کے علم کے متعلق اعتراض کیا۔ تو یاد رہے کہ یہاں علم سے متعلق تحقق خارجی ہے۔ نہ یہ کہ علم کا انکار۔ کیونکہ ذات واجب کے لئے علم فاعلی ہوسکتا ہے۔ مگر علم انفعالی اور زمانی ممکن نہیں۔ کیونکہ علم انفعالی اور زمانی بغیر وجود شئے کے ممکن نہیں۔ چونکہ مسیح انسان بھی تھا اس لئے اس کے لئے علم انفعالی اور زمانی کا امکان ہے۔ پس یہ انکار اسی علم سے متعلق ہے۔ نہ کہ الٰہی اور ذاتی اور فعلی علم کے متعلق۔ کیونکہ مسیح خود قیامت ہے۔ اور وہی قیامت کا سبب ہے۔

''مردے خدا کے بیٹے کی آواز سنیں گے اور جئیں گے۔''

مہربانی فرما کر ہمارے دلائل کا جواب دیجئے۔ آپ خود مدعی بن کر آیات سے تحکمانہ کام لے کر الٹا ہمیں ہی یہ (نہ) کہیں کہ ہم نے کوئی الہامی دلیل نہیں پیش کی۔

صدر منجانب جماعت احمدیہ	عبدالحق	صدر منجانب عیسائیاں
عبدالکریم (مولوی فاضل)	مناظر عیسائیاں	ایس۔ ایم۔ پال۔
12.12.32		۱۲/دسمبر ۱۹۳۲ء

پرچہ چہارم۔ بقلم مولانا جلال الدین صاحب شمس احمدی

بسم اللہ الرحمن الرحیم.

میں نے اپنے پرچہ میں اس بات کو بالوضاحت لکھا تھا کہ بحث الوہیت مسیح پر ہے۔ کہ مسیح کو خدا ثابت کیا جاوے۔ نہ کچھ اور (آپ صاف کہیں کہ) اگر آپ مسیح کو مظہر الٰہی مانتے ہیں کہ ان کے ذریعہ سے خدا ظاہر ہوا تو آیا ان کے پہلے بھی ایسے مظاہر الٰہی ہوتے رہے ہیں یا نہیں۔ اور کیا وہ خدا تھے۔ آپ کا کہنا کہ ذات قدیم و غیر محدود واحد حادث عالم کے درمیان ایک واسطہ ہونا ضروری ہے ورنہ خدا کی عبادت کبھی نہیں ہوسکتی۔ تو میں آپ سے دریافت کرتا ہوں کہ آیا وہ جو علت محدثہ تھی تو کیا وہ بھی واجب الوجود تھی۔ یا غیر واجب الوجود اور اگر واقعی مسیح واسطہ بن کر علت ہو گئے تو اس پر عقلی اعتراض ہوتا ہے۔

کہ اگر مسیح عالم کی علت محدثہ ہے تو ضروری ہے کہ مسیح کے صدور اور عالم کے صدور کا ایک وقت ہو۔ اور اس طرح پر باقی عالم بھی قدیم ماننا پڑے گا۔ یا مسیح کو حادث قرار دینا پڑے گا۔

اور یہ بات کہ واجب الوجود سے کوئی مادی چیز صادر نہیں ہوسکتی یہ فلسفہ سے ثابت نہیں کر سکتے صرف اتنا ثابت کر سکتے ہیں کہ علت و معلول ہی ایک مناسبت ہوتی ہے جس کی وجہ سے معلول صادر ہوتا ہے۔ لیکن یہ مناسبت ان میں مطلق لکھی ہے جس کی نسبت نہیں کہا جاسکتا کہ مادی اور غیر مادی میں نہیں یہ اس وقت کہا جاسکتا ہے کہ جب خاص مراد لی جائے جو مادی اور غیر مادی میں بھی ہوسکتی ہے اس کے برخلاف ہم فلسفہ سے ثابت کر سکتے ہیں کہ غیر مادی سے مادی صادر ہوسکتی ہے جو چیز حادث ہے اس کے لئے مسبوق بالمادۃ والمدۃ ہونا ضروری ہے۔ مناسبت سے مراد تجانس لیا کرتے ہیں۔ تجانس سے من کل الوجوہ مجانست مراد ہوگی یا کوئی خاص تجانس مراد ہوگا۔ اگر کلی ہو تو وہ باطل ہے کیونکہ واجب الوجود ہونے میں بھی تجانس ماننا پڑے گا۔ اور معلول بھی واجب الوجود ہوگا۔ حالانکہ معلول واجب الوجود نہیں ہوسکتا۔ اور اگر مادی اور غیر مادی میں ہم جنس ہونا مراد ہو تو یہ مصادرہ علے المطلوب ہے بلکہ ہم یہ بات کر سکتے ہیں کہ مادی چیز واجب الوجود کی معلول ہے۔ جیسا کہ فلسفہ میں

ہے۔کل حادث زمانی مسبوق بمادۃ و مدۃ شرح ہدایت الحکمۃ صفحہ ۱۴۱

اب میں اس واسطہ کے متعلق دریافت کرتا ہوں کہ وہ کوئی خدا سے علیحدہ ذات تھی۔ جواس سے صادر ہوئی۔ یا اسکی صفت تھی۔ اگر کہو صفت تو شراح انجیل نے صاف لکھا ہے کہ جملہ ''کلام خدا تھا'' صاف بتارہا ہے کہ وہ کوئی صفت نہ تھی بلکہ خود خدا تھا جس کے معنے صاف یہ ہوں گے کہ وہ خود خدا صفت تھا۔ آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ واسطہ جو عالم کی علت ہوا وہ واجب الوجود تھا یا نہیں اور اس کا صدور ارادی تھا یا اضطراری۔ اور اگر وہ واسطہ جو خدا اور مخلوق کے درمیان ہے واجب الوجود ہے تو یہ محال ہے کیونکہ اگر دو واجب الوجود فرض کئے جائیں تو وہ وجوب وجود میں مشترک ہوں گے اور کسی نہ کسی امر میں متمائز اور ما بہ الامتیاز یا تو دونوں کی تمام حقیقت ہوگی یا تمام حقیقت نہیں ہوگی۔ اگر امتیاز تمام حقیقت ہے تو وجوب وجود بوجہ اشتراک کے دونوں کی حیثیت سے خارج ہوجاوے گا۔ اور یہ محال ہے کیونکہ وجوب وجود نفس حقیقت واجب الوجود ہے۔ اور اگر تمام حقیقت میں ہوگا تو اس صورت میں ہر ایک ان میں سے ما بہ الامتیاز اور ما بہ الاشتراک سے مرکب ہوگا اور ہر ایک مرکب محتاج الی الغیر ہوتا ہے۔ تو واجب کو ممکن بالارادہ ماننا پڑے گا۔ اور واجب الوجود کا ممکن لذاتہ ہونا محال ہے۔ اور جو مستلزم محال ہے وہ بھی محال لہٰذا ماننا پڑا کہ واجب الوجود ایک ہی ہے۔ پس واسطہ جسے آپ قرار دے رہے ہیں وہ واجب الوجود نہیں ہوسکتا۔ اور اگر کہو ممکن تو اس کا حادث ہونا ثابت ہوگیا۔

اور آپ جو بیت ایل کا لفظ وغیرہ پیش کرتے ہیں تو وہ مجازاً استعمال کیا جاتا ہے۔ چنانچہ دوسرے لوگوں کو بھی مجازاً خدا کہا گیا ہے۔ جیسا کہ موسیٰ کو فرعون کا خدا کہا گیا۔ خروج ۱/ ۷ اور دوسروں کو بھی خدا کہا گیا۔ میں نے کہا کہ تم الہ ہو زبورا۔ ۸۲/۶

اور آپ کا یہ کہنا کہ مسیح کو اکلوتا بیٹا کہا گیا تو اس کے یہ معنی نہیں کہ وہ واقعی خدا تعالیٰ کا بیٹا تھا اور اگر یہی مقصود ہوتا تو تینوں انجیلوں میں اس کا ذکر ہوتا۔ لیکن صرف یوحنا نے ہی اس کا ذکر کیا ہے۔ اور پھر یوحنا نے اس کے بعد ہی اس کو صرف خدا کے بیٹے کے لفظ سے خطاب کیا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ اکلوتے بیٹے سے بھی ثابت نہیں ہوتا کہ وہ خدا کا بیٹا تھا۔ دیکھو اس یوحنا کی انجیل میں لکھا ہے کہ یہود نے جب اسے پتھر مارنے کو اٹھائے تو اس نے کہا

کیوں مارتے ہو۔ انہوں نے کہا کہ تو انسان ہوکر کفر بکتا ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ کیا تمہاری شریعت میں یہ نہیں لکھا کہ اس لئے تمہیں کہا تم خدا ہو جب کہ اس نے انہیں جن کے پاس خدا کا کلام آیا خدا کہا اور ممکن نہیں کتاب باطل ہو۔ جسے خدا نے مخصوص کیا۔ اور جہاں میں بھیجا۔ کہتے ہو تو کفر بکتا ہے۔ کہ میں نے کہا میں خدا کا بیٹا ہوں۔ یوحنا ۳۱۔۳۲/۱۰ دیکھو اگر واقعی وہ خدا کا اکلوتا بیٹا تھا اور ایسے معنوں میں تھا جس میں اور کوئی شریک نہ تھا تو ان سے صاف کہنا چاہئے تھا کہ میں ہی صرف اکلوتا بیٹا خدا ہوں مگر انہوں نے خدا کا بیٹا کہا اور کہا کہ یہ تو بہ نسبت ان الفاظ کے جو پہلوں کے لئے استعمال کئے گئے کچھ چیز نہیں۔ کیونکہ ان کو تو خدا بھی کہا گیا۔

یہ کہنا کہ جب تک کلمہ کا اس طریق پر ظہور نہ ہوتا تو عبادت بھی نہیں ہوسکتی تھی بالکل غلط ہے۔ کیا وہ لوگ جو مسیح سے پہلے تھے خدا تعالیٰ کی عبادت نہیں کرتے تھے۔ دیکھو لوقا ۱/۶ میں زکریا اور اس کی بیوی کے متعلق صاف لکھا ہے کہ وہ دونو خدا کے حضور راستباز اور خداوند کے سارے حکموں اور قانونوں پر چلنے والے تھے۔ پھر نوح صادق اور کامل تھا۔ پیدائش ۶/۹ اسی طرح موسیٰ اور حزقیاہ وغیرہ کے متعلق لکھا ہے کہ وہ کامل اور خدا تعالیٰ کی عبادت بھی کرتے تھے۔

اور استقراء کے لئے یہ ضروری نہیں کہ تمام انبیاء کے نام بھی معلوم ہوں آپ یہ ثابت کردیں کہ پہلے کوئی ایسا رسول بھی آیا تھا جو انسان نہیں تھا۔ اگر آپ ثابت نہیں کرسکتے تو خدا تعالیٰ نے جو استقرائی دلیل پیش کی ہے وہ بالکل صحیح ہے۔

آپ نے میرے مطالبات کا جواب نہیں دیا۔ حالانکہ ان کا اس بحث سے بہت تعلق ہے۔ ان کے جواب دینے سے آپ پر بھی بخوبی واضح ہوجاوے گا کہ آیا مسیح خدا تھا یا نہیں۔ آپ منطقی اصطلاحوں کی آڑ لیتے ہیں۔ اور صاف بات نہیں کرتے حالانکہ اسی فلسفہ کے متعلق لکھا ہے ''خدا نے اس دنیا کی حکمت کو بیوقوفی نہیں ٹھہرایا۔ اور پھر لکھا ہے۔ چنانچہ یہودی کوئی نشان چاہتے ہیں اور یونانی حکمت اور نیز لکھا ہے کہ دنیا نے اپنی حکمت سے خدا کو نہیں پہچانا۔ تو خدا کی یہ مرضی ہوئی کہ بیوقوفی سے ایمان لانے والوں کو بچاوے۔ قرنتیوں ۱/۲۰'' لیکن آؤ میں تمہیں حقیقی فلسفہ بتاؤں جو الٰہی فلسفہ ہے اور دلائل سے پر ہے۔

آپ نے خود تسلیم کیا ہے کہ میں نے عقلی دلائل پیش کئے جو شرائط کے خلاف ہے۔ حالانکہ الہامی کتاب سے دلائل پیش کرنے چاہئے تھے دیکھو خدا تعالیٰ قرآن میں دلیل دیتا ہے۔ وقالوا اتخذ اللہ ولدًا سبحانہ ھو الغنی لہ ما فی السموت وما فی الارض ان عندکم من سلطان بھذا اتقولون عَلَے اللّٰہِ مَالَاتَعۡلَمُوۡنَ. کہ اگر حضرت مسیح اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس کو اس طرح باطل فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تو غنی ہے اور احتیاج سے پاک ہے۔ اور کسی کا ایسا بیٹا ہونا جیسا عیسائی مانتے ہیں اللہ تعالیٰ کی غنا اور بے پرواہی کو باطل کرتا ہے۔

جیسا کہ آپ بھی مانتے ہیں کہ خدا تعالیٰ عالم کو پیدا کرنے میں بیٹے کا محتاج تھا اور نیز عادل نہیں ٹھہر سکتا تھا اس واسطے اس کو ضرورت پڑی کہ کوئی بیٹا ہو جو نجات دلا سکے۔ دیکھو کیسے اس کی صفت غنی ہونا باطل ہوتی ہے۔ پھر فرماتا ہے کہ وہ تو زمین و آسمان کا مالک ہے۔ اور مسیح کو تو سر دھرنے کی بھی جگہ نہیں تھی۔ اے مخالفو! تمہارے پاس کوئی دلیل نہیں کیا خدا پر افترا باندھتے ہو۔

صدر منجانب جماعت احمدیہ	جلال الدین شمس	صدر منجانب عیسائیاں
عبدالکریم	مناظر احمدی	ایس۔ ایم۔ پال
12.12.32		۱۲ر دسمبر ۱۹۳۲ء

مبحث اول

پرچہ پنجم بقلم پادری عبدالحق صاحب

جناب والا! میں نے حسب شرائط بائیبل مقدس سے ہی دلائل پیش کیے ہیں۔ ان دلائل کا ایک مقدمہ بھی ایسا نہیں جو بائیبل مقدس سے نہ ہو۔ چونکہ آپ ان دلائیل کو بالکل نظرانداز کیا چاہتے ہیں اس لئے میں اس پرچہ کا خلاصہ آپ کی خدمت میں پھر پیش کردینا ضروری سمجھتا ہوں۔

(۱) ایماندار کے لئے خدا کی شناخت ضروری ہے۔

(۲) مخلوقات سے صرف خالق کی ہستی کا ہی یقین ہوتا ہے۔

(۳) الہام سے ذات واجب کی مثالی شناخت ہوتی ہے۔

(۴) حقیقی شناخت کے لئے حقیقی واسطہ درکار ہے۔ اور وہ مسیح ہے۔

(۵) ذات واجب کے لئے حدوحدوث سے مناسبت ضروری۔

(۶) ذات واجب کی ظاہروباطن دوحیثیتیں ہیں۔

(۷) علت مفیدہ سے علت محدثہ کا ظہور۔ اوراس سے مخلوقات کا صدور۔

(۸) خدااورانسان کے ملاپ سے مرادطبعی موافقت۔

(۹) اس کے لئے درمیانی ضروری۔

(۱۰) حقیقی بیت اللہ ضروری۔ اور خیمہ اور ہیکل اس کی مثال۔

آپ نے نہ صرف ان باتوں کونظرانداز کردیا۔ بلکہ دوسرے پرچے میں جو میں نے کہا تھا کہ الوہیت مسیح کے مسئلہ کی بنیاد یہ ہے کہ خداتعالیٰ کا ظہور شئے محدودوحادث میں نہ صرف ممکن بلکہ ہماری پیش کردہ دلائل کی بناء پرضرور ہے۔ آپ نے اس کے اقرار یاانکار کی بابت بھی بالکل سکوت اختیار کرلیا۔ مظہر کے متعلق ہم آپ کو بتاچکے ہیں کہ پہلے بھی بیٹا ہی ظاہرہوتا رہا۔

علت محدثہ کے متعلق جو واجب اور غیرواجب کا سوال پوچھا ہے اس کی بابت بھی

بتا چکا ہوں کہ ’’کلام خدا تھا‘‘۔

آپ کہتے ہیں کہ مسیح کے صدور اور عالم کے صدور کا ایک ہی وقت ہے لیکن یہ سراسر غلط فہمی پر مبنی ہے۔ میں نے باپ سے بیٹے کا ظہور بتایا ہے۔ اور مخلوقات کا اس کے وسیلے سے صدور۔ پس صدور اور ظہور کے فرق کو ذہن نشین کر کے پھر اس پر اعتراض کریں۔

اور عالم کا تقدم علت محدثہ کو مان کر لازم نہیں آتا بلکہ اس کے انکار سے۔ کیونکہ علت محدثہ سے ربط حادث بالقدیم ثابت ہے۔

آپ نے غیر مادی اور مادی کا غیر متعلق تذکرہ چھیڑ دیا۔ بھلا ان الفاظ کا تعلق اصل مبحث سے کیا۔ نیز اس سے خلط مبحث کا ارادہ نہیں تو اور کیا ظاہر ہوتا ہے۔ اور اگر غیر مادی سے آپ کی مراد ذات واجب ہے اور اس سے عالم کا صدور ممکن مانتے ہیں تو پھر عالم کا ملاپ اس سے کیوں ممکن نہیں۔ اس طرح پر جیسے کہ عالم کا صدور اس سے بالواسطہ ہوا اسی طرح اس کا ملاپ بھی بالواسطہ ہوگا۔ اور وہ واسطہ کلمۃ اللہ ہے۔ ازلیت و حدوث۔ اور غیر محدود و محدود میں مناسبت سے میری مراد مجانست کہاں تھی۔ جناب! میری مراد صاف یہ تھی کہ ایسی مناسبت ذات واجب کے لئے ضروری ہے کہ اس کا محدود و حادث مظہر میں ظہور ممکن ہو۔ کیونکہ اس سے متضاد ہونے سے علت و معلول میں تضاد لازم آئے گا اور یہ محال ہے۔

کلام جس کے وسیلے سے دنیا پیدا ہوئی اس کا یا تو انکار کیجئے۔ اور کوئی اور علت محدثہ بتایئے یا یہ بتایئے کہ وہ کوئی امر حادث تھا یا نہیں۔ اگر حادث تھا تو علت محدثہ کیونکر ہوگا۔ اور اگر نہیں تو آپ کلمۃ اللہ کے وجود اور اس کے ظہور کا انکار کیونکر کر سکتے ہیں۔ اور اس کی الوہیت کو کیونکر افتراء قرار دے سکتے ہیں۔

ہم اقنوم کو ذات واجب کی صفت نہیں بلکہ محل صفت کہتے ہیں۔ لیکن اس مسئلہ کا خدا تعالیٰ کے محدود و حادث مظہر میں ظہور سے کیا علاقہ؟

علت محدثہ کے صدور ارادی یا اضطراری کی بابت آپ نے دریافت فرمایا ہے۔ حالانکہ میں نے ظہور بتایا اور اس کی مثال سورج سے شعاع نور کا ظہور بتایا۔ جبکہ ارادی اور اضطراری کا اطلاق افعال اور آثار پر ہوا کرتا ہے۔ تو پھر اس بے معنی سوال کا کیا مطلب۔

پھر آپ کو دو واجب صاحب کس نے بتائے۔ اور اس کا الوہیت مسیح کی بحث سے کیا علاقہ ہے۔لیکن تعجب تو یہ ہے کہ آپ ان دو واجبوں میں امر مشترک یعنی وجوب کو بھی ایک جز قرار دیتے ہیں۔ اور ان چیزوں سے ترکیب احتیاج لازم آتی ہے۔قربان جایئے ایسے فلسفے کے اگر وجوب بھی کوئی ایسا جز ہے تو جناب خود واجب الوجود بھی واجب اور وجود کے دو چیزوں سے مرکب ٹھیرا۔ اور احتیاج لازم آتی ہے۔

بیت ایل کو آپ نے مجازی تو کہہ دیا لیکن یہ نہ بتایا کہ کس معنے کا مجازی ہے۔سوال تو یہ ہے کہ خداتعالیٰ کی ذات کو اس بیت ایل کے ساتھ کوئی ایسا علاقہ ہے یا نہیں جو دیگر جگہوں سے نہ ہوگا۔ اگر نہیں تو ترجیح بلا مرجح اور تخصیص بلا مخصص کے طور پر کسی جگہ کو بیت ایل کہنے کے کیا معنے اور اگر ہے تو آپ اس خصوصیت کا انکار کیوں کرتے ہیں۔کیا گول مول طور پر مجازی کہہ دینے سے اس دلیل کا زور کم ہو جاوے گا؟

پھر اکلوتا بیٹا کے لفظ پر یوحنا کی انجیل اور دیگر تین انجیلوں میں فرق کیا۔ یہودیوں کے پتھر اٹھانے کا واقعہ کا کیا علاقہ؟ اور کیا آپ مسیح کے اس جملہ انشائیہ سے کوئی انکاری خبر اخذ کرنے میں حق بجانب ہو سکتے ہیں۔مہربانی فرما کر یہ بتایئے کہ مسیح نے یہ خبر دی ہو کہ میں خدا کا بیٹا نہیں ہوں۔

استقراء کے متعلق جو میں نے آپ کی دلیل کی کمزوری بیان کی تھی آپ نے اس کو نظر انداز کر کے پھر اس کا ذکر کیا۔لیکن جب تک آپ میرے ایراد پر غور کر کے کچھ نہ لکھیں میں اس امر کو قابل التفات نہیں سمجھتا۔

آپ انجیل مقدس کے چند فقرات سے اپنی عادت کے موافق من مانے معنی لے کر ہمیں کہتے ہیں کہ ''دنیا کی حکمت'' خدا کے نزدیک بے وقوفی ہے مگر جناب ہم نے تو خدا کی حکمت یعنی بائبل کو پیش کیا۔صرف ان مقدمات کو مرتب کرنے اور اصطلاحی طور پر اس کی توضیح کر دینے سے وہ انسان کی حکمت نہ بنے گی ہم خدا کی وہ پوشیدہ حکمت بعید کے طور پر بیان کرتے ہیں۔ الخ

بیٹے کی ضرورت سے آپ احتیاج کی الجھن میں پھر پڑ گئے۔ جناب من۔ آپ احتیاج سے کیا مراد لیتے ہیں۔محتاج بالغیر ہونا یا نہیں۔

پھر جب ہم بیٹے کا ذات واجب سے ظاہر ہونا مانتے ہیں تو احتیاج کیسی۔ آپ کی اس الٹی منطق کے مطابق یہ بھی نہ کہا جائے گا کہ اگر خدا تعالیٰ عالم کے بغیر خالق نہیں ہوسکتا تو اس کو عالم کے پیدا کرنے کی احتیاج لازم آئے گی اور وہ حادث ٹھیرے گا۔

میں پھر آپ سے پوچھتا ہوں کہ خدا نے کلمہ کے وسیلہ سے دنیا کو پیدا کیا یا نہیں؟ اور وہ کلمہ کیا تھا؟

جناب کے گذشتہ دو پرچوں سے ظاہر ہے کہ آپ اصل مبحث کو چھوڑ کر ہماری پیش کردہ دلائل سے پہلوتھی کر کے محض ادھر ادھر کی باتوں میں یہ وقت ضائع کر رہے ہیں۔ اور اب تو آپ نے اس کو بھی کوئی دلیل سمجھا کہ آخر میں ہمیں خدا پر افتراء کرنے والا قرار دیا۔ جناب؟ صداقت اور انصاف اسی کا نام ہے کہ جب صحیح جواب نہ بن آئے تو منہ چڑانے لگ جائیں۔ بہرحال آپ نے اب تک یہی کیا ہے۔ کہ پرانے بوسیدہ اعتراضات کو نقل کر کے ہمارے سامنے پیش کر رہے ہیں۔ جس سے اس بحث کی غرض بالکل فوت ہو جائے گی۔

صدر منجانب جماعت احمدیہ	پادری عبدالحق	صدر منجانب عیسائیاں
عبدالکریم (مولوی فاضل)	مناظر عیسائی	ایس۔ ایم۔ پال۔
12.12.32		12.12.32

پرچہ ششم بقلم مولٰنا جلال الدین صاحب شمس احمدی

بسم اللہ الرحمن الرحیم.

پادری صاحب نے جو کہا ہے کہ میں نے کتاب مقدس سے دلائل پیش کئے ہیں اور منطقی باتوں سے ان کی وضاحت کی ہے بالکل غلط ہے۔ اگر خدا کی بات واضح نہیں تو کیا یہ منطقی باتیں واضح ہیں۔ میں کہتا ہوں آپ ایک دلیل اپنی کتاب سے پیش کریں جس سے صاف طور پر ثابت ہو کہ مسیح خدا ہے۔

میں بوسیدہ اعتراضات نہیں پیش کرتا۔ بلکہ ایسے اعتراضات اور ایسے دلائل پیش کرتا ہوں جن کا توڑنا آپ سے ناممکن ہے۔ آپ کو غور کرنا چاہئے کہ میں نے انجیل اور تورات سے جو آیتیں پیش کی ہیں ان سے ثابت ہوتا ہے کہ مسیح خدا نہیں اور وہ بالکل صاف ہے بلکہ آپ نے جو ابتداء میں یوحنا کی انجیل سے کلام پیش کی ہے وہ بھی صاف بتا رہی ہے کہ مسیح صرف خدا کا رسول ہے۔ نہ کچھ اور۔ اور خدا صرف ایک ہے۔ اور دیکھو حواری بھی مسیح کے متعلق صاف کہتے ہیں کہ وہ ایک آدمی ہے جیسا کہ مسیح خود اپنے آپ کو آدمی کہتا ہے۔ اور انسان کہتا ہے۔ یوحنا ۴۰/ ۸، متی۴/۴ حواری کہتے ہیں یسوع ناصری ایک مرد تھا۔ اعمال ۲/۲۲ خدا اور آدمیوں کے درمیان ایک آدمی بھی درمیانی ہے۔ وہ مسیح یسوع ہے۔ اتمطاؤس ۲/۵ اب بتاؤ کہ کیا وہ انسان اور خدا میں خدا کو درمیان واسطہ قرار دیتے ہیں۔ یا صرف ایک آدمی کو بالکل واضح قول ہے کہ ایک مرد واسطہ ہوا ہے۔

آپ پوچھتے ہیں کہ مخلوقات کی علت کیا تھی۔ میں کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے چاہا اور عالم کو پیدا کیا اسے کسی قسم کی احتیاج نہیں۔ کیوں کہ وہ غنی ہے۔ اور ہم خدا تعالیٰ کو علت اضطراری نہیں بلکہ ارادی مانتے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کے ارادہ سے ہی عالم پیدا ہوا۔ اس سے نہ اس کی ذات سے کسی قسم کی شرکت لازم آتی ہے نہ کچھ اور۔ آپ کا یہ کہنا کہ پہلے بھی ابن اللہ ظاہر ہوتا رہا دعویٰ بلا دلیل ہے۔ آپ بائیبل سے یہ ثابت کریں کہ وہ ابن اللہ تھا۔ جو پہلے ظاہر ہوتا رہا۔ کتنا صریح افتراء ہے۔ پہلے انبیاء کی کتابوں میں نہیں؟ ہاں میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ کیا واسطہ جو آپ مانتے ہیں وہ کس قسم کا واسطہ ہے۔ واسطہ کی چار قسمیں ہیں۔

واسطہ فی الاثبات واسطہ فی الثبوت بمعنی اول ثانی اور واسطہ فے العروض۔

آپ نے اپنے دوسرے پرچہ میں یہ لکھا ہے کہ جو باتیں خدا کی صفات کے خلاف مسیح سے صادر ہوئیں وہ ظرف کے لحاظ سے ہیں۔ اس کو مظروف اور الوہیت سے کوئی تعلق نہیں۔ کیا خوب منطق ہے۔ بتائیے کہ وہ مظروف جو ہے وہ الوہیت تھی یا نہیں اور انجیل یوحنا باب اول سے آپ نے استدلال کیا ہے کہ کلام خدا تھا اور وہ مجسم ہوا۔ جب وہ مجسم ہوا تو مظروف محدود ہوا۔ جو خدا تھا۔ تو بتاؤ اس سے تحدید لامحدود کی لازم آتی ہے یا نہیں (۳) نیز بتاؤ کہ آپ نے جو الوہیت کو مجسم مانا اور کہا کہ کلام مجسم ہوا تو اس میں جو اس کا حلول ہوا وہ حلول کی دو قسموں میں سے کون سی قسم ہے۔ وہ طریانی ہے یا سریانی اور جس قسم کا بھی مانو تو بوجہ احتیاج کے الہ نہیں ہوسکتا۔ نیز اس سے تحدید لامحدود کی لازم آتی ہے۔ (۴) اگر ایسا حلول ہے جیسا کہ سورج کی شعاع یا حرارت کوئلہ میں تو انسانی جسم جوہر گا اور الہ عرض ہوگا۔ جب عرض ہوا تو حادث ہوگیا۔ اور محتاج ثابت ہوا۔ کیونکہ اعراض کا وجود بغیر محل ناممکن ہے۔ (۵) پھر آپ بتائیں کہ باپ اور بیٹے میں جو مسیح اور خدا ہے کون سا تفاہل پایا جاتا ہے۔ اگر دونو ازلی ہیں تو ایک کو باپ اور دوسرے کو بیٹا کیوں کہا گیا اس سے ترجیح بلا مرجح لازم آتی ہے۔ (۶) جب باپ اور بیٹا ایک ہی ہے جیسا کہ خدا کلام تھا آپ نے استدلال کیا۔ تو بیٹا باپ اور باپ بیٹا ہو جائے گا۔ اور یہ عین تخلیط ہے۔ اور انجیل بھی اسے باطل ٹھہراتی ہے۔ کیونکہ مسیح کہتا ہے کہ بیٹے کو بھی قیامت کا علم نہیں۔ اور آپ کا یہ کہنا کہ علم سے متعلق تحقق خارجی مراد ہے نہ کہ علم کا انکار کیسی بے معنی بات ہے۔ الفاظ صاف ہیں کہ قیامت کا اسے علم نہیں کہ کب ہوگی۔ اور اگر واقعی اپنے عدم علم کا اقرار نہیں کرتا تو یہ کیوں کہا کہ باپ کے سوا اسے کوئی نہیں جانتا۔ معلوم ہوا کہ باپ کو اس کا علم ہے۔ بیٹے کو نہیں۔ جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ خدا نہیں۔ (۷) پھر بتائیے کہ کلمہ جو ابن کی صورت میں مجسم ہوا وہ باپ سوا کوئی چیز تھی یا وہی اگر سوا تھی تو وہ واجب الوجود تھی یا ممکن اگر واجب الوجود تھی تو دو ہوئے اگر ممکن تھی تو احادث ہوا۔ (۸) میں دریافت کرتا ہوں کہ آیا یسوع مسیح پیدا ہوا یا نہیں اور ممکن اور احادث تھا یا اس کی ہستی امکان اور وجوب دونوں سے مرکب تھی۔ اگر ایسا ہو تو اس سے اجتماع نقیضین لازم آئے گا۔ (۹) اگر یسوع ممکن الوجود ہے اور فی الواقع ہے

بھی تو بتائیے کہ امکان وجوب کا عین ہے یا غیر اگر عین ہے تو سب ممکن الوجود واجب الوجود ہوئے۔ اور واجبات وجود کا تکثر لازم آیا۔ جو کہ محال ہے۔ لیکن اگر غیر کہو تو وجوب کے ساتھ ایک ہونے اور اس کو کامل کہنے کے کیا معنی۔ (۱۰) اگر مسیح خدا تھے تو باپ اور ابن عظمت وجلال میں برابر ہیں یا فرق ہے اگر کہو برابر ہیں تو مسیح کے قول کے خلاف ہے کہ باپ بیٹے سے بڑا ہے۔ اور اگر اس کے برابر نہیں تو ناقص خدا نہیں ہوسکتا۔ (۱۱) اللہ حقیقی تو موجود واجب لذاتہ ہے۔ اور وہ جسم اور حیّز سے پاک ہے۔ مگر تم مانتے ہو کہ کلام مجسم ہوا۔ (۱۲) اگر کہو کہ جو چیز مجسم ہوئی اور اس میں حلول کر کے ظاہر ہوئی تو ہم پوچھیں گے کہ حال کل الہ تھا یا بعض الہ تھا۔ بقائے عالم بدوں الہ محال ہے لیکن یسوع بالتشخص الجسمانی جو دیکھا گیا وہ آخر مر گیا اگر کلیۃً کہو تو الہ کا فی الجسم ہونا ممتنع ہے۔ کیونکہ ایک تو اس سے عرض ثابت ہوگا دوسرے تحدید لامحدود کی لازم آئے گی۔

آؤ میں انجیل سے تمہیں بتاؤں کہ خدا ایک ہے۔ اور مسیح خدا نہیں۔ (۱) اقرنتیوں ۶/۱۱۔ لیکن ہمارا ایک خدا ہے جو باپ ہے جس سے ساری چیزیں ہوئیں اور ہم اس کے لئے ہیں۔ یہاں خدا سے سب چیزوں کا ہونا بتلایا گیا ہے۔ اور مسیح نے بھی کہا ہے کہ ہمیشہ کی زندگی یہی ہے کہ وے تجھ کو یعنی خدا کو اکیلا سچا خدا جانیں۔ خدا واحد ہے۔ اور وہ باپ ہے اور اس کے سوا کوئی خدا نہیں اور مسیح باپ نہیں لہٰذا خدا نہیں۔

(۲) متی باب ۴ میں لکھا ہے کہ مسیح شیطان کے ذریعہ سے آزمایا گیا اور عبرانیوں ۱۴/۴ میں لکھا ہے کہ وہ دوسروں کی مانند ساری باتوں میں آزمایا گیا۔ اور یعقوب ۱۴/۱ میں ہے کہ خدا آزمایا نہیں جاتا۔ مسیح آزمایا گیا خدا آزمایا نہیں جاتا۔ لہٰذا مسیح خدا نہیں۔

پھر میں آپ سے مطالبہ کرتا ہوں کہ آپ میرے مطالبات کا جواب دیں اور مسیح کے خدا ہونے پر کوئی واضح دلیل پیش کریں۔ جو سب کی سمجھ میں آسکے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **اللہ لاالہ الا ھو ط الحی القیوم لاتأخذہ سنۃ ولا نوم لہ ما فی السموت وما فی الارض ط** کہ خدا ایک ہی ذات ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ہمیشہ زندہ اور ازلی ابدی اور وہ اپنی ذات میں قائم ہے۔ اس کو نیند اور اونگھ نہیں آتی۔ وہ تمام زمین وآسمان کا مالک ہے۔ کیونکہ اگر ان صفات سے متصف نہ ہو تو وہ کمزور عاجز ضعیف اور

محتاج ٹھیریگا۔ اور خدا نہیں ہو سکے گا۔ لیکن مسیح پر موت آئی ۔ یوحنا ۳/ ۱۹۔ پھر وہ خود قیوم نہیں ۔ بلکہ مسیح خدا کی قدرت سے زندہ ہے اقرنتیوں ۱۳/۵، رومیون ۱۰/ ۶ اور مسیح سوتا تھا۔ مرقس ۲۸/۴ اور متی ۲۴/ ۸ اور وہ کہتا ہے کہ ابن آدم کے لئے تو سر دھرنے کی جگہ بھی نہیں جب وہ ایسی صفات سے متصف نہیں تو اسے کیونکر خدا کہا جا رہا ہے۔ آپ کو معلوم رہے کہ مبحث سے باہر نہیں جاتا۔ بلکہ اصل موضوع سے آپ دور جا رہے ہیں۔ آپ کو اپنی الہامی کتاب سے الوہیت مسیح پر دلائل پیش کرنے چاہئیں نہ کہ ادھر ادھر کی باتیں۔ میں کہتا ہوں جبکہ قرآن مجید نے کہا ہے کہ تم خدا پر ایسی بات کہتے ہو جس کا تمہیں علم نہیں ۔ بتاؤ کہ خدا نے کہاں کہا ہے کہ میں خود مجسم ہو کر آیا ہوں اور اس نے کب پہلے انبیاء کے ذریعہ کہا کہ ابن اللہ دنیا میں ظاہر ہوا۔ جلال الدین شمس احمدی

صدر منجانب جماعت احمدیہ	صدر منجانب عیسائیاں
عبدالکریم (مولوی فاضل)	ایس۔ ایم۔ پال۔
12.12.32	۱۲/ دسمبر ۱۹۳۲ء

پرچہ ہفتم۔ بقلم پادری عبدالحق صاحب

آپ کے تیسرے پرچہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آپ میرے پہلے پرچے کو بالکل نظرانداز کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ اور اس کی وجہ یہ کہ وہ ایک ایسا پتھر ہے جس کا مقابلہ آپ کے لئے آسان نہیں۔ جناب والا اگر وہ دلائل نہیں تو مہربانی فرما کر بتا دیا ہوتا کہ دلیل کس چڑیا کا نام ہے۔ میں نے تو اس میں ثابت کر دیا کہ اگر خدا تعالیٰ کے کلمہ کو علت محدثہ نہ مانیں تو عالم کا صدور محال ہے۔ ربط حادث بالقدیم غیرممکن علم الٰہی بطور حقیقی غیرممکن عبادت الٰہی غیرممکن وغیرہ وغیرہ۔ آپ کو چاہیئے تھا کہ اس پر بحث کر کے ان دلائل کی کمزوری واضح کرتے۔ نہ یہ کہ صرف بطور دعویٰ کہہ دیتے۔ کہ وہ کوئی دلائل نہیں ہیں۔ جناب یہ کوئی زبانی مباحثہ نہیں۔ یہ تحریریں موجود رہیں گی۔ اور دنیا دیکھے گی کہ یہ دلیلیں ہیں یا کیا۔ اب آپ مطالبات پر پھر اتر آئے ہیں اور مجھے کہہ دیا کہ میرے دلائل نہیں توڑے۔ جناب میرے دلائل کو توڑنا آپ کا کام ہے۔ یا اپنے دعویٰ کو دلیل قرار دے کر مجھ سے مطالبات کرنا۔ بہرحال یہ صرف اس پرچے کی قوت کا اقرار اصل دلائل کو ٹالنا ہے۔ کاش آپ اتنا تو کہہ دیتے کہ خدا تعالیٰ کا ظہور ضروری ہے یا نہیں۔ مزا تو جب تھا کہ جو میں نے محالات وارد کئے ہیں آپ ان کا رد کر کے بتاتے کہ یہ محالات وارد نہیں ہوتے۔ اب آپ کے مطالبات اگرچہ آپ کا حق نہیں لیکن جہاں تک وقت اجازت دے ان کا جواب دیتا ہوں۔ تاکہ آپ کو دلائل کے ٹالنے اور ان کی قوت سے بچنے کے لئے کچھ مدد دے سکوں۔ آپ فرماتے ہیں کہ مسیح صرف خدا کا رسول ہے۔ مہربانی فرما کر صرف کا لفظ انجیل سے نکال کر دکھایئے۔ اور بائبل کی اصطلاح میں لفظ رسول یا بھیجا ہوا کے معنے محض انسان ہونا ثابت کر دکھایئے۔ خدا اور انسانوں کے بیچ میں درمیانی ہونے کے لئے یہ کہا کہ یسوع مسیح جو انسان ہے اس سے محض انسان ہونا کہاں ثابت ہوا۔ بلکہ اس سے ثابت ہوا کہ مسیح کی انسانیت کی وضاحت ضرور تھی۔ ورنہ وہ بدعتی جو اس کی انسانیت کا مطلق انکار کرتے ہیں ان کو اس غلط فہمی کا موقعہ ملتا کہ اس کی انسانیت ایک وہمی شئی ہے۔ بھلا اگر مسیح محض انسان تھا تو وہ خدا اور انسانوں کا درمیانی کیونکر ہوا۔ اور اس کو انسانوں سے علیحدہ کر کر پھر انسان کہنے کی

کیا ضرورت۔ اسی طرح آپ فرماتے ہیں کہ مسیح نے فرمایا کہ میرا باپ مجھ سے بڑا ہے۔ بھلا اس سے اس کی الوہیت کا اثبات ہوا ہے۔ یا انکار۔ اگر وہ محض انسان تھا تو پھر اس کا خدا سے اپنے تئیں چھوٹا قرار دینا کیا معنے۔ مگر یہاں لفظ باپ ہے اور آپ کو معلوم ہے کہ بڑائی چھوٹائی بلحاظ عمر بلحاظ رتبہ بلحاظ قد بھی ہوتی ہے۔ اور بلحاظ رشتہ بھی۔ چنانچہ دو بھائی رشتہ میں برابر ہیں۔ اور چچا بھتیجے کے رشتے اور باپ بیٹے کے رشتے میں چچا اور باپ بطور رشتہ کے بڑا ہے۔ پس جب ہم باپ اور بیٹا کہتے ہیں تو باپ کی اضافی بڑائی ظاہر ہے۔ لیکن اس الوہیت کے انکار کا کیا تعلق ہے۔ آپ نے فرمایا کہ خدا نے چاہا اور پیدا کیا۔ مگر آپ نے یہ نہیں بتایا کہ کلمہ کے وسیلہ سے پیدا کیا یا نہیں۔ آپ اس سوال کو ٹالنا چاہتے ہیں۔ ہم آپ سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ چاہنا خدا کا ازلی ہے یا حادث اور ایک زمانے میں نہ چاہنا اور پھر چاہنا ترجیح بلا مرجح کو لازم چاہتا ہے۔

آپ پوچھتے ہیں کہ مسیح ابن اللہ نے انسانیت میں حلول کیا۔ جناب والا حلول خاصہ اعتراض اور مواد کا ہے۔ روح کا بھی جسم میں حلول نہیں ہوا کرتا۔ چہ جائیکہ ابن اللہ کے متعلق یہ سوال کیا جائے۔ میں نے بار بار عرض کیا کہ ہم ظہور مانتے ہیں بھلا حلول سریانی اور طبرانی کے بے تعلق الفاظ کو کیا علاقہ جبکہ حلول ہم مانتے ہی نہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ جسم میں ظہور سے خدا تعالیٰ کے لئے تحدید لازم آتی ہے۔ لیکن جناب ہم کب کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کا وجود محدود ہو گیا۔ میں تو پہلے ہی پرچہ میں بتا چکا ہوں کہ ظہور محدود ہوا۔ پس آپ ظہور اور وجود میں فرق کیوں نہیں کرتے۔ کیا جب حضرت موسیٰ کو آواز آئی تھی کہ میں تیرا رب ہوں تو آواز محدود و حادث الفاظ و حروف سے مقید نہ تھی۔ اور پھر وہ کسی جہت سے نہ آئی تھی تو کیا اس کے کلام خدا ہونے میں شک ہے۔ ہم جب کہتے ہیں کہ خدا ظاہر ہو کر عہد عتیق میں بولا تو اس کے بولنے سے ہی کلمہ اللہ کا ظہور ثابت ہے۔ پھر آپ اور کیا ثبوت مانگتے ہیں۔ پھر آپ قیامت کے علم کے متعلق پوچھتے ہیں۔ میں نے بتایا تھا کہ خدا تعالیٰ کے لئے آنے والا زمانہ کوئی چیز نہیں۔ اس لئے آنے والے زمانہ کا علم اس کے لئے بے معنی ہے۔ مگر مسیح کے لئے ممکن تھا۔ اور اگر تحقق خارجی اس سے مراد نہیں۔ تو قرآن شریف میں جو لکھا ہے **لما یعلم اللہ الذین جاھدوا منکم** میں خدا نے ابھی نہیں کئے۔ کہ کون تم میں سے جہاد

کریں گے تو اس سے خدا کی لاعلمی ظاہر نہ ہوگی ۔ چونکہ آپ بار بار قرآن شریف کی آیات پیش کرتے ہیں ۔اس لئے میں نے یہ لکھ دیا کہ آپ تحقق خارجی کا مطلب سمجھ سکیں پھر آپ پوچھتے ہیں کہ باپ کو ابن کہنا جائز ہے یا نہیں ۔ یہ سوال بالکل غیر متعلق ہے ۔تاہم میں آپ کو بتاتا ہوں کہ ابن اس معنی میں جائز نہیں جیسا کہ علیم وسمیع ایک دوسرے کا عین نہیں ہو سکتے ۔ لیکن جب میں آپ کو بتا چکا ہوں کہ باپ اور بیٹا ذات واجب کے محل صفات کے طور پر ہیں تو پھر اس سوال سے کیا مطلب اسی طرح واسطہ کے متعلق عرض ہے کہ آپ علت محدثہ اور علت مفیدہ میں جس قسم کا بھی واسطہ سمجھتے ہیں اسی پر اعتراض کریں ۔ جناب من مسئلہ تجسم پر جو دلائل میں نے عرض کئے ہیں ان کا رد آپ سے سننا چاہتا ہوں ۔ میں آپ کے اعتراضوں کا جواب دینے کے لئے تیار رہوں ۔ نہ ایسے فضول سوالوں کا ۔آپ درحقیقت خلط مبحث کرنی چاہتے ہیں ۔ ورنہ آپ کو چاہئے تھا کہ جو بھی میرے پرچے سے آپ نے سمجھا اس پر اعتراض کریں ۔ نہ یہ کہ وہ ایسا ہے یا ویسا ہے ۔ پس واسطہ حلول اور دیگر امور کے متعلق آئندہ کوئی سوال کرنے کی بجائے مہربانی فرما کر میرے پرچہ سے جو واضح ہوتا ہے اس پر اعتراض کریں ۔اور تعجب تو یہ کہ آپ نے نقل اعتراض میں مسٹر اکبر مسیح کی کتاب نقل کرنے سے بھی نہ چوکے یہ جو آپ نے وہاں سے نقل کیا ہے کہ مسیح باپ نہیں تو عرض ہے کہ جب پولوس رسول خدا کو باپ قرار دیتا ہے تو وہ اس حیثیت سے کہ ذات واجب مخلوق کی باپ میں نہ کہ اقنوم اول اور اقنوم ثانی کے رشتہ کے اظہار کے لئے ۔ پس اقنوم اول کا اقنوم ثانی کا باپ ہونا اور معنے رکھتا ہے اور خدا کا ہمارا باپ ہونا اور معنے ۔آپ کیوں اس کو مخلوط کرتے ہیں ۔ آزمائش کے متعلق یہ ہے کہ خدا نے کسی کو آزمانا ہے ۔ نہ آزمایا جاتا ہے ۔ کیا اس سے یہ لازم آتا ہے کہ خدا نے ابراہیم وغیرہ مقدسین کو بھی نہیں آزمایا ۔آپ مہربانی فرما کر آزمائش کے جو دونوں مقاموں میں مختلف معنے ہیں ان کو نظر انداز نہ کیجئے ۔ یہاں آزمائش سے مراد برائی میں ڈالنا اور برائی میں پڑنا ہے ۔یعنی خدا نہ گناہ کرتا ہے نہ گناہ کراتا ہے ۔ نہ کہ ہر طرح کی آزمائش کرنے کا انکار ۔ میں پھر آپ سے عرض کرتا ہوں کہ آپ مہربانی فرما کر بجائے اپنی طرف سے مطالبات پیش کر کے وقت ضائع کرنے کے میری پہلی دلائل اور جوابات کا رد دلائل سے لکھنے کی کوشش کریں ۔اور اگر اب بھی یہی کیا کہ نئے مطالبات پیش کر دیئے اور پھر

آئندہ پرچے میں اور نئے مطالبات تو جب یہ پرچے چھپیں گے لوگ جان لیں گے کہ کہاں تک آپ نے مدعیانہ حیثیت دی ہے اور ہمارے دلائل کا پاس کیا ہے۔

عبدالحق مناظر پادری

صدر منجانب جماعت احمدیہ
عبدالکریم (مولوی فاضل)
12.12.32

صدر منجانب عیسائیاں
ایس۔ایم۔پال۔
۱۲/دسمبر ۱۹۳۲ء

پرچہ ہشتم بقلم مولانا جلال الدین صاحب شمس احمدی

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

پادری صاحب! میرا کام اس وقت آپ پر اعتراض کرنا اور آپ جو باتیں پیش کریں اس پر مطالبات پیش کرنا ہے۔ جن کا آپ کو جواب دینا لازمی ہے۔ مگر آپ پہلو تہی کررہے ہیں۔ میں نے آپ سے دریافت کیا تھا کہ آپ مسیح کی خدائی کا دعویٰ ان کے اپنے الفاظ میں پیش کریں کہ میں خدا مجسم ہو کر آیا ہوں۔ لیکن بتایئے آپ نے کس جگہ کس پرچے میں یہ دعویٰ دکھلایا دلیل تو کجا رہی اب آپ چھوٹی باتوں پر اتر آئے ہیں کہ میرے مطالبات اور محالات کا جواب نہیں دیا۔

جناب میں اس وقت مجیب نہیں بلکہ معترض ہوں۔ لیکن تاہم میں نے آپ کے تمام اعتراضات کا جواب دیا ہے۔ چنانچہ پرچے پڑھنے والے اور سننے والے اس کو جان لیں گے۔ آپ تو یہی کہتے چلے جائیں گے کہ میرے محالات کا جواب نہیں دیا۔ میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ آپ نے کوئی محال پیش نہیں کیا۔ ورنہ آپ وہ محالات بتائیں کہ کس پرچہ میں درج ہیں۔ آپ پبلک کو دھوکہ دینے کے لئے ایسے الفاظ استعمال کرتے ہیں جن کے کوئی معنی اور مطلب نہیں ہوتا۔ اس دھوکہ پر پردہ ڈالنے کے لئے ایسی اصطلاحات بیان کرتے ہیں جن کو نہ آپ خود سمجھتے ہیں اور نہ پبلک سمجھے گی۔ اور ان الفاظ کا اگر عام فہم اردو زبان میں مفہوم بیان کیا جائے تو وہ ایسا بے معنی ہوگا کہ کوئی ذی عقل وشعور انسان ایسے بے معنی لفظ کو بقائمی ہوش وحواس زبان پر نہیں لاسکتا۔ مثال کے طور پر میں آپ کا ایک فقرہ پیش کرتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں۔ کلام خدا کے دو مفہوم ہیں۔ (الف) کلمۃ اللہ یا امرتکوین۔ یہی بیٹا ہے۔ (ب) الہامی یا امر تکلیفی اس کلام کا قیام ذات واجب سے فعل کے طور پر صدور نہ ہوگا۔ ورنہ وہ خود حادث ہوگا۔'' اول تو فرمایئے آپ نے کلمۃ اللہ اور امرتکوین کو ایک قرار دیا حالانکہ وہ ایک چیز نہیں۔ اگر کلمۃ اللہ سے مراد خدا کا کلام ہے تو وہ عام ہے جس کے افراد میں سے ایک فرد امرتکوین ہے۔ پس وہ دونوں ایک چیز نہ ہوئے۔ ان میں تساوی کی نسبت نہیں۔ پھر آپ فرماتے ہیں یہی بیٹا ہے کیا حکم دینا بیٹا ہے۔ کیونکہ امرتکوین یعنی کہ کہنا یا پیدا

کرنا ایک فعل ہے۔ اور بیٹا ایک ذات ہے۔ فعل کو ذات اور ذات کو فعل پر محمول نہیں کیا جاسکتا۔ دوسرا مفہوم الہامی کلام یا امر تکلیفی ہے۔ اس میں بھی عموم خصوص مطلق کی نسبت ہے۔ نہ تساوی کی اس کے علاوہ آپ فرماتے ہیں۔ کلام کا قیام ذات واجب سے فعل کے طور پر صدور ہی نہ ہوگا۔ بتایئے کہ اس میں قیام اور صدور کے معنوں میں کیا فرق ہے۔ اس میں قیام اور کلام اور صدور تینوں مصدر ہیں۔ عجب طرح سے ان کی اضافت کی گئی ہے۔ اور کس فعل کا قیام اور صدور ایک ہی چیز ہے۔ علاوہ اس کے اگر آپ کو اس لفظ کے لانے کا شوق تھا تو لفظ صادر لانا چاہیئے تھا نہ کہ لفظ صدور اس سے آپ کی عربی دانی کی حقیقت بھی کھلتی ہے۔ اور پھر آپ کے اس جملہ کا مفہوم یا ماحصل یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کا کلام کسی بشر پر نازل نہیں ہوا۔ اگر ہوتا تو اس سے خدا تعالیٰ کا حدوث لازم آنا تھا۔ کیا اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ تمام وہ انبیاء جو مسیح سے پہلے آئے اور ان سے خدا تعالیٰ کلام کرتا رہا وہ جھوٹے تھے۔ دیکھو یسعیاہ ۴/ ۳۸ کہ خداوند کا کلام یسعیاہ پر نازل ہوا۔ اور کہا کہ جا اور حزقیاہ سے کہہ کہ خداوند تیرے باپ کا خدا یوں فرماتا ہے۔ کہ میں نے تیری دعا سن لی۔'' آپ درحقیقت اس طرح لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں۔ ورنہ بتائیں کہ اس کا اور کیا مطلب ہے۔ پھر آپ بتائیں کہ اس کے کیا معنی ہیں۔''اس لئے کہ ذات ازلی غیرمحدود کے لئے ایسی دوری کا امکان نہیں کیونکہ تیری نظر میں ہزار برس ایسے ہیں جیسے کل کا دن جو گذر گیا اسی طرح یہ کہنا کہ قربت سے مراد ذات الٰہی میں شریک ہونا اور اس ملاپ کرنے کے لئے خدا اور انسان کے درمیان طبعی مناسبت اور موافقت ضروری ہے۔ اس لئے ابن اللہ نے خادم کی صورت اختیار کی۔ اور انسانوں کے مشابہ ہوگیا۔ جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ پہلے کوئی مقرب نہیں ہوا۔ حالانکہ یہ بات عہد عتیق کی کتب کو بالکل باطل ثابت کرتی ہے۔ اور کیا بے معنی فقرہ ہے کیونکہ بلا واسطہ عبادت کے لئے ذات واجب کا نام اور اس کا ثبوتی تصور بھی غیرمحدود چاہیئے۔ اور حدوث و حدود کی قیود سے منزہ کیونکہ خدا کے نزدیک ایک دن ہزار برس کے برابر ہے۔'' میں آپ کی کانشنس سے اپیل کرتا ہوں کہ اگر ایسے اقوال کسی غیر کے آپ کے سامنے پیش کئے جائیں تو کیا انہیں مجنوں کی بڑ سے زیادہ قرار دیتے۔ پس آپ شرفاء لوگوں کا وقت ضائع کرتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ آپ خود بھی نہیں سمجھتے جو لکھ رہے ہیں اور بعض باتیں تو آپ

ایسی لکھتے ہیں جو عیسائیت کی عمارت کو تباہ کررہی ہیں۔ مثلاً آپ نے کہا ہے کہ ''باپ اور بیٹا ذات واجب کے لئے محل صفات کے طور پر ہیں۔'' اب بتایئے کہ اس فقرہ کا کوئی مطلب ہے۔ صاف کہئے وہ صفات ہیں۔ ذات واجب کی یا خود ذات واجب کی ہیں۔ اگر کہیں صفات تو یہ عیسائی عقیدہ کے خلاف ہے۔ جیسا کہ پادری رابرٹ کلارک ایم اے سکرٹری چرچ مشن سوسائٹی پنجاب اور پادری عمادالدین نے تفسیر یوحنا کے صفحہ ۶ میں لکھا ہے۔

اور کلمہ خدا تھا۔ کلمہ خود خدا ہے۔ نہ خدا کی صفت اور نہ کوئی ایسی ہستی جو خدا سے پیدا کی گئی۔ بلکہ وہ آپ خود خدا ہے۔ اس جملہ کا اور کوئی ترجمہ ہرگز نہیں ہوسکتا۔''

میں تو خدا تعالیٰ کے فضل سے آپ پر ایسے اعتراضات کررہا ہوں جن کا آپ سے ہرگز جواب نہ بن سکے گا۔ مسیح کا رسول ہونا اس فقرہ سے ثابت ہے جو خود آپ نے پیش کیا۔ جس میں انہوں نے اقرار کیا کہ مجھے خدا نے بھیجا اور اس کے آگے بھی رسول کی تعریف کردی ہے۔ جیسا کہ آیت ۱۸ میں کہا جیسے تو نے مجھے اس عالم کی طرف بھیجا ویسے میں نے انہیں جہان کی طرف بھیجا۔ اس سے رسول کی تشریح ہوگئی۔ اور پتہ لگ گیا کہ اس سے یہی مراد ہے جو میں نے بیان کیا نہ کچھ اور۔

پھر آپ کا کہنا یسوع مسیح کی شناخت اس لئے کہ ازلی غیر محدود ذات کی شناخت کے لئے وہی حقیقی واسطہ ہے۔ ثابت کرتا ہے کہ پہلے کسی نے خدا کو شناخت ہی نہ کیا۔ کیونکہ یسوع مسیح کا وجود نہ تھا۔ حالانکہ یہ سراسر باطل ہے۔

اور موسیٰ کا واقعہ کہ میرا چہرہ نہیں دیکھے گا بلکہ پیچھا دیکھے گا اس سے مراد صرف یہ ہے کہ تو خدا تعالیٰ کے جلال کے آثار دیکھے گا۔ جیسا کہ ساتھ کی عبارت سے واضح ہے اور اسی طرح مسیح کا خدا کو ظاہر کرنے سے بھی مراد یہی ہے۔ کہ اس کی طرف لوگوں کی رہنمائی کرنا۔ اس سے یہ قطعاً ثابت نہیں ہوتا کہ وہ خود خدا ہے۔ اگر اس کا یہ مطلب نہیں تو یعقوب کے قول کہ میں نے خدا کو روبرو دیکھا۔ پیدائش ۳۰/۳۲ کا کیا مطلب ہوگا۔

اور آپ کا کہنا کہ محدثات کی علت ہونے کی حقیقت سے ذات واجب کے لئے (مخلوقات) سے مناسبت ضروری ہے۔ کیونکہ اپنی ضد سے شئی کا صدور ممکن نہیں۔'' تو کیا کلمہ جس کو آپ خدا سمجھتے ہیں جیسا کہ کلام خدا تھا سے آپنے استدلال کیا تو پھر کلام باوجود خدا

ہونے کے کیونکر مخلوقات کی علت ہوگیا۔

بیت ایل کے متعلق میں کہہ چکا ہوں کہ یہ کہنا مجازی ہے جیسے مسلمان خانہ کعبہ کو بیت اللہ کہتے ہیں۔ کیونکہ خدا کی وہاں تجلیات ہوئیں۔ اور آپ کے پرچہ کو جو کوئی پڑھے گا وہ صاف سمجھے گا کہ آپ دعویٰ اور دلیل میں کوئی فرق نہیں کرتے آپ خود بتائیں کہ انجیل سے آپنے کون سی دلیل پیش کی۔

اور یہ کہنا کہ واجب کا کسی حیثیت میں محدود حادث میں مظہر میں ظہور ممکن ہے یا نہیں۔ یہی فریقین کا ما بہ النزاع ہے۔ غلط ہے۔ بلکہ ما بہ النزاع الوہیت مسیح کا مسئلہ ہے۔ کہ مسیح خدا ہے یا نہیں۔ استقراء کا متعلق بدیہیات کہنا پبلک کو دھوکہ دینا ہے۔ استقراء ایک دلیل ہے جو امور نظریہ کو ثابت کرنے کے لئے کیا جاتا ہے۔ اور آپ کو یہ بھی معلوم نہیں کہ بدیہیات کسی دلیل کی محتاج نہیں ہوتیں۔

استقراء سے ظن کا افادہ ہوتا ہے۔ کہنا آپ کی ناواقفی کی دلیل ہے۔ استقراء کی دو قسمیں ہیں۔ تام اور ناقص تام افادہ یقین کا کرتا ہے۔ ہم نے جو قرآن سے استقراء پیش کیا وہ تام ہے۔ ورنہ بتائیں کہ کونسا رسول خدا بن کر لوگوں کی ہدایت کے لئے آیا۔ اور استثناء استقراء ناقص میں ہوتا ہے۔

اگر کھانا پینا وغیرہ ظرف کے لحاظ سے ہے تو بتایئے مظروف کے لحاظ سے مسیح نے کیا کیا آپ صاف الفاظ میں بتائیں کہ کیا وہ خدا تھا۔

اور باپ سے نکلنے کے متعلق میں بتا چکا ہوں کہ دوسرے بھی خدا سے پیدا ہوئے۔ آپ تو باوجود اس کے مسیح کے اس تشخص میں جس میں وہ دنیا میں ظاہر ہوا خدا ہونے سے ہی انکار کر رہے ہیں۔ آپ نے جو دلائل کا خلاصہ بیان کیا وہ مقدمات ہیں خواہ سچے ہوں یا جھوٹے ان سے الوہیت مسیح ثابت نہیں ہوتی۔ آپ کا استدلال تو ایسا ہی ہے جسے کوئی کہے کہ چاول سفید ہیں۔ لہٰذا زمین گول ہے۔

مسیح تو خود اپنے باپ کو خدا کہتا ہے۔ ملاحظہ ہو متی ۴۶/۲۷ و یوحنا ۱۷/۲۰ وہ خدا سے ہی دعائیں کرتا تھا۔ اور دوسروں کو بھی ایسی ہی دعائیں سکھائیں کہ وہ خدا سے کہیں کہ اے ہمارے باپ اور خود بھی اسے بار بار کہتا رہا۔ اور اللہ تعالیٰ بھی قرآن مجید میں فرماتا ہے

قُلْ هُوَاللّٰه احدo اللہ الصمدo لم یلد ولم یولد ولم یکن له کفوا احد.

شرکت ازروئے حصر عقلی چار قسم پر ہے۔کبھی شرکت عدد میں ہوتی ہے۔کبھی مرتبہ میں کبھی نسبت میں کبھی فعل اور تاثیر میں۔ پہلی آیت میں شرکت عدد کی اور دوسری آیت میں شرکت مرتبہ کی نفی کی کیونکہ وہ اپنے مرتبۂ وجوب اورمحتاج الیہ ہونے میں منفرد اور یگانہ اور باقی سب چیزیں ممکن اور ہالکتہ الذات ہیں اور **لم یلد ولم یولد** میں فرمایا کہ شرکت نسبب میں نہیں۔جلال الدین شمس مناظر احمدیہ

صدر منجانب جماعت احمدیہ
عبدالکریم
۱۲/دسمبر ۱۹۳۲ء

صدر منجانب عیسائیاں
ایس۔ایم۔پال۔
۱۲/دسمبر ۱۹۳۲ء

پرچہ نہم بقلم پادری عبدالحق صاحب

آپ کے اب کے پرچہ سے معلوم ہوا کہ آپ سے جب جواب نہیں بن پڑا تو آپ بے معنی شخصی حملوں پر اتر آئے۔ مجھے امید تھی کہ چونکہ میرے چوتھے پرچے کے بعد آپ کو تین گھنٹے کا لمبا عرصہ سوچنے کے لئے مل گیا اس لئے آپ ضرور میرے پہلے پرچے کے دلائل کا رد لکھیں گے مگر افسوس کہ آپ نے بجائے رد لکھنے کے صرف مجھے طعن تشنیع کرنے میں ہی لیاقت کو صرف کیا۔ اب چونکہ آپ کا آخری پرچہ ہوگا اس لئے میں اتمام حجت کے لئے آپ کے سامنے چند مطالبات پیش کرتا ہوں جن سے میرے دلائل کی قوت کا حال روشن ہو جائے گا۔ اور آپ کی اس بے معنی گفتگو کا اندازہ ہو جائے گا۔

(۱) کیا کلام اللہ میں کلام نفی کے لئے کلام لفظی بطور ظرف ہے یا نہیں۔ اگر ہے تو ازلی و غیر محدود مدلول کے لئے جب محدود حادث دال کا ہونا ممکن ہے تو پھر کیوں ذات واجب کا محدود و حادث مظہر میں ظہور ممکن نہیں۔

(۲) کیا الہام سے ذات واجب کی صرف مثالی شناخت ہو سکتی ہے یا نہیں۔ اگر نہیں تو بتایئے کہ الہامی کلام چونکہ انسانی خیالات و محاورات کے پیرایہ میں ہے اس سے حقیقت ذات کی شناخت کیسے ممکن ہے؟ اور اگر ہے تو حقیقی شناخت کے لئے اور کیا واسطہ ہوگا؟

(۳) خدا کی ظاہر و باطن دو حیثیتیں ہیں یا نہیں۔ اگر نہیں تو اس کو ظاہر و باطن کیونکر کیسے کہہ سکتے ہیں۔ اور اگر ہیں تو پھر آپ اس کی حیثیت ظاہر کا انکار کیونکر کر سکتے ہیں؟

(۴) خدا تعالیٰ کسی حیثیت میں مخلوقات کا اول و آخر ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو اس کے لئے یہ نام باطل ہے اور اگر ہے تو مخلوقات کے صدور کا سبب اول اور اس کے ملاپ کا سبب آخر ہونے یہ نام ازلی و ابدی کو کیونکر دیا جا سکتا ہے۔

(۵) خدا اور انسان میں ملاپ کے لئے طبعی موافقت ضرور ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو اجماع ضدین محال ہے۔ اور اگر ہے تو طبعی موافقت کیا ہو سکتی ہے؟

(۶) ازلی و غیر محدود ذات سے حادث و محدود عالم کے لئے صدور علت محدثہ ضرور

ہے یا نہیں۔ اگر نہیں تو خدائے ازلی سے عالم حادث صدور کی وجہ سے ترجیح بلا مرجح نظر بخصوص وقت لازم آئے گی۔

(۷) ربط حادث بالقدیم کے لئے درمیانی کی ضرورت ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو ربط حادث بالقدیم کیونکر ممکن ہوگا؟ اور اگر ہے تو درمیانی کون ہے۔

(۸) بیت اللہ کے ساتھ ذات واجب کو کوئی خصوصیت ہوگی یا نہیں۔ اگر نہیں تو دیگر جہتوں کو چھوڑ کر اس کو بیت اللہ کہنے سے ترجیح بلا مرجح لازم آئے گی۔

(۹) خدا تعالیٰ نے مقدس موسیٰ سے جو کلام کیا وہ کسی جہت سے متعلق اور حروف و آواز کی قیود سے مقید تھا یا نہیں۔ اگر تھا تو پھر وہ حد و حدوث اس کے لئے بطور ظرف کیوں نہ ہو سکے؟

(۱۰) انسان کس طرح خدائے غیر محدود کی عبادت بلا واسطہ کرے گا۔ کیا خدا تعالیٰ کا کوئی غیر محدود نام اور غیر محدود ثبوتی تصور اور زمان و مکان سے منزہ طور پر ان محدود لیاقتوں سے انسان کے لئے عبادت ممکن ہے؟

ان مطالبات کے بعد میں چاہتا ہوں کہ آپ سے یہ عرض کروں کہ آپ آخری پرچے میں بجائے لن ترانیاں ہانکنے کے اصل مبحث پر کچھ لکھیں۔ اور میری دلائل کو توڑیں۔ رہا آپ کا یہ لکھنا کہ میرے الفاظ مہمل ہیں ان کا پتہ آپ کو بعد میں لگ جائے گا۔ اس وقت میں صرف اتنا ہی کہوں گا کہ:۔

سخن شناس نۂ دلبرا خطا اینجاست

آپ نے استقراء کو بتایا کہ یہ نظریات سے متعلق ہے۔ مجھے یہ سن کر ہنسی آئی آپ ذرا یہ بھی بیان کر دیتے کہ اس کے مقدمات نظری ہیں یا بدیہی۔ بھلا استقراء یہی تو نہیں کہ حکم کلی کے اثبات کے لئے جزئیات کا تصفح تو کیا وہ جزئیات نظری ہوں گی بدیہی؟ مثلاً جانداروں کے فک اسفل کو ہلتا دیکھ کر کل جانداروں کے متعلق حکم لگانے میں وہ حیوانوں کی جزئیاں بدیہی ہوں گی یا نظری۔ پس جناب والا یہ آپ کی سخت بھول ہے اور الٹا آپ مجھے ڈانٹتے ہیں۔ درحقیقت جزئیات کے بدیہی حکم سے کلی پر حکم لگانا ہی استقراء ہے۔ یا تو آپ نبوت کو بھی فک اسفل کے ہلانے کی طرح امر بدیہی ثابت کیجئے اور پھر میں نے استقراء مفید

ظن ٹھیرایا تھا۔ استقراء تام تو یہ ہے کہ کل جزئیات کا تتبع کسی حکم میں پایا جائے۔ جناب نبوت کی کل جزئیات کیونکر آپ کے سامنے آگئیں۔ جو آپ نے استقراء تام اور ناقص کی تعریف محض علمیت کی شیخی بگھارنے کے لئے کی ہے ورنہ آپ کا استقراء کسی طرح بھی استقراء تام چھوڑ استقراء ناقص بھی نہیں کہہ سکتے۔

آپ نے یعقوب کا قول خدا کو روبرو دیکھا پیش کیا تو اس سے کیا خدائتعالیٰ کا ظرف محدود میں ظہور باطل ثابت ہوا۔ جناب والا۔ نہ صرف یعقوب بلکہ ابراہیم اور اسحاق اور موسیٰ اور یسعیاہ غرضیکہ کل بڑے بڑے انبیاء نے خدائتعالیٰ کو کسی نہ کسی دیدنی و محدود مظہر میں دیکھا تو یہ ہمارے لئے مفید ہے۔ نہ کہ آپ کے لئے۔ آپ کہتے ہیں کہ مسیح کا دعویٰ پیش کرو۔ جناب مسیح نے فرمایا کہ میں باپ میں سے نکلا۔ اور دنیا میں آیا ہوں۔ اس سے بڑھ کر باپ اس کے قیام ظہور کیا اور کون سا ثبوت ہوسکتا ہے۔ صدور کے متعلق میں یہی کہوں گا کہ میں نے اس کا ٹھیک استعمال کیا مگر آپ اس کو سمجھ نہیں سکتے۔ اگر مجھ سے سمجھنا ہوگا تو اس مناظرہ کے بعد آپ کو سمجھا دوں گا۔

آپ یہ کہتے ہیں کہ بیٹے کا ذکر کہیں عہد عتیق میں نہیں۔ آیئے میں آپ کو عہد عتیق بھی سناؤں دیکھئے یسعیاہ ۴۷۔۱۲، ۱۳۔ ادھر ایک متکلم جو کہتا ہے کہ ’’میں ہی اول اور آخر ہوں۔ لیکن میرے ہی ہاتھ سے زمین کی بنیاد ڈالی‘‘ وہ کہتا ہے کہ جس وقت وہ تھا میں وہی تھا۔ اور اب خداوند یہوداہ نے مجھ کو اور اپنی روح کو بھیجا ہے۔ پھر اس یسعیاہ ۹۔۶ میں ہے ہمارے لئے ایک لڑکا تولد ہوا۔ اور ہم کو ایک بیٹا بخشا گیا۔ جو اس نام سے کہلاتا ہے۔ عجیب شیر خدائے قادر ابدیت سلامتی کا شاہزادہ ۱۱ دیکھئے۔ یہاں بیٹا خدائے قادر ہے پھر اگر یہودیوں کے ہاں ابن اللہ کا عقیدہ تھا تو وہ بالکل مسیح کی طرح عزیر کو کیوں ابن اللہ مانتے تھے۔ جس کا قرآن شریف میں ذکر پایا جاتا ہے۔ میں واسطہ کے متعلق اور حلول کے متعلق آپ سے کچھ سننے کا متمنی تھا۔ مگر آپ خموش رہے۔ بجز اس کے کہ آپ نے اس پرچہ میں واسطہ کی بجائے تین کے چار قسمیں بیان کر کے مجھے حیرت میں ڈال دیا۔ اور اپنی علمیت کو ڈھنپا ہی رہنے دیا۔ میرے دوست! اگر واقعی آپ لاثانی عالم ہیں تو وہ علم کس کے لئے رکھا ہے۔ اس وقت اس کو کام میں لایئے۔ ان پرچوں کے پڑھنے والے آپ ہی سمجھ لیں گے کہ

واقعی آپ لاثانی عالم ہیں سوکھی شیخیاں بگھارنے اور شخصی حملے کرنے سے کیا حاصل؟

آپ پوچھتے ہیں کہ کیا امر تکوین بیٹا ہوسکتا ہے؟ جناب والا وہ حکم جو ذات واجب سے ظاہر ہوا وہی امر تکوینی ہے۔ اور چونکہ اس کا ظہور ہوا۔ اسی ظہور کے سبب سے وہ بیٹا رہا آپ کا پادری عماد الدین وغیرہ صاحبان کا حوالہ دینا اس سے آپ کو کیا غرض۔ اگر میرا ان کا اختلاف ہے تو ہونے دیجئے۔ آپ انجیل مقدس سے اور میری پیش کردہ دلائل سے سروکار رکھئے۔ مگر آپ خواہ مخواہ ادھر ادھر کی باتوں میں وقت ضائع کر رہے ہیں۔ جس سے کسی کو بھی کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوسکتا۔ عبدالحق مناظر

صدر منجانب جماعت احمدیہ
عبدالکریم (مولوی فاضل)
۱۲/دسمبر ۱۹۳۲ء

صدر منجانب عیسائیاں
ایس۔ ایم۔ پال۔
۱۲/دسمبر ۱۹۳۲ء

پرچہ دہم بقلم مولانا جلال الدین صاحب شمس احمدی

بسم اللہ الرحمن الرحیم.

پادری صاحب! مجھے الزام دیتے ہیں کہ میں سختی پر اتر آیا۔ آپ اپنا اس سے پہلا پرچہ پڑھیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ میں نے مسیح کے قول پر عمل کیا ہے کہ کسی پر عیب مت لگاؤ تا تم پر بھی عیب نہ لگایا جائے آپ مجھ سے مطالبات کرتے ہیں۔ جناب میں معترض ہوں نہ کہ مجیب آپ کو چاہیئے کہ میرے مطالبات کا جواب دیں۔ مگر باوجود اس کے آپ کو معلوم رہے کہ میں نے ان مطالبات میں سے بعض کے جوابات تو پہلے دے دیئے ہیں اور باقی کا جواب یہ ہے۔

آپ مجھ سے خدا کا ظاہر و باطن پوچھتے ہیں۔ خدا کا ظاہر و باطن ایسا نہیں جیسا کہ آپ دریافت کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کی کوئی مانند نہیں نہ اس پر کسی کو قیاس کیا جاسکتا ہے۔ خدا اول و آخر ان معنوں میں ہے کہ **لیس قبلهٗ شئی** اور آخر کے معنے **لیس بعدهٗ شئی** ہے۔

موسیٰ سے جو خدا نے کلام کیا تو اس کے یہ معنی نہیں کہ خدا وہاں خود آ گیا تھا۔ قرآن مجید نے تو اسی واقعہ کا ذکر کرکے صاف لکھا ہے **وسبحان رب العلمین** کہ خدا تعالیٰ تحیز وغیرہ سے پاک ہے۔ وہ کسی جگہ میں نہ حلول کرتا ہے نہ وہ حیز پکڑتا ہے۔ اگر علت محدثہ مسیح کو مان لیا جاوے تو عالم اور مسیح کا صدور ایک وقت میں چاہیئے۔ میں نے کہا تھا کہ خدا تعالیٰ نے اپنے ارادہ سے سب چیزوں کو پیدا کیا یعنی خدا تعالیٰ کے کن سے سب چیزیں ہوگئیں۔ توراۃ کی پہلی آیت بھی یہی ہے کہ خدا تعالیٰ نے زمین و آسمان کو پیدا کیا۔ پہلے انبیاء کی کتابوں میں سے وہ بات نکال کر دکھائیں جو آپ پیش کررہے ہیں کہ کلمہ کے واسطہ سے چیزیں پیدا ہوئیں۔

کیا مخلوقات کو پیدا کرنا افعال میں سے نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ علت اضطراری نہیں بلکہ مخلوقات کے لئے علت ارادی ہے۔ اور یسعیاہ ۴۴/۲۴ میں لکھا ہے میں خداوند سب کا بنانے والا ہوں۔ میں نے ہی اکیلے آسمانوں کو تانا اور آپ تنہا زمین کو فرش کیا۔‘‘

بتایئے جناب! یہاں کون سا واسطہ تھا۔

یہودیوں کے پتھر اٹھانے کا واقعہ مضمون سے بالکل متعلق ہے کیونکہ مسیح نے کہا کہ میں نے اگر ابن اللہ کہا تو تم کیوں برا مناتے ہو۔ تمہارے بڑوں کو تو خدا بھی کہا گیا۔ بھلا یہ تو بتائیں کہ یہ جملہ انشائیہ کیسے ہوا؟

استقراء کے متعلق آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ جو ہم نے پیش کیا ہے وہ یقینی ہے۔ استقراء ان جزئیات کو نہیں کہتے جن کا تتبع کیا جاتا ہے۔ بلکہ استقراء ایک دلیل کا نام ہے اور جزئیات کے تتبع سے جو نتیجہ نکلتا ہے اور دلیل بنتی ہے اسے استقراء کہتے ہیں۔

نبوت کی جزئیات کہاں سے آ گئیں۔ ہم نے تو لکھا ہے کہ کوئی ایسا رسول بتائیں جو پہلے آیا ہو اور وہ خدا ہو۔ جب آپ پیش نہیں کر سکتے تو قرآن مجید کی دلیل بالکل صحیح ہوئی۔ وقت کے مطابق میں نے آپ کے مطالبات کے جوابات دے دیئے لیکن میرے پچیس کے قریب جو مطالبات موجود ہیں آپ نے ان میں سے ایک کا بھی جواب نہیں دیا۔ آپ نے خوب مسیح کی الوہیت پر مسیح کا دعویٰ پیش کیا کہ میں خدا سے نکلا ہوں۔ میں اس کو باطل ثابت کر چکا ہوں کہ اس سے الوہیت ثابت نہیں ہوتی کیونکہ اس طرح دوسرے بھی خدا سے نکلے ہیں تو کیا وہ خدا ہو گئے۔

ہاں! الفا اور میگا کی جو بات آپ نے پیش کی تھی کہ وہ ابتداء اور انتہا ہے۔ تو ۲/۸ مکاشفہ میں ہے جو اول و آخر اور موٴا تھا اور جیا ہے۔ بتاؤ اگر اس سے مسیح کی الوہیت ثابت ہوتی ہے تو کیا خدا مرا بھی کرتا ہے اور پھر جیا بھی کرتا ہے۔ سمجھدار عیسائی علماء نے اس کے یہ معنے کئے ہیں کہ مسیح روحانی طور پر کلیسیا کا اول و آخر ابتداء و انتہاء ہے۔ جیسا کہ قرنتیون ۹/۳ میں پولوس کہتا ہے ”تم خدا کی عمارت ہو یسوع مسیح نیو ہے۔“ اور افسیون ۲۲/۱ میں ہے مسیح کو کلیسیا کے سب کا سر بنایا اور عبرانیوں ۱۲/۲ میں ہے مسیح ہمارے ایمان کا آغاز اور انجام کرنے والا ہے ”پس کلیسیا کا ابتداء اور انتہا اس کے معنے کئے گئے ہیں۔ اور اس کتاب کے ابتداء میں لکھا ہے یسوع مسیح کا مکاشفہ جو خدا نے اسے دیا اور ۱/۶ میں ہے یسوع مسیح نے ہم کو کاہن اپنے خدا باپ کے لئے بنایا۔ پس وہ تو خود اللہ تعالیٰ کو مسیح کا خدا قرار دے رہا ہے۔ تو پھر مسیح کیونکر خدا ہوئے۔ پس آپ نے کوئی دلیل پیش نہیں۔ کی۔ جو کرتے ہیں دعویٰ ہی

کرتے اور دلیل کوئی نہیں پیش کرتے میں نے یہ مطالبہ کیا تھا کہ انجیل سے مسیح کا اپنا قول بتاؤ کہ میں خدا مجسم ہوکر دنیا میں آیا ہوں۔ مگر آپ بتا نہیں سکے میں نے ایسے صاف حوالے مسیح کے پیش کئے ہیں جن سے کسی طرح مسیح کی الوہیت ثابت نہیں ہوتی۔

مسیح صاف اقرار کرتا ہے کہ اس کے باپ نے اسے بھیجا ہے اور یہ کلام جو تم سنتے ہو وہ میرا نہیں بلکہ باپ کا ہے۔ یوحنا ۲۴/۱۴ اور پھر ۲ قرنتیوں ۳۳/۱۲ میں ہے'' ہمارے خداوند یسوع مسیح کا خدا اور باپ جو ہمیشہ مبارک ہے جانتا ہے کہ میں جھوٹ نہیں کہتا'' اور افسیون ۱۷/۱ میں ہے'' تاکہ ہمارے خداوند یسوع مسیح کا خدا جو جلال کا باپ ہے دیکھو اس میں باپ کو مسیح کا خدا کہا گیا ہے اور پطرس ۳/۱ میں خداوند مسیح کا خدا اور باپ مبارک ہے۔ اور یسعیاہ ۵/ ۴۵ میں ہے میں خداوند ہوں اور کوئی میرے سوا کوئی خدا نہیں۔

اور استثناء ۳۹/۴ میں ہے خداوند وہی خدا ہے جو اوپر آسمان میں ہے۔ اور نیچے زمین میں ہے۔ اور اس کے سواء کوئی نہیں۔

زبور ۲/۹۳ خدا ازل سے ہے بے مثل ہے اور لاشریک ہے۔ مسیح نے کہا ہمیشہ کی زندگی یہ ہے کہ وہ تجھے اکیلا سچا خدا جانیں اور یسوع مسیح کو جسے تو نے بھیجا یوحنا ۳/ ۱۷۔ اگر کوئی اور بھی اس کے ساتھ خدا مانا جاتا تو وہ اکیلا سچا خدا نہیں رہے گا۔ مسیح اپنے آپ کو رسول کہتا ہے۔

(۱) غرضیکہ جن آیات میں باپ کو ایک اور اکیلا خدا کہا ہے وہ شمار میں سترہ ہیں۔

(۲) جن آیات میں باپ کو خدا کا لقب مطلقاً باعتبار بزرگی اور جلال کے دیا ہے وہ ۳۲۰ ہیں۔

(۳) جن آیات میں باپ کو خدا کہا اور ساتھ ہی اس کے مخصوص القاب کے خطاب وصفات کا تذکرہ آیا ہے اور اس طرح بیٹے کا تذکرہ نہیں آیا وہ ۱۰۵ ہیں۔

(۴) جن آیات میں یہ لکھا ہے کہ تمام دعا اور باپ ہی کی خدمت کرنا لازم ہے اور عزت وجلال مطلقا اسی کو سزاوار ہے وہ ۹۰ ہیں۔

(۵) مسیح کو ۵۶ جگہ خدا کا بھیجا ہوا کہا ہے۔ اور ۸۶ جگہ ابن آدم اور ۲۷ جگہ آدمی اور ۱۹ جگہ نبی اور خادم اور استاد تو بہت جگہ کہا ہے۔

(۶) خدا باپ کو ۶۸ جگہ یسوع مسیح کا باپ کہا ہے۔

(۷) اور ۲۰ جگہ یسوع مسیح کا خدا کہا ہے۔

(۸) جن آیات میں بیٹے کی نسبت صریحاً یا ضمناً کہا گیا کہ وہ باپ سے کمتر اور اپنی زندگی کے لئے خدا کا محتاج ہے اور سب کچھ خدا کی مرضی کے مطابق کرتا ہے وہ ۳۰۰ ہیں۔

(۹) جن مقامات میں خدا کی نسبت ایسے مخصوص خطاب استعمال کئے گئے ہیں جن میں سے ایک بھی مسیح کے حق میں استعمال نہیں کیا گیا وہ ۴۵۰ ہیں۔

لیکن ان تمام آیات کے مقابلے میں جو انجیل میں پائی جاتی ہیں پادری صاحب میں خدا سے نکلا ہوں'' پیش کر رہے ہیں۔ کہ یہ بڑی دلیل ہے۔ حالانکہ اس میں مسیح نے اپنے آپ کو خدا بالکل نہیں کہا۔ اور میں ثابت کر چکا ہوں کہ مسیح میں خدائی صفات بھی قطعاً نہیں پائی جاتی تھیں۔ نہ وہ قیوم تھا نہ وہ حیّ اور نہ ہی علیم وغیرہ۔ مسیح کے علیم نہ ہونے پر جو میں نے قول پیش کیا اگر اس کا جاننا محال تھا تو وہ کیوں کہتا کہ صرف باپ ہی جانتا ہے۔

اور جو اشعیاء نبی کی پیشگوئی بتائی کہ وہ خدا قدیر ہے یہودیوں کے متعلق مسیح کہتا ہے کہ وہ جو تمہیں باتیں کہتے ہیں ان کو مانو لیکن ان کے اعمال جیسے اعمال نہ کرو۔ کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ یہود اس پیشگوئی سے یہ سمجھتے تھے کہ کوئی خدا آئے گا۔ قطعاً نہیں۔

نیز میں تو بتا چکا ہوں کہ خدا کا لفظ تو موسیٰ کے لئے بھی استعمال ہوا اس سے بھی اس کی الوہیت ثابت نہیں ہوسکتی۔ اور نیز آپ بتایئے کہ کیا مسیح نے اپنے حق میں اس پیشگوئی کو استعمال کیا ہے۔ اور اپنے آپ کو اس کے مطابق خدا کہا ہے۔ ہرگز آپ ثابت نہیں کر سکتے۔

پس آیئے اور میرے ساتھ شریک ہو کر کہئے کہ **قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ o اَللّٰهُ الصَّمَد o لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ o وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ o** کہ خدا اپنی ذات میں ایک ہے۔ کیونکہ وہ صمد ہے۔ یعنی سب چیزیں اس کی محتاج ہیں وہ کسی کا محتاج نہیں۔ اور اگر کوئی اور بھی اس کے ساتھ خدا مانا جائے تو سب کا محتاج الیہ نہیں ہوگا۔ اگر کوئی کہے کہ وہ مخلوقات کی پیدائش میں (یعنی پیدا کرنے میں) کسی بیٹے کا محتاج ہے تو فرمایا **لم یلد ولم یولد.** اس کا کوئی بیٹا نہیں۔ کیونکہ بیٹے کے لئے ضروری ہے وہ باپ کی ہم جنس ہو۔ تو اس سے اس کا شریک لازم آئے گا۔ پھر فرمایا **ولم یکن لہ کفوا احد** کہ اس کا تو کوئی ہمسر نہیں فعل

اور تاثیر میں۔ اس نے سب جہان کو پیدا کیا اور وہی سب کا خالق اور مسیح اس کا رسول اور ایک عاجز بندہ تھا۔ وہ خدا کی صفات اپنے اندر ہرگز نہیں رکھتا تھا۔ اگر رکھتا تھا تو مردمیدان بن کر ثابت کرو لیکن ہرگز ثابت نہیں کر سکتے **ولو کان بعضکم لبعض ظهیرا.** آؤ اور ہمارے ساتھ مل کر کہو کہ ہمارا قادر خدا

واحد ہے لاشریک ہے اور لازوال ہے
سب موت کا شکار ہیں اس کو فنا نہیں

واخر دعونا ان الحمدلله رب العٰلمین.

جلال الدین شمس مناظر احمدی

صدر منجانب جماعت احمدیہ
عبدالکریم (مولوی فاضل)
12.12.32

صدر منجانب عیسائیاں
ایس۔ ایم۔ پال۔
۱۲؍دسمبر ۱۹۳۲ء

پرچہ نمبر ۱۱ بقلم پادری عبدالحق صاحب

جناب مولوی صاحب آپ نے آیات تو کتابوں سے بہت سی نقل کردیں اوران کی گنتی بھی سنادی مگر مجھے افسوس یہی رہا کہ آپ نے بجائے میری پیش کردہ باتوں کے مسیح کی الوہیت نہ ماننے کے عذر ہی کہ کرسکتے ہیں نہ کہ دلائل۔ جب تک آپ کسی آیت سے ثابت نہ کردیکھائیں کہ جو کچھ اس کا مفہوم آپ لے رہے ہیں وہ صحیح ہے میں نے تو اپنی ان دلائل کے رد کا ہی مطالبہ کیا جن کو میں پہلے پرچہ میں پیش کرچکا ہوں۔ جب میں نے آپ کو ٹالتے دیکھا تو پھران کا خلاصہ پیش کیا جب پھربھی آپ کی طرف سے جواب نہ پایا بلکہ کہہ دیا کہ وہ دلائل ہی نہیں تب میں نے ان کو مطالبات کی صورت میں پیش کردیا تاکہ آپ پران کا دلائل ہونا واضح کروں مگرنا معلوم آپ کوان پرغورکرنا بھی کیوں منظور نہ ہوا۔

آپ نے اول وآخر کی جوتعبیر فرمائی ہے بھلا اس سے آخر ہونے کے لئے کل شئی حتیٰ کہ روح کا بھی فنا لازم نہیں۔ پھرجب ازلی وابدی ہےتو اسے اول وآخراشیاء کاٹھیرانا اورانہی معنوں میں جوآپ بیان فرماتے ہیں کیونکر جائز ہوسکتا ہے۔ یہ تشریح آپ نے کہاں سے نکالی کیا بائبل سے یا قرآن سے اگران کتابوں سےنہیں بلکہ محض اپنے ذہن سے اور وہ بھی بلادلیل تو یہ کب قابل سماعت ہوسکتی ہے۔

آپ نے فرمایا کہ خدا کسی جگہ میں حلول نہیں کرتا۔ یہ جب فرماتے جبکہ ہمارا یہ عقیدہ ہوتا۔ہم تو خداتعالیٰ کےظہور کا ذکرکرتے ہیں اورآپ باربارحلول کا ذکرکرتے ہیں۔

آپ نے یہ کہاں سے نتیجہ نکالا ہے کہ مسیح کو علت محدثہ ماننے سے عالم کو اور مسیح دونوں کا صدور لازم آئے گا۔۔ جناب اگرعلت محدثہ خبر صادر ہوتو وہ فعل بااثر ہوگی اوراس لئے امرحادث اورمحدثات کی علت نہیں ہوسکتی ورنہ اس کے لئے ایک اورعلت محدثہ درکار ہوگی اور یوں توتسلسل لازم آئے گا اوراگرعلت محدثہ کا انکارکریں تو ازلی خدا سے حادث عالم کا صدورماننے سے ترجیح بلا مرجع نظر بخصوص وقت لازم آئے گی۔

میرے مطالبات کو بصورت دلیل آپ نے نہیں لیا۔ بلکہ صرف ایک دوجن کا ذکر کیا۔ ان کا بھی صاف جواب نہیں دیا جس سے ظاہر ہے کہ آپنے ان کونظرانداز کرنا ہی

مناسب جانا۔ آپ فرماتے ہیں کہ توریت میں لکھا ہے کہ خدا نے عالم کو پیدا کیا مگر جناب کیسے ہے کیا یہی نہیں لکھا کہ خدا نے کہا ہو وہ ہو گیا۔ یہ خدا کا کہنا یا قول ہی علت محدثہ نہیں تو اور کیا ہے کیا آپ کے خیال میں یہ کوئی عبرانی زبان کا لفظ تھا جو ذات واجب سے صادر ہوا۔ پھر وہ جو خود امر حادث تھا وہ علت محدثہ کیونکر ہوسکتا ہے۔ خدا کو آپ نے علت ارادی فرمایا مگر اس کی تشریح نہ فرمائی۔ یہ علت ارادی کون سی علتوں میں کی علت ہے۔

مسیح کی بابت جو آپ فرماتے ہیں۔ میں نے نئے بہت سے حوالے پہلے پرچے میں اور پھر کئی پرچوں میں پیش کئے اگر آپ کو مزید حوالے درکار ہیں تو جہاں آپ نے مسیح کی انسانیت کے یک طرفہ حوالے پڑھے وہاں کسی مسیحی علم الٰہی کی کتاب سے اس کی الوہیت کے بھی حوالے پڑھ لیجئے آپ مسیح کی انسانیت کو بار بار اسی صورت میں پیش کرنے میں حق بجانب تھے جبکہ ہم اس کی انسانیت کے منکر ہوتے مگر ہم اس میں الٰہی اور انسانی دونوں ذاتوں کو مانتے ہیں۔ پھر آپ کا اس کی انسانیت پر جو کلمہ اللہ کا ظرف ظہور ہے زور دینا کیا معنی رکھتا ہے۔ آپ نے فرمایا جس طرح مسیح خدا میں سے نکلا اسی طرح دوسرے بھی نکلے مگر جناب ساری بائبل میں آپ کسی انسان کے متعلق بھی تو یہ لفظ نہیں دیکھا سکتے۔ کہ وہ خدا میں سے نکلا۔ میں نے جو یسعیاہ نبی کی کتاب سے ابنیت کے حوالے پیش کئے اور قرآن شریف سے یہود کا عزیر کو ابن قرار دینے کا تاریخی ثبوت کیا آپ نے ان کو کیوں نظر انداز کر دیا۔ رسول کے متعلق میں نے آپ سے کہا تھا کہ آپ ثابت تو کر دیتے کہ یہ صرف انسان ہی کے لئے آتا ہے۔ حالانکہ قرآن شریف میں بھی صرف انسان کے لئے نہیں آیا بلکہ فرشتہ کے لئے بھی آیئے میں آپ کو بائبل سے اور عہد عتیق ہی سے اس کا ثبوت پیش کرتا ہوں۔ کہ رسول صرف انسان نہیں ہیں) وہ خداوند جس کی تلاش میں تم ہو۔ ہاں عہد کا رسول وہ اپنی ہیکل میں ناگہان میں آئے گا۔ (ملاکی ۱/۳) دیکھئے یہاں اس کے رسول کو خداوند کہا گیا ہے اور بیت اللہ کو اس کا گھر قرار دیا گیا ہے جس سے ثابت ہے کہ وہ عہد کا رسول بیت اللہ ہے میں نے پہلے ہی پرچے میں یوحنا ۲/۱۶ کا حوالہ دے کر کہا تھا کہ خیمہ اور ہیکل عارضی بیت اللہ تھے۔ اور مسیح نے اپنے جسم کو ہیکل کہا وہ دائمی بیت اللہ ہے۔ اس نے یہ بھی کہا کہ جہاں دو یا تین میرے نام پر اکٹھے ہوں وہاں میں ان کے بیچ میں ہوں (متی ۱۸/۲) دیکھئے مسیح اپنے تئیں

بیت اللہ قرار دیتا ہے بھلا اس سے زیادہ اس کا دعویٰ اور کیا ہوسکتا ہے۔

کہ میں خدا کا مظہر ہوں پھر وہ فرماتا ہے کہ جس نے مجھے دیکھا اس نے باپ دیکھا (یوحنا ۱۴/۱) کیا یہ اس کے مظہر اللہ ہونے کا ذکر نہیں جناب والا مسیح کے دعوؤں کی کمی نہیں مگر میں نے محض دعویٰ اس لئے پیش کرنے سے احتراز کیا کہ وہ آپ کے لئے حجت نہ ہوں گے۔ اس لئے میں نے اپنے پہلے پرچے میں کلام مقدس کی آیات کو بطور مقدمات مرتب کر کے دلائل کے طور پر پیش کیا۔ تا کہ وہ آپ کے لئے حجت ہوں۔ کیونکہ وہ مقدمات تو بائبل کے ہیں مگر دلائل عقلی ہیں۔ میں نے یہ بھی پیش کیا کہ مسیح نے کہا ''کوئی باپ کو نہیں جانتا سوا بیٹے کے اور اس کے جس پر بیٹا اسے ظاہر کرنا چاہے دیکھئے اس میں صرف مسیح مستثنیٰ ہے۔ ورنہ اور سب کی بابت یہی کہا گیا ہے کوئی باپ کو نہیں جانتا۔ اور دوسروں کی شناخت کے لئے صرف مسیح ہی وسیلہ ہے۔ میں نے بتایا کلمۃ اللہ کا ظہور پہلے زمانوں میں ہوتا رہا اور آخر میں کامل اور دائمی مظہر یسوع مسیح تھا۔

آپ نے موسیٰ سے خدا کے ہمکلام ہونے کے متعلق گول مول سا جواب دیا۔ میں نے پوچھا تھا کہ وہ خدا کا کلام آیا کسی جہت سے متعلق اور حروف آوازوں کی قیود سے مقید تھا یا نہیں اور جبکہ یقیناً تھا تو آپ اس کا انکار نہیں کر سکتے کہ اس کا قائل خدا ہی تھا۔ ورنہ کوئی اور کہتا کہ اے موسیٰ میں تیرا رب ہوں تو وہ یقیناً کافر تھا۔ پس وہ خدا کا قول چونکہ حادث و محدود قیود میں موسیٰ کو سنائی دیا تو آپ کو ماننا پڑے گا کہ وہ حروف والفاظ درحقیقت الٰہی کلام کے لئے ظرف کے طور پر تھے۔ آخر میں آپ **قل ھو اللہ احد** کی طرف بلاتے ہیں۔ مگر جناب اس میں سوا چند سوالب کے رکھا ہی کیا ہے۔

یہ کیا معرفت ہے؟ کہ خدا یہ نہیں وہ نہیں۔ جناب کوئی خدا تعالیٰ کا ثبوتی تصور پیش کیا ہوتا۔ حق تو یہ ہے کہ آپ نا معلوم خدا کی پرستش کرتے ہیں اور ہم جسے جانتے ہیں اسی کی پرستش کرتے ہیں۔ کاش خدا آپ کی آنکھیں کھولے اور آپ صرف خدا کے سلبی تصور پر اکتفاء نہ کر کے اس کا ثبوتی تصور اس کے مظہر میں حاصل کریں۔ اور مان لیں ہمیشہ کی زندگی یہ ہے کہ وہ تجھ خدائے واحد اور برحق اور یسوع مسیح کو جسے تو نے بھیجا ہے مانیں۔

عبدالحق مناظر عیسائی

صدر منجانب جماعت احمدیہ
عبدالکریم (مولوی فاضل)
۱۲/دسمبر ۱۹۳۲ء

صدر منجانب عیسائیاں
ایس۔ایم۔پال۔
۱۲/دسمبر ۱۹۳۲ء

دوسرا مبحث

حضرت مرزا صاحب کا مسیح موعود ہونے کا دعویٰ

پرچہ اول بقلم مولانا جلال الدین صاحب شمس احمدی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بانئے جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب کا دعویٰ کہ مسیح موعود میں ہوں ظاہر و باہر ہے اور یہ دعویٰ آپ کا اپنی طرف سے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے حکم سے ہے۔ جیسا کہ آپ فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا۔

مسیح ابن مریم رسول اللہ فوت ہو چکا ہے۔ اور اس کے رنگ میں ہو کر وعدہ کے موافق تو آیا ہے۔ وکان وعداللہ مفعولا انت معی وانت علی الحق المبین وانت مصیب ومعین للحق ازالہ حصہ دوم صفحہ ۲۸۱

پھر آپ فرماتے ہیں کہ ''خدا تعالیٰ نے آسمان سے دیکھا کہ عیسائی مذہب کے حامی اور پیرو یعنی پادری صاحبان سچائی سے بہت دور جا پڑے ہیں اور نہیں جانتے کہ حقیقی خدا کون ہے بلکہ ان کا خدا انہی کی ایجاد ہے اس لئے خدا تعالیٰ کے اس رحم نے جو انسانوں کے لئے وہ رکھتا ہے تقاضا کیا کہ اپنے بندوں کو ان کے دام تزویر سے چھڑائے اس لئے اس نے اپنے اس مسیح کو بھیجا تا وہ دلائل کے حربہ سے اس صلیب کو توڑے۔ تریاق القلوب صفحہ ۱۱

چونکہ آپ کے دعویٰ کی بنا وحی الہٰی پر ہے اس لئے اب میں قرآن مجید سے وہ دلائل پیش کرتا ہوں جن سے انبیاء و مامورین من اللہ کی صداقت ثابت ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وقال الذین یرجون لقاء نا الخ کہ جو لوگ خدا تعالیٰ کی لقاء کے امیدوار نہیں انہوں نے کہا کہ اس قرآن کے سوا اور کوئی قرآن لے آ۔ تو خدا تعالیٰ آنحضرت صلعم کو فرماتا ہے کہ تو ان سے کہدے کہ میں اس میں اپنی طرف سے کوئی تبدیلی نہیں کرسکتا۔ کیونکہ میں تو صرف اس بات کی پیروی کرتا ہوں جو میری طرف وحی کی جاتی ہے۔ یہ ایک دعویٰ تھا اس کی

دلیل دی۔ **فقد لبثت فیکم عمرا من قبله افلا تعقلون.** کہ میں نے تم میں اپنی زندگی کا ایک بہت بڑا حصہ گذارا کیا تم ثابت کر سکتے ہو کہ میں نے کبھی جھوٹ بولا یا دغا یا فریب کیا۔تم مجھے صادق اور راستباز مانتے تھے۔ پس میری دعویٰ سے پہلی پاکیزہ زندگی اس بات کا ثبوت ہے کہ میں نے خدا تعالیٰ پر افترا نہیں کیا۔

اسی طرح حضرت مسیح موعودؑ نے بھی اس آیت کو تریاق القلوب میں اپنی صداقت کے اثبات کے لئے پیش کیا ہے اور تذکرۃ الشہادتین صفحہ۶۲ میں فرماتے ہیں۔

اور تم کوئی عیب افترا یا جھوٹ یا دغا کا میری پہلی زندگی پر نہیں لگا سکتے۔ تا تم یہ خیال کرو کہ جو شخص پہلے سے جھوٹ اور افترا کا عادی ہے یہ بھی اس نے جھوٹ بولا ہوگا۔ کون تم میں ہے جو میری سوانح زندگی میں نکتہ چینی کر سکتا ہے۔ پس یہ خدا کا فضل ہے جو اس نے ابتداء سے مجھے تقویٰ پر قائم رکھا۔''

اور آپ کی پرہیزگاری اور تقویٰ پر ان لوگوں کی شہادتیں موجود ہیں جو بعد دعویٰ آپ کے اشد ترین دشمن ہو گئے۔ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی براہین احمدیہ پر ریویو کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ''مؤلف براہین احمدیہ مخالف و موافق کے تجربے اور مشاہدے سے (واللہ حسیبہ) شریعت محمدیہ پر قائم و پرہیزگار اور صداقت شعار ہے۔

(اشاعۃ السنۃ جلد ۷ صفحہ ۲۸۶)

پس جیسے آنحضرت صلعم کی اس آیت سے صداقت ثابت ہوتی ہے ویسے ہی حضرت مسیح موعود کی اور مسیح ناصری نے بھی انجیل میں اپنے مخالفوں کے سامنے اس بات کو بطور دلیل پیش کیا۔

کون تم میں سے مجھ پر گناہ ثابت کرتا ہے۔ (یوحنا ۸/۴۶)

دوسری دلیل قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **ولو تقول علینا بعض الاقاویل الی حاجزین.** اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی جان بوجھ کر خدا تعالیٰ پر افترا کرے اور لوگوں کو گمراہ کرے تو ہم اس کو تباہ و ہلاک کر دیتے ہیں۔ اور کوئی طاقت اور قوت ہم کو ایسے کرنے سے روک نہیں سکتی۔ حضرت مسیح موعودؑ بھی اگر جھوٹے نبی ہوتے تو ہلاک کئے جاتے تباہ کئے جاتے قتل کئے جاتے مگر ایسا نہ ہونا دلیل ہے اس بات کی کہ آپ مفتری نہ

تھے بلکہ صادق من اللہ تھے۔ اور تورات میں بھی لکھا ہے

خداوند یوں کہتا ہے۔ ان نبیوں کی بابت جو میرا نام لے کے نبوت کرتے ہیں جنہیں میں نے نہیں بھیجا اور جو کہتے ہیں تلوار اور کال زمین پر نہیں ہوگا یہ نبی تلوار اور کال سے ہلاک کئے جائیں گے۔ یرمیاہ ۱۵/۱۴۔ (۲) میرا ہاتھ ان نبیوں پر جو دھوکا دیکھتے اور جھوٹی غیب دانی کرتے ہیں چلے گا۔ حزقیل ۹/۱۳ اور استثناء ۵/۱۳ میں ہے اور وہ نبی یا خواب دیکھنے والا قتل کیا جائے گا۔

اس طرح اعمال ۳۵/ ۵ میں ہے اے اسرائیلیو ان آدمیوں کے ساتھ جو کیا چاہتے ہو ہوشیاری سے کرنا کیونکہ دنوں سے پہلے تھیوداس نے اٹھ کر دعویٰ کیا تھا کہ میں بھی کچھ ہوں اور تخمیناً چار سو آدمی اس کے ساتھ ہوگئے مگر وہ مارا گیا۔ اور جتنے اس کے ماننے والے تھے تتر بتر ہوگئے پھر یہوداہ گلیلی کھڑا ہوا اور اس کی طرف بھی کچھ لوگ ہوگئے وہ بھی ہلاک ہوا۔ اور جتنے اس کے ماننے والے تھے سب پراگندہ ہوگئے۔''

پس حضرت مسیح موعودؑ کا باوجود مخالفین کی اشد ترین مخالفت کے اپنے مشن میں کامیاب ہونا اور آپ کی جماعت کا روز بروز ترقی کرنا آپ کی صداقت کی دلیل ہے۔

تیسری دلیل:۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **لا تفتروا علی اللہ کذبا فیسحتکم بعذاب** کہ تم خدا پر افترا مت کرو ورنہ خدا تمہاری عذاب سے بیخ کنی کردے گا۔ اسی طرح فرمایا **وقد خاب من افتری** کہ مفتری ناکامیاب ہوتا ہے۔ پس دوسری اور تیسری دلیل واضح طور پر بتا رہی ہے کہ جھوٹا نبی قتل کیا جاتا ہے۔ تباہ کیا جاتا ہے۔ ہلاک اور برباد ہوجاتا ہے۔ اور اس کا دنیا میں کوئی ذکر خیر کرنے والا نہیں رہتا۔ اور یہی بات مسیح ناصری نے کہی ہے۔

جو پودا میرے آسمانی باپ نے نہیں لگایا جڑ سے اکھاڑا جائے گا۔ متی ۱۳/ ۱۵

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:

میں تو ایک تخم ریزی کرنے کے لئے آیا ہوں۔ سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا۔ اور بڑھیگا اور پھولیگا۔ اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔ تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۵۶

چوتھی دلیل قرآن مجید میں آنحضرت صلعم کی صداقت ثابت کرنے کے لئے آیت

فأتوا بعشر سور مثله مفتریات ہے۔ کہ جومخالفین افترا کی تہمت لگاتے ہیں وہ بھی دس سورتیں افترا کر کے لے آئیں۔ یعنی آپ کے کلام کا جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو دیا۔ کوئی مقابلہ نہیں کرسکتا۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود نے فرمایا ہے۔ کہ مجھے اتباع آنحضرت صلعم وقرآن مجید کے عربی زبان میں یہ اعجاز دیا گیا ہے کہ مخالفین سے کوئی شخص میرا مقابلہ نہیں کرسکتا۔‘‘ چنانچہ آپ نے بہت سی عربی کتابیں تحدی کے طور پر لکھیں اوران پر انعامات مقرر کئے اور وہ پادری جو اپنے آپ کو مولوی کہلاتے تھے ان کے مقابلہ میں کتاب نورالحق لکھی اور پانچ ہزار روپیہ اس کا ویسی عربی میں رد لکھنے والے پادریوں کے لئے مقرر کیا۔ مگر وہ جواب سے عاجز آ گئے۔ بلکہ آپ نے پہلے سے کشف اور رؤیا کے ذریعہ پیش گوئی کردی تھی کہ عیسائی مقابلہ نہیں کریں گے۔ اشتہار ۱۷/مارچ ۱۸۹۴ء اور یہی بات انجیل میں لکھی ہے۔

تب انہوں نے کہا اسے کیوں نہ لائے پیادوں نے جواب دیا کہ ہرگز کسی شخص نے اس کی مانند کلام نہیں کیا۔ یوحنا ۴۶/۷

پانچویں دلیل:۔قرآن مجید میں وما دعاء الکافرین الافی ضلال ہے کہ نیکوں کے مقابلہ میں کافروں کی دعا قبول نہیں ہوتی۔ اسی طرح امثال ۱۵ میں ہے کہ خدا شریروں سے دور اور صدیقوں کی دعائیں سنتا ہے۔ اوراسی طرح انجیل یوحنا میں لکھا ہے۔

’’ہم جانتے ہیں کہ خدا گنہگاروں کی نہیں سنتا۔ پر اگر کوئی خداپرست ہو اور اس کی مرضی پر چلے تو اس کی سنتا ہے۔ یوحنا ۳۱/۹

آپ نے اپنے مخالفوں کو اس امر کے لئے بلایا اور کہا کہ آؤ بیماروں کو تقسیم کر کے دعا کے لئے تقسیم کریں۔ پھر دیکھو کہ خدا تعالیٰ میری دعا سنے گا اور میرے حصہ میں جو بیمار ہوگا خدا تعالیٰ اسے صحت دے گا اور یا دوسرے بیمار کی نسبت اس کی عمر بڑھا دے گا۔

اور پھر فرمایا۔’’اے لوگو یقیناً سمجھ لو کہ میرے ساتھ وہ ہاتھ ہے جو آخر تک مجھ سے وفا کرے گا۔ اگر تمہارے مرد اور تمہاری عورتیں اور تمہارے جوان اور تمہارے بوڑھے اور تمہارے چھوٹے اور تمہارے بڑے سب ملک کر میرے ہلاک کرنے کے لئے دعائیں کریں یہاں تک کہ سجدے کرتے کرتے ناک گل جائیں اور ہاتھ شل ہوجائیں تب بھی خدا تعالیٰ تمہاری دعا نہیں سنے گا۔ اور نہیں مرسکے گا جب تک وہ اپنا کام پورا نہ کرلے۔ اور

اگر انسانوں میں سے ایک بھی میرے ساتھ نہ ہوتو خدا کے فرشتے میرے ساتھ ہوں گے اگر تم گواہی کو چھپاؤ تو قریب ہے کہ پتھر میرے لئے گواہی دیں۔ پس اپنی جانوں پر ظلم مت کرو۔ کاذبوں کے اور مونہہ ہوتے ہیں اور صادقوں کے اور

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ)

پس آپ کے مقابلہ میں مخالفوں کا دعا کے لئے نہ آنا اوران کی دعاؤں کا قبول نہ ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ آپ سچے ہیں۔

چھٹی دلیل:- اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **انما الایات عنداللہ** کہ نشانات اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں اورفرمایا **وما کان لرسول ان یأتی باٰیۃ الا باذن اللہ** کہ خدا تعالیٰ کے فرستادے جو نشانات دکھاتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ انہیں دیتا ہے دنیا کے لوگ نشانات دکھانے میں ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے تمام پادریوں کو چیلنج دیا کہ آؤ اور نشان نمائی میں میرا مقابلہ کرو۔ اور آپ نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ اگر تم صدق دل سے اس بات کا اقرار کرو کہ تم نشان ظاہر ہونے پر جو صرف خدا تعالیٰ کی قدرت سے ظاہر ہو سکے ایمان لے آؤ گے تو میں امید رکھتا ہوں کہ ابھی ایک سال پورا نہ ہوگا کہ خدا تعالیٰ نشان ظاہر کر دے گا۔ کیونکہ میں اس زندگی میں سے نور لیتا ہوں جو میرے نبی متبوع کو ملی ہے کوئی نہیں جو اس کا مقابلہ کر سکے اب اگر عیسائیوں میں سے کوئی طالب حق ہے یا ہندوؤں اور آریوں سے میری سچائی کا متلاشی ہے تو میدان میں نکلے اور اگر اپنے مذہب کو سچا سمجھتا ہے تو بالمقابل نشان دکھلانے کے لئے کھڑا ہو۔ پر میں پیشگوئی کرتا ہوں کہ ہرگز ایسا نہ ہوگا۔

پس اے تمام وہ لوگو جو زمین پر رہتے ہو اور اے تمام وہ انسانی روحو جو مشرق اور مغرب میں آباد ہو میں پورے زور کے ساتھ آپ کو اس طرف دعوت دیتا ہوں کہ اب زمین پر سچا مذہب صرف اسلام ہے اور سچا خدا بھی صرف وہی خدا ہے جو قرآن نے بیان کیا ہے اور ہمیشہ کی روحانی زندگی والا نبی اور جلال اور تقدس کے تخت پر بیٹھنے والا حضرت محمد مصطفٰے صلعم ہے جس کی روحانی زندگی اور پاک جلال کا ہمیں یہ ثبوت ملا ہے کہ اس کی پیروی اور محبت سے ہم روح القدس اور خدا کے مکالمہ اور آسمانی نشانوں کا انعام پاتے ہیں (تریاق القلوب صفحہ ۱۲)

پھر فرمایا:- کہ بعض نامی مخالف اشتہار دیں (کہ ہم نشان دیکھ کر حق کو قبول کر لیں گے) پھر اس تاریخ کے بعد اگر ایک سال تک مجھ سے کوئی نشان ظاہر نہ ہوا تو میں اقرار کروں گا کہ میں جھوٹا ہوں۔ضمیمہ انجام آتھم۔

چنانچہ نشانات اور معجزات کا دکھانا بھی اعمال میں صداقت کی دلیل گردانا گیا ہے
اے اسرائیلیو یہ باتیں سن لو کہ یسوع ناصری ایک شخص تھا جس کا خدا کی طرف سے ہونا تم پر ان معجزوں اور عجیب کاموں اور نشانوں سے ثابت ہوا جو خدا نے اس کی معرفت دکھائے۔ اعمال۲۲/۲۔

ساتویں دلیل:- اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **قل تعالو تدع ابناء نا الخ** اس آیت میں عیسائیوں کو مباہلہ کے لئے دعوت دی گئی ہے۔اور بتایا گیا ہے کہ اگر وہ مسیح کو خدا کا رسول اور بندہ ماننے سے انکار کرتے ہیں تو وہ مباہلہ کریں۔اور جو فریق مباہلہ کے نتیجہ میں ہلاکت سے محفوظ رہے اس کا مذہب سچا ہوگا۔

چنانچہ حضرت مسیح موعود نے پادریوں کو مباہلہ کے لئے بلایا اور لکھا کہ آئیں اور اسلام عیسائیت کا مباہلہ بھی میرے ساتھ کر لیں۔اور دونوں فریق یہ دعا کریں کہ یا الہ العلمین ۔اسلام تو یہ تعلیم دیتا ہے کہ تثلیث کی تعلیم سراسر جھوٹی اور شیطانی طریق ہے۔اور مریم کا بیٹا ہرگز خدانہیں تھا۔ بلکہ ایک انسان تھا۔اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے سچے پیغمبر اور رسول اور خاتم الانبیاء تھے۔اور قرآن خدا کا پاک کلام ہے جو ہر ایک غلطی اور ضلالت سے پاک ہے۔ اور عیسائی اس تعلیم کو پیش کرتے ہیں کہ مریم کا بیٹا یسوع درحقیقت خدا تھا وہی تھا جس نے زمین وآسمان پیدا کئے۔اور خدا تین اقنوم ہیں۔اب اے قادر خدا ان دونو گروہوں میں اس طرح فیصلہ فرما کہ ہم دو فریق میں سے جو اس وقت مباہلہ کے میدان میں حاضر ہیں جو فریق جھوٹے اعتقاد کا پابند ہے اس کو ایک سال کے اندر بڑے عذاب سے ہلاک کر کیونکہ تمام دنیا کی نجات کے لئے چند آدمیوں کا مرنا بہتر ہے۔''

اور میں اقرار صالح شرعی کرتا ہوں کہ میں دو ہزار روپیہ ان عیسائیوں کے لئے جمع کرادوں گا جو میرے مقابل پر مباہلہ کے میدان میں آویں۔(انجام آتھم صفحہ ۲۳) مگر کوئی پادری اس میدان میں نہ آیا۔

ان دلائل کے بعد خوب غور سے دیکھو کہ وہ علامات جو مسیح کے آنے کی بیان کی گئی تھیں وہ کیسے پوری ہوئیں مسیح ناصری نے خوب کہا۔

اے ریاکارو تم آسمان کی صورت کو امتیاز کر سکتے ہو۔ پر وقتوں کی نشانیاں نہیں دریافت کر سکتے۔ متی ۳۔۴/۱۶

پس جب تمام علامات آمد مسیح کی پوری ہوگئیں تو وہ مسیح بھی آ گیا۔ اور وہ بانئے جماعت احمدیہ ہیں جنہوں نے فرمایا ؎

وقت ہے وقت مسیحا نہ کسی اور کا وقت
میں نہ آتا تو کوئی اور ہی آیا ہوتا

پس آنے والا پیش گوئیوں کے مطابق آ چکا۔ مبارک ہیں جو اسے قبول کرتے ہیں۔

جلال الدین شمس

صدر منجانب جماعت احمدیہ	صدر منجانب عیسائیاں
عبدالکریم (مولوی فاضل)	ایس۔ ایم۔ پال۔
14.12.32	۱۴/ دسمبر ۱۹۳۲ء

پرچہ نمبر (۲) پادری عبدالحق صاحب

مضمون مقررہ مسیحیت مرزا تھا جس کا دعویٰ اور اس کے دلائل الہامی کتاب سے پیش کرنا احمدی مناظر کے ذمے تھا مگر آپ نے مسیحیت کا نام ہی چھوڑ دیا نہ تو قرآن شریف سے پیش کیا کہ مسیح آنے والا ہے اور نہ ہی اس کی آمد کا امکان اور ضرورت پیش کی اور اس کی دلائل دیں اور نہ دلائل کے مفہوم کا مصداق مرزا صاحب قادیانی کو ثابت کیا۔ کیا مسیحیت مرزا کا ثبوت یہی ہے جو آپ نے پیش کیا آپ کو یاد رہے کہ ہمیں اس وقت نہ مرزا صاحب کے عام دعووں سے غرض ہے اور نہ ان کی عام صداقت وغیرہ سے بلکہ ان کے دعویٰ مسیحیت کو ہم قرآن شریف کے الفاظ میں سننا چاہتے ہیں اور اس کے دلائل چاہتے ہیں آپ نے صرف یہی نہیں کیا کہ مسیحیت کا نام تک قرآن شریف سے نہیں دکھایا۔ بلکہ قرآن شریف کی آیات کو بھی مرتب کر کے دلیل کی صورت میں پیش نہیں کیا۔ بلکہ دعوؤں کی صورت میں ہی چھوڑ دیا۔ جس سے ثابت یہی ہے کہ آپ پہلے پرچوں کی طرح اب بھی اِدھر اُدھر کی باتوں میں ٹالیں گے۔ اور اصل مبحث مرزا صاحب دھرا رہ جائے گا۔

پھر آپ نے ایک اور کمال کیا کہ انجیل کے صحف کو جن کو آپ جعلی قرار دیتے ہیں اور اس یسوع کے اقوال کو جو قرآنی عیسےٰ سے مختلف ہے اپنی تائید میں پیش کرتے ہیں۔ حالانکہ شروط میں اس امر کا ذکر تک نہیں کہ مخالفین کی کتاب کو بطور سند پیش کیا جائے۔ بلکہ صاف لکھا ہے کہ دعویٰ اور دلائل اپنی اپنی الہامی کتابوں سے پیش کئے جائیں گے۔ پھر جو چند آیات آپ نے قرآن شریف سے پیش کیں وہ نہ صرف آنے والے مسیح کے متعلق پیش گوئیاں نہیں بلکہ ان کا تعلق کسی آنے والے نبی سے بھی نہیں پھر بھلا چند عام آیات کو پیش کر کے ان سے خاص مراد لینا آپ نے کس اصول کے مطابق درست سمجھا۔

خیر! آپ اگر کچھ مسیحیت مرزا صاحب پر دعویٰ اور دلائل قرآن شریف سے پیش کرتے تو میں ضرور ان کا رد لکھتا مگر آپ نے یہ نہیں کیا۔ اور ہمیں گذشتہ مناظرہ میں یہ نئی تعلیم دی کہ معترض کا کام صرف اعتراض کرنا ہے اور اعتراض سے مراد آپ کی محض مطالبات تھے خواہ وہ اپنے اندر دلیل رکھتے ہوں یا نہیں میں اگرچہ اعتراضات بحیثیت معترض کروں گا

تا کہ آپ کے حسب منشاء معترض کی حیثیت میں اپنے تئیں پیش کروں۔ مگر بایںہمہ سوالوں کے جو اعتراضات کی صورت میں میری طرف سے مطالبات ہوں گے وہ ضرور معقول اور مدلل صورت میں ہوں گے۔

(۱) مرزا صاحب نے مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ کیا۔ اگرچہ کوئی دلیل قرآن شریف سے یا پیش گوئی صریح اس دعویٰ کی پیش کرنے سے قاصر رہے۔ مگر دعویٰ کو بھی اس طرح جھوٹا ٹھہرایا کہ اپنے تئیں مسیح سے افضل قرار دیا۔ حالانکہ ذیل کے مستثنیات کے سوا ہر حال میں مشبہ بہ کا وجہ شبہ میں اپنے مشبہ سے اعلیٰ اور اتم اور اشہر ہونا ضروری ہے وہ مستثنیات یہ ہیں۔

(الف) جب مشبہ معقول ہو اور اس سے اعلیٰ تر ممکن ہو۔

(ب) جب مشبہ ایسا محسوس ہو کہ اس سے بہتر نفس الامر میں ممکن الوقوع نہ ہو۔

(ج) متکلم کے اس ادعا کے موقع پر کہ مشبہ سے بہتر متصور نہیں۔

(د) جب مشبہ کی واقفیت کا ادعا برخلاف واقع ہے۔

(ہ) ذم اور تقبیح کے موقع پر۔

(و) مقام سبب میں۔

اب مرزا صاحب نہ تو امر معقول ہیں اور نہ وہ ایسے محسوس کہ ان سے بہتر نفس الامر میں ممکن الوقوع نہ ہو بلکہ ان کے اپنے اقرار کے مطابق آنحضرتؐ ان سے بہتر تھے۔ اور نہ آپ لوگ اس امر کے مدعی ہیں کہ مرزا صاحب سے بہتر متصور نہیں اور نہ آپ لوگ مرزا صاحب کو ایسا کہیں کہ مرزا صاحب کی مسیح پر فضیلت کا ادعا خلاف واقع ہے۔ نہ آپ یہ مانیں کہ مرزا صاحب کی خدمت کے لئے انہیں مثیل مسیح کہا گیا ہے اور آپ مرزا صاحب کو مسیحیت سے خالی مانتے ہیں۔

(ا) پس مرزا صاحب مستثنیات میں نہیں آسکتے۔ تو یا مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ باطل ہوگا اور یا مسیح پر ان کی فضیلت کا دعویٰ جھوٹا ٹھہریگا۔

(۲) اعجاز مسیحی کو قرآن شریف میں خدا تعالیٰ اپنی نعمت قرار دیتا ہے مگر مرزا صاحب اسے عمل ترب قرار دے کر اس سے اپنی کراہیت کا اظہار کرتے ہیں۔ کیا اس سے ان کی

طبیعت خدا کی طبیعت اور مسیح کی طبیعت کے خلاف ثابت نہیں ہوتی پھر مثیل مسیح ثابت ہوئے یا مخالف مسیح۔

(۳) تشبیہ کے لئے ایسی صفات کون سی ہیں جن کو مسیحیت کا خاصہ قرار دے کر آپ مرزا صاحب کا مثیل مسیح ہونا ثابت کر سکتے ہیں۔ کیونکہ اگر وہ مشترک نہ ہوں تو مماثلت کا دعویٰ باطل ٹھریگا۔

(۴) کیا مسیحیت کوئی کلی ہے۔ اگر نہیں تو مرزا صاحب نے کیوں کہا ہے کہ ممکن ہے کہ میرے جیسے بہتیرے مثیل مسیح آئیں اور اس کا ثبوت قرآن شریف سے پیش کرو کہ مسیح کثرت سے آئیں گے اور پھر یہ بتائیں کہ مسیحیت کلی مشکک ہے یا متواطی۔ اگر مشکک نہیں تو ایک مسیح دوسرے سے افضل کیونکر ٹھہرا۔

(۵) مرزا صاحب نے انجیل یسوع اور قرانی عیسےٰ کو مختلف قرار دیا ہے۔ اگر یہ مسیح ہے تو کیا آپ ثابت کر سکتے ہیں کہ عیسیٰ نام کا کوئی اسرائیلی نبی ہوا بھی اور یہ عبرانی نام ہے یہ شخص کب اور کہاں پر ہوا۔ تاریخی ثبوت چاہیئے اور پھر یہ بتایئے کہ قرآن شریف نے عیسائیوں کے مسلمہ یسوع ابن اللہ سے عیسیٰ کو مختلف شخص کیوں نہیں بتایا اور اگر یہ ثابت نہ کر سکیں کہ یسوع اور عیسےٰ مختلف اشخاص تھے تو پھر مرزا صاحب کیسے صادق اور ایماندار ٹھہر سکتے ہیں۔

(۶) مرزا صاحب نے مسیح کی اہانت کی وجہ یہ بیان کی کہ چونکہ عیسائیوں نے آنخضرت کی توہین کی اس لئے مرزا صاحب نے مسیح کی توہین کی آپ قرآن شریف سے اس کا جواز ثابت کریں۔ اور دونبیوں کے متعلق ہمارا نبی اور تمہارا نبی کا امتیاز پیدا کرنے کو جائز ثابت کریں کیا یہ **لانفرق بین احد من رسلہ** کی صریح خلاف ورزی نہیں۔ اور جبکہ وہ دونو نبی اللہ ہیں تو ہمارا اور تمہارا کا فرق بیان کر کے ایک سے قطع تعلق کا اظہار کرنا کہاں کی ایمانداری ہے؟

(۷) بواسطہ نبی اور بالواسطہ نبی اور امتی نبی اور غیر امتی نبی کی تشریح بالفاظ قرآن شریف سے پیش کریں۔ اور امتی اور بواسطہ نبی کی غیر امتی اور بلا واسطہ نبی پر فضیلت کے معقول وجوہات پیش کریں۔

(۸) مرزا جس کو جب کبھی مسیح سے کسی نبی کا مقابلہ کرنے کا ناگوار اتفاق پڑا تو آپ نے مسیح کو دیگر انبیاء کے مقابل کمتر ثابت کرنے کی کوشش کی حتیٰ کہ خود اپنے مقابل بھی مسیح کو کمتر بتایا حالانکہ قرآن شریف میں سابق انبیاء میں سے زیادہ مسیح کی تعریف قرآن شریف میں موجود ہے۔ نہ صرف یہ بلکہ راجہ رام چندر جی (مرزا صاحب ظنی نبی) کا بھی آپ نے قرآن شریف کے اس معرف اور منصوص نبی سے مقابلہ میں اس کی تحقیر کی اس کا جواز قرآن شریف کے الفاظ میں پیش کریں۔

(۹) مرزا صاحب پر مختلف زبانوں کے جو الہام ہوئے جس میں بعض بالکل عامیانہ اور غلط جملے بھی ہیں جیسے انگریزی کے الہامات ہیں کیا ایسے مختلف زبانوں کے الہامات کسی اور نبی کو بھی ہوئے۔ اگر نہیں تو سنت اللہ میں تبدیلی کیونکر واقع ہوئی۔

(۱۰) مرزا صاحب جن زبانوں سے واقف تھے ان میں کیوں آپ کے الہامات فصیح الفاظ میں اور جملے کثیر التعداد ہیں اور عالمانہ طرز پر ہیں اور جن زبانوں سے ناواقف تھے کیوں اس میں روزمرہ کے ایک دو غلط شلط اور ٹوٹے پھوٹے فقرے اور اس قدر تھوڑے الہام ہوئے۔ ایسے الہام کی معقول وجہ کیا ہوسکتی ہے۔ اگر یہ معجزہ ہے تو کیا کوئی ایسا معجزہ ہوسکتا ہے جو خود اپنے اندر جگ ہنسائی کا سامان رکھتا ہو۔ اور خدائے علام الغیوب کو ایک زبان میں ماہر اور دوسری میں ادھورا اور ناواقف ثابت کرے اور کیا بغیر انگریزی پڑھے صرف انگلش ٹیچر کتاب کی مدد سے اور پڑھے لکھے لوگوں کے میل جول سے ایسے عامیانہ فقرے معلوم ہوجانا انسان کی لیاقت سے بالا ہے کہ ایسے بے جوڑ فقروں کو معجزے اور الہام کا نام دیا جاسکے۔

(۱۱) محمدی بیگم کے نکاح میں ناکامی اگر خدائے علام الغیوب کو معلوم تھی تو اس شدومد سے اس کے وقوع کو اٹل قرار دینا اور ایسی پیشگوئیاں بخشنا جن سے مرزا صاحب کے خدا پر افتراء کرنے کے الزام کو تقویت ملنے کا سوا اور کوئی فائدہ نہیں ہوسکتا۔ یہ کیونکر نشانات ہوسکتے ہیں۔ پیشگوئی اگر صداقت کے لئے نشان ہوتی ہے تو کیا ایسی پیشگوئیاں بھی کسی کی صداقت کا نشان ٹھہرسکتی ہیں جن کے وقوع کا زمانہ مقرر کرنے کے باوجود ان کے پورا نہ ہونے کے سبب سے رہ جائے۔ نشان کے طور پر پیش کرنے کے ان کے متعلق، رکیک

تاویلوں سے کام لے کر پیچھا چھڑانا پڑے۔

(۱۲) مرزا صاحب کی ڈپٹی آتھم صاحب اور محمدی بیگم والی پیشگوئیاں اور ایسی دیگر پیشگوئیاں اگر واقعی منجانب اللہ اس کی صداقت کے زبردست نشانات کے طور پر تھیں تو مرزا صاحب نے جہاں اپنے نشانات گنوائے ہیں کیوں ایسی پیشگوئیاں ان کی فہرست میں جلی قلم سے لکھ کر شامل نہیں کیں۔

(۱۳) ایسی پیشگوئیاں جن کے پورا ہونے کی طرف کل ہندوستان کی نگاہیں لگی ہوئی تھیں اور جن کے پورا ہونے کی صورت میں ان کا ثبوت حد تواتر تک پہنچ سکتا تھا لیکن ان میں سے کسی ایک کا بھی اپنے مفہوم کو پورا نہ کرنا یہ مرزا صاحب کی صداقت کا نشان ہے یا عدم صداقت کا؟

کیا کسی اور نبی نے بھی اس قسم کی متعدد پیشگوئیوں کو اس زور شور سے اپنے صدق و کذب کی جانچ کا معیار ٹھہرایا۔ اور پھر ان کے پورا نہ ہونے کی صورت میں ایسی ناکامی ہوئی کہ بودی اور دور از کار تاویلوں سے کام لینا پڑا۔ اگر جواب اثبات میں ہے تو ثبوت قرآن شریف سے پیش کریں۔ اور اگر جواب نفی میں ہو تو مرزا صاحب کے جھوٹے مدعی مسیحیت ہونے میں کیا شک ہے۔

باقی پھر۔ عبدالحق مناظر پادری

صدر منجانب جماعت احمدیہ	صدر منجانب عیسائیاں
عبدالکریم	ایس۔ ایم۔ پال۔
14.12.32	۱۴؍ دسمبر ۱۹۳۲ء

پرچہ نمبر۳۔ بقلم مولانا جلال الدین شمس احمدی

بسم اللہ الرحمن الرحیم.

پادری صاحب نے کہا کہ میں نے قرآن مجید سے حضرت مسیح موعود کی صداقت ثابت نہیں کی ہے۔ پادری صاحب کو معلوم ہونا چاہئے کہ حضرت مرزا صاحب کا دعویٰ تو ان کے اپنے الفاظ میں بتایا جاسکتا ہے۔ اگر کوئی عقل رکھنے والا ہوتو وہ خوب سمجھے گا کہ جو مدعی ایک کتاب کے بعد میں آیا اس کا دعویٰ تو اس کی اپنی لکھی ہوئی کتاب سے ہی پیش کیا جائے گا۔ نہ پہلی کتاب سے۔ چنانچہ میں نے آپ کا دعویٰ کہ آپ مسیح موعود ہیں آپ کے الہام سے ثابت کردیا اور جو دلائل میں نے قرآن مجید سے دئے ہیں ان سے آپ کی صداقت بخوبی واضح ہے۔ اور شرائط میں یہ نہیں لکھا کہ فریق ثانی کی کتاب سے کوئی حوالہ پیش نہیں کیا جائے گا۔ آپ کو یادرہے کہ میں نے جو دلائل قرآن مجید سے پیش کئے ہیں ان کی تائید میں صرف آپ پر حجت قائم کرنے کے لئے انجیل سے حوالے پیش کئے ہیں تا آپ کو معلوم ہوجائے کہ قرآن مجید نے جو دلائل پیش کئے ہیں وہ دلائل ایسے ہیں کہ جس کا دعویٰ ان دلائل کے مطابق صحیح ثابت ہوگا۔ وہ صادق مانا جائے گا۔ آپ نے کل کی بحث کا جو ذکر شروع کردیا ہے تو وہ صرف اس لئے کہ تا اپنی کمزوری کا اعتراف کریں کہ کل آپ کوئی جواب نہیں دے سکے۔ میرے مطالبات بالکل واضح ہیں۔ آپ خود مانتے ہیں کہ جو میں نے دلائل پیش کئے ہیں وہ عام ہیں خاص حضرت مسیح موعود کے لئے نہیں۔ لیکن جناب کو معلوم رہے کہ وہ ایسے دلائل ہیں کہ جن سے صرف صادق نبی ہی کی نبوت ثابت ہوسکتی ہے نہ کسی اور کی۔ جھوٹے نبی پر کبھی وہ دلائل صادق نہیں آسکتے پس جو بھی ان کے مطابق سچا ثابت ہوگا وہ سچا کہلائے گا آپ کہتے ہیں کہ میں نے قرآن مجید سے مسیح کے آنے کی کوئی پیشگوئی نہیں بیان کی وہ صرف اس لئے کہ شرائط میں دعویٰ اور دلیل بیان کرنا رکھی گئی ہے نہ کچھ اور۔ میں نے بحث کو مختصر کرنے کے لئے قرآن مجید سے دلائل بیان کردئے جن سے حضرت مسیح موعود کی صداقت کہ آپ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہیں۔ اور اپنے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ جو وحی الٰہی کی بنا پر کیا ہے اس میں آپ صادق ہیں۔

اس کے بعد میں آپ کے مطالبات کا جواب دیتا ہوں۔آپ بتائیں کہ آپ نے جو پانچ قسموں میں حصر کیا ہے وہ کس کتاب سے آپ نے لیا ہے۔ دیکھو قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **انا ارسلنا الیکم رسولا شاھدا علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا.** کہ آنخضرت صلعم ایسے ہی رسول ہیں جیسے کہ موسےٰ علیہ السلام فرعون کی طرف آئے اسی طرح درود شریف میں **کما صلیت علی ابراھیم** آیا ہے۔ حالانکہ آنخضرت صلعم حضرت موسےٰ سے افضل و برتر ہیں۔ پس مثیل ہونے سے یہ مراد نہیں کہ وہ اپنے مشبہ بہ سے افضل نہیں ہوسکتا اور آپ نے صاف فرمایا ہے کہ مجھے جو فضیلت حاصل ہوئی ہے تو وہ اس لئے کہ جیسے آنخضرت صلعم اپنے مثیل موسےٰ سے بڑھ کر ہیں اور اس میں موسیٰ کی ہتک نہیں بلکہ آنخضرت نے تو فرمایا کہ خدا کی قسم اگر موسےٰ ظاہر ہوتے تو اس کو میری پیروی کے سوا کوئی چارہ نہیں تھا۔ اور جیسے امت محمدیہ امت موسویہ کے مشابہ ہے لیکن اس سے بڑھ کر ہے اور اس میں امت موسویہ کی ہتک نہیں۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود مسیح محمدی ہونے کی وجہ سے اور آنخضرت کا خلیفہ ہونے کی وجہ سے مسیح موسوی سے بڑھ کر ہیں۔ اور اس میں مسیح علیہ السلام کی ہتک نہیں۔

آپ نے کہا کہ یسوع اور قرآن کے عیسیٰ کا علیحدہ علیحدہ ہونے کا ثبوت تاریخ سے دیں۔ پادری صاحب آپ کو یاد رہے کہ متکلمین کا یہ طریق ہے کہ وہ اپنے مخاطب کے عقائد کے مطابق دوسرے کو فرض کر کے جواب دیا کرتے ہیں۔ چنانچہ مولٰنا جامی سلسلۃ الذہب میں لکھتے ہیں کہ ایک سنی عالم سے شیعی نے دریافت کیا کہ آپ حضرت علی کی تعریف کریں تو اس نے پوچھا کون سا علی۔ تمہارا یا ہمارا تو اس نے جواب دیا۔

گفت سن گرچہ اند کی دانم
دردو عالم علی یکے دانم

کہ علی تو ایک ہی ہے تو پھر اس عالم نے جواب دیا۔

گفت آں گو بود گزیدہ تو
نیست جز نقش تو کشیدۂ تو
پہلوانے بروت مالیدہ

بہر کیں　　　　دروغا　　　　سگالیدہ

اور پھر اپنے علی کی تعریف کی حالانکہ حضرت علیؓ تو ایک ہی تھے۔ اور اسی طرح بڑے بڑے مسلمان فضلاء نے مسیح کے متعلق لکھا ہے۔

(ا) اشعیاہ اور ارمیاہ اور عیسیٰ کی غیب گوئیاں قواعد نجوم اور رمل سے بخوبی نکل سکتی ہیں بلکہ اس سے بہتر استفسار بر حاشیہ ازالۃ الاوہام صفحہ ۳۶۱ اور سب عقلاء جانتے ہیں کہ بہت سے اقسام سحر کے مشابہ ہیں۔ معجزات سے خصوصاً معجزات موسویہ اور عیسویہ سے صفحہ ۳۳۶ حضرت عیسیٰ کا معجزہ احیاء میت کا بعضے بھان متی کرتے پھرتے ہیں کہ ایک آدمی کا سر کاٹ ڈالا بعد اس کے سب کے سامنے دھڑ سے ملا کر کہا اٹھ کھڑا ہو اور وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ استفساء صفحہ ۲۳۶ یہ الفاظ تو مولوی آل حسن صاحب نے جو مسلمانوں کے سب سے مشہور مناظر تھے انہوں نے لکھے ہیں لیکن آخر میں بہت سے ایسے کلمات لکھ کر کہا ہے خداوند تعالیٰ مجھے انبیاء کی توہین اور تکذیب سے محفوظ رکھے۔ مگر صرف پادری صاحبوں کے الزام کے لئے نقل کرتا ہوں۔'' اور مولنا رحمت اللہ صاحب مہاجر مکی نے بھی ازالۃ الاوہام صفحہ ۳۴۸ میں ایسی باتوں کو لکھ کر یہی کہا ہے کہ چونکہ پادریوں نے آنحضرت صلعم کی پیشین گوئیوں اور آپ کی ذات پر اعتراض کئے لہٰذا الزامی طور پر ہمیں بھی جواب دینا پڑا۔ پھر دیکھو کہ علماء لکھتے چلے آئے ہیں کہ آریوں کا خدا ایسا ہے۔ عیسائیوں کا ایسا ہے وغیرہ۔ حالانکہ حقیقتاً تو خدا ایک ہی ہوتا ہے۔ پس مخالف کے عقیدہ کے مطابق فرض کر کے وہ بات کی جاتی ہے چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

حضرت مسیح کے حق میں کوئی بے ادبی کا کلمہ میرے منہ سے نہیں نکلا۔ یہ سب مخالفوں کا افتراء ہے۔ چونکہ درحقیقت کوئی ایسا یسوع مسیح نہیں گزرا جس نے خدا کا دعویٰ کیا اور آنے والے نبی خاتم الانبیاء کو جھوٹا قرار دیا ہو۔ اس لئے میں نے فرض محال کے طور پر اس کی نسبت ضرور بیان کیا ہے کہ ایسا مسیح جس کے یہ کلمات ہوں راستباز نہیں ٹھیر سکتا۔ لیکن ہمارا مسیح ابن مریم جو اپنے تئیں بندہ اور رسول کہلاتا ہے اور خاتم الانبیاء کا مصدق ہے اس پر ہم ایمان لاتے ہیں۔ (تریاق القلوب حاشیہ صفحہ ۷۷) آپ مطالبہ کرتے ہیں کہ بالواسطہ نبی اور امتی قرآن مجید میں کہاں لکھا ہے۔ سو آپ کو یاد رہے کہ قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ

فرماتا ہے ومن یطع اللہ والرسول الخ کہ خداتعالےٰ اورآنحضرت صلعم کی اطاعت اور آپ کی پیروی سے آپ کے پیرو منعم علیہم بنیں گے اور وہ چار ہیں۔ نبی صدیق شہید صالح پس یہ آیت صاف ثابت کرتی ہے کہ آپ کے بعد آپ کی امت سے بعض افراد نبوت کا انعام پاسکتے ہیں۔

پادری صاحب کیا آپ قرآن مجید سے کوئی ایسی آیت پیش کر سکتے ہیں جس میں لکھا ہو کہ انگریزی زبان یا دوسری زبانوں میں الہام نہیں ہوسکتا۔ کیا خداتعالےٰ کی زبان کوئی مخصوص ہے؟ ہاں آؤ میں آپ کو بتاؤں کہ اس زمانہ میں خداتعالےٰ نے مختلف زبانوں میں مسیح موعود سے کیوں باتیں کیں۔ وہ اس لئے تا کہ دنیا کے لوگ جان لیں کہ اللہ تعالیٰ کی زبان کوئی مخصوص نہیں بلکہ ہر زبان والے اور ہر ملک کے لوگ خداتعالےٰ اورآنحضرت صلعم کی اتباع کر کے مکالمہ الٰہیہ سے مشرف ہوسکتے ہیں۔ باقی رہا کہ الہاموں میں غلطیاں ہیں۔ آپ جیسے لوگوں نے تو قرآن مجید پر بھی اعتراضات کئے اور کہا کہ اس میں غلطیاں ہیں۔ اوراس میں فصاحت و بلاغت کے لحاظ سے غلطیاں پائی جاتی ہیں۔ پادری صاحب آپ کو یاد رہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کے جو الہام انگریزی زبان میں ہیں ان میں ایسی عظیم الشان پیشینگوئیاں ہیں جو اپنی پوری شوکت اورقوت کے ساتھ پوری ہوچکی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان میں آپ کونصرت کا وعدہ دیا ہے۔ اور بتایا ہے کہ میں ایک عالم کو تیری طرف پھیروں گا۔ پس ان پیشینگوئیوں کا پورا ہوجانا ہی ان الہامات کے خدا کی طرف سے ہونے کی دلیل ہے۔ اورآپ کا یہ کہنا کہ بعض پیشینگوئیاں جوآپ نے کیں تھیں پوری نہیں ہوئیں تو اگرآپ کوتہ فہمی سے یہ اعتراض کریں تو کریں مگر میں دعوے سے کہتا ہوں کہ جن پیشینگوئیوں کوآپ سمجھ رہے ہیں کہ پوری نہیں ہوئیں وہ پوری ہوچکی ہیں۔ اوراگر بالفرض پوری نہ بھی ہوتیں تو پھر بھی آپ کوان پر اعتراض کرنے کا حق نہیں تھا۔ کیونکہ مسیح ناصری کی بہت سی پیشینگوئیاں پوری نہ ہوئیں۔

(۱) میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ تم اسرائیل کے سب شہروں میں نہ پھر چکو گے کہ ابن آدم آجاوے گا متی ۲۳/۱۰۔ بتاؤ کب آیا۔ وہ تو اب تک بھی آپ کے نزدیک نہیں آیا۔

(۲) پھر بارہ حواریوں کو کہا کہ تم میرے ساتھ بارہ تختوں پر بیٹھ کر اسرائیل کے

بارہ میں انصاف کروگے متی ۲۸/ ۱۹ لیکن یہودا اسکریوطی ان میں سے مرتد ہوگیا اور بارہ کے گیارہ تخت رہ گئے۔

(۳) پھر کہا تھا کہ میں تین دن اور تین رات قبر میں رہوں گا۔ متی ۴۰/۱۲ لیکن اناجیل سے ثابت ہے کہ وہ ایک دن اور دو راتیں قبر میں رہا۔

(۴) میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جو یہاں کھڑے ہیں ان میں سے بعض ایسے ہیں کہ جب تک ابن آدم کو اس کی بادشاہت میں آتے ہوئے نہ دیکھ لیں موت کا مزا نہ چکھیں گے متی ۲۸/ ۱۶ حالانکہ وہ سب مرگئے اور وہ ان کے نزدیک اب تک نہ آیا۔

(۵) اس نے اس چور سے جو اس کے ساتھ صلیب دیا گیا کہا میں تجھ کو سچ کہتا ہوں کہ آج ہی تو میرے ساتھ فردوس میں ہوگا۔ لوقا ۴۳/۲۳ حالانکہ وہ فردوس میں نہیں گیا۔ وقت ختم ہوگیا۔ جلال الدین شمس

صدر منجانب جماعت احمدیہ	صدر منجانب عیسائیاں
عبدالکریم (مولوی فاضل)	ایس۔ ایم۔ پال۔
۱۴.۱۲.۳۲	۱۴/ دسمبر ۱۹۳۲ء

پرچہ نمبر۴۔ بقلم پادری عبدالحق صاحب

میں نے مطالبہ کیا تھا کہ حسب شروط قرارداد مسیحیت مرزا صاحب کے متعلق پیشینگوئی امکان یا ضرورت کے دلائل اور پھر ان کا مصداق مرزا صاحب کو ثابت کریں مگر آپ نے یہ نہیں کیا۔ مرزا صاحب کا دعویٰ الہامی ہمارے لئے کوئی معنی نہیں رکھتا جب تک ان کا الہامی ہونا ہمارے لئے مسلمات سے نہ ہو یا بدلائل ثابت نہ ہو۔

آپ نے پوچھا تھا کہ کون سی کتاب میں پانچ قسموں میں تشبیہ منحصر ہے۔ کتابیں علم البیان کی دیکھیں۔ بالخصوص التنو یہ بالتشبیہ پھر چاہئے تھا کہ اگر ان کے علاوہ کوئی اور مستثنیٰ تھا تو ازروئے عقل یا کسی مسلمہ کتاب سے اس کا ثبوت پیش کرتے۔ جب نہیں کر سکتے تو پھر ان مستثنیات کو ماننے کا انکار کیونکر کر سکتے ہیں۔ مگر یاد رہے کہ میں نے چھ مستثنیات لکھی ہیں نہ کہ پانچ۔ آپ نے آنخضرت کی بابت دریافت کیا ہے۔ جواب یہ ہے کہ جو لوگ آنخضرت کو افضل الانبیاء قرار دیتے ہیں وہ ان کو دوسرے مستثنیٰ میں شمار کرتے ہیں۔ یعنی مشبہ ایسا محسوس ہو کہ اس سے بہتر نفس الامر میں ممکن الوقوع نہ ہو۔ پس چونکہ آنخضرت سے بہتر وہ کسی کو عالم محسوسات میں مانتے ہی نہیں اس لئے وہ آنخضرت کو مفضول اشہر کے ساتھ تشبیہ دیتے ہیں۔ مگر مرزا صاحب اس استثناء میں نہیں آسکتے کیونکہ اس سے بہتر نفس الامر میں نہ صرف ممکن الوقوع آپ کو تسلیم ہو بلکہ آنخضرت کو ان سے بہتر مانتے ہیں۔ میں نے تو پوچھا تھا کہ قرآن شریف سے یہ ثبوت کیجئے کہ ہمارا نبی اور تمہارا نبی کہنا جائز۔ اور کسی شخص سے چڑ کر نبی اللہ کی توہین مفروضہ صورت میں ہی سہی جائز ہے اگر قرآن شریف سے پیش کرنے سے قاصر تھے تو آنخضرت کے ہی عمل سے دکھایا ہوتا۔ کیا یہ بھی کوئی انصاف اور حق پسندی ہے کہ اپنی ضد پر آکر تو آپ بڑے بڑوں کی بات بھی نہ مانیں بلکہ آنخضرت سے بھی اجتہادی غلطیاں منسوب کرنے سے نہ چوکیں اور مخالفوں کے سامنے مولوی جامی کے اقوال اور کسی عالم کا عمل پیش کریں۔ کیا مرزا صاحب نے مولوی جامی صاحب کے واسطہ سے نبوت حاصل کی۔ یا ان کے پیرو تھے۔ کہ ان کا عمل ان کے لئے واجب التقلید ٹھیرتا؟ اور کیا مولوی جامی صاحب کو آپ معصوم اور منزہ عن الخطا مانتے ہیں؟ آپ نے یہ فرمایا کہ آپ لوگ قرآن

مجید پر بھی اعتراض کرتے ہیں۔ بھلا یہ کوئی جواب ہے۔ میرا مطالبہ صاف ہے کہ کیوں مرزا صاحب کی عربی دیگر زبانوں میں الہامات فصیح عبارت میں اور انگریزی میں نہ صرف بھونڈی صورت میں اور قلیل تعداد میں بلکہ عام اور اس میں بھی فاش غلطیاں۔ قرآن شریف کی اغلاط کے لئے کسی بحث و مناظرہ سے دلائل پیش کرنے کی ضرورت ہوگی۔ مگر جناب مرزا صاحب کی انگریزی کی غلطیاں تو معمولی شد بد رکھنے والے انگریزی دانوں پر بھی ظاہر ہیں۔ پھر کیوں ایسی فاش غلطیاں مرزا صاحب سے دوسری زبانوں میں جن سے وہ ناواقف تھے سرزد نہیں ہوتیں۔

قرآن شریف میں لکھا ہے **وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومه** تو پھر اس سنت اللہ کے برخلاف مرزا صاحب کو کیوں انگریزی وغیرہ کے غلط الہامات ہوئے۔ یہاں آپ کو استقراء بھول گئی۔ کیا خدا نے کبھی اس کے برخلاف بھی کیا ہے؟

پھر یہی نہیں بلکہ مرزا صاحب تو شاعر بھی تھے۔ اور پھر آپ کے قصائد بھی الہامی اور اعجازی تھے۔ حالانکہ آنخضرت جن کے وہ بروز اور ظلّ ہیں اور قرآن شریف جس کی پیروی سے وہ نبوت پر فائز ہوئے اس میں لکھا ہے کہ **والشعراء يتبعهم الغاوون** (سورۃ الشعراء) **وماهو بقول شاعر** (سورہ حاقہ) **وما علمناه الشعر** جب کہ قرآن شریف کے متعلق یہ کہا گیا کہ وہ شاعر کا قول نہیں۔ اور آنخضرت کو شعر نہیں سکھایا گیا اور شعراء کی مذمت کی گئی تو مرزا صاحب کو نبی بنا کر کیوں خدا تعالیٰ میں یہ تبدیلی آ گئی۔ آپ نے بائبل پر اعتراض کرنے کی نیت سے ادھر الجھانے کی غرض سے جو صرف غلط اور غیر معقول دعاوی کئے ہیں کہ ان آیات سے مسیح کی پیشینگوئیاں غلط ٹھہرتی ہیں (۱) تو آپ کا یہ حق نہیں کہ ہم سے مسیح کے متعلق کچھ مطالبہ کریں (۲) آپ جب تک بحث کرکے بدلائل ثابت نہ کریں کہ جو کچھ آپ ان آیات کا مفہوم لے رہے ہیں وہی مصنفین انجیل اور مفسرین بائبل نے بھی لیا یا کوئی اور معقول دلیل لغت وغیرہ پیش نہ کریں تب تک آپ کی باتیں بجز نقل راچہ عقل کے اور کیا ہوسکتی ہیں؟ جناب من اعتراض معقول چاہئے۔ نہ یہ کہ کوئی آیت انجیل کی پیش کرکے کہہ دیا کہ چونکہ جو ہم اس سے مراد لیتے ہیں وہی از راہ تحکم صحیح ہے۔ اور اس پر یہ اعتراض وارد ہوتا ہے۔ اس لئے وہ قابل اعتراض ہے۔ جناب چونکہ وہ اعتراض آپ کی مراد ہوتے

ہیں اس لئے ہم اس کے جوابدہ کیونکر ہوسکتے ہیں۔ (۳) اگر ہم نے دیکھا کہ آپ مرزا صاحب کی مسیحیت کا اثبات بدلائل پیش نہیں کرسکتے اور ہمارے مطالبات کا بھی معقول جواب نہیں دے سکتے تو پھر ہم آپ کو مسیح کی چند ایسی پیشینگوئیاں دکھائیں گے جن کا سچا ثابت ہونا خود مرزا صاحب کی دستخطی شہادت سے دکھاویں گے۔ پس وہ پیشینگوئیاں جو آپ کے قادیانی مسیح کے متعلق پھر آجکل کے زمانہ سے متعلق ہیں اگر پوری ثابت ہوگئیں تو پھر اور پیشینگوئیوں سے آپ کو کیا۔

آپ نے منعم علیہم کی ایک ہی کہی کیا قرآن شریف کی کسی آیت سے بالتصریح یہ ثابت ہے کہ آنخضرت کی پیروی سے نبی بھی ہوجائیں گے۔ پس ہم ایسی واضح آیت چاہتے ہیں اور ایسے نبی یا انبیاء کی آمد کی پیشینگوئی واضح الفاظ میں نہ کہ آپ کے کھینچ تان کر مراد لئے ہوئے معنی۔ مرزا صاحب کی پیشینگوئیوں کے پورا ہونے کی ایک ہی کہی کیا آپ دلیری کے ساتھ یہ دکھا سکتے ہیں کہ مثلاً ڈپٹی عبداللہ آتھم والی اور محمدی بیگم والی پیشینگوئی پوری ہوگئی اگر یہ سچ ہے تو پیشینگوئی کا صحیح مفہوم مرزا صاحب کی پہلی الہامی عبارت میں اور پھر اس کی تکمیل بغیر اپنی تاویلوں کے دکھاویں۔

آپ کے اس کہنے پر کہ آنخضرت کی پیروی سے نبی ہونے کے قرآن شریف سے پیشینگوئی کے مطالبہ کے علاوہ ہمارا عقلی مطالبہ بھی سن لیں۔ استعداد نبوت وہبی ہے یا کسبی یعنی خداتعالیٰ کی طرف سے انسان کو نبوت کے قابل بنایا جاتا ہے یا انسان اپنے روزمرہ کے عمل سے اپنے تئیں فیضان نبوت کے مستحق بنالیتا ہے۔ اگر امر اول ہے تو پھر کسی انسان کی تعلیم پر عمل کرنے سے یا اس کے واسطہ سے نبوت حاصل کرنے کے کیا معنی اور اگر ثانی ہے تو نبوت ازروئے عدل الٰہی کرموں کا نتیجہ ٹھہری اور مسئلہ تناسخ برحق۔ اور نبوت کا نعمت ہونا باطل۔

نبوت کے جزو اور کل کا ثبوتی تصور بالفاظ قرآن شریف پیش کریں۔

اگر کسی انسان کو نبی کے واسطہ سے نبوت ملتی ہے تو ایسے نبی کا ثبوت تاریخ قرآنیہ سے یا آنے والوں کے متعلق پیشخبری سے علاوہ اس کی کیفیت بھی بیان کریں کہ اس نبی کو جو خدا اور انسان کی نبوت میں بطور واسطہ ہے ہر وقت اور ہر جگہ حاضر وناظر ہے خدا اور انسان

کے مابین رہنا مانتے ہیں۔ یا صرف ایک دفعہ حاضر اور پھر فیضان بلا واسطہ کے قائل ہیں۔ بھلا اس قسم کی نبوت کی تعریف بھی قرآن شریف میں موجود ہے۔ مرزا صاحب کو آپ اسلام کا پیرو کیسے کہہ سکتے ہیں۔ جبکہ ان کے ایسے شرط حیات موجود ہیں۔ جو قرآن و اسلام کی رو سے ہرگز جائز نہیں ٹھہر سکتے۔ عبدالحق

صدر منجانب جماعت احمدیہ
عبدالکریم (مولوی فاضل)
۱۴/دسمبر ۱۹۳۲ء

صدر منجانب عیسائیاں
ایس۔ ایم۔ پال۔
۱۴-۱۲-۳۲

پرچہ نمبر ۵۔ بقلم مولنا جلال الدین شمس احمدی

بسم اللہ الرحمن الرحیم.

میں نے پہلے پرچہ میں آپ کے مطالبات کے جواب دیئے اور پیشنگوئیوں کے متعلق کہا کہ یہ پیشینگوئیاں پوری ہو چکی ہیں۔ اور اگر بالفرض پوری نہ بھی ہوں تو پھر بھی آپ کو حق نہیں پہونچتا کہ آپ اعتراض کریں کیونکہ یسوع مسیح کی بہت سی پیشینگوئیاں پوری نہیں ہوئیں اور نہ ہی حضرت مسیح نے ان پیشنگوئیوں کے متعلق جو میں نے بیان کیں لکھا ہے کہ پوری ہو گئیں۔ اور اگر وہ مفہوم جو میں نے ان کا بیان کیا ہے غلط ہے تو آپ صحیح مفہوم بیان کر کے ان کا وقوع ثابت کر دیں۔

آپ مجھے کہتے ہیں کہ میں حضرت مسیح موعود کی پیشینگوئی ڈپٹی عبداللہ آتھم اور محمدی بیگم کے اصل الفاظ نقل کر کے اس کا پورا ہونا دکھلاؤں اور بتاؤں کہ حضرت مسیح موعود نے ان کا پورا ہونا لکھا ہے۔

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں ''میری ایک پیشینگوئی بھی جھوٹی نہیں نکلی بلکہ تمام پیشنگوئیاں صفائی سے پوری ہو گئیں۔ شرطی پیشین گوئیاں شرط کے موافق پوری ہوئیں اور ہوں گی۔ اور جو پیشنگوئیاں بغیر شرط کے تھیں جیسا کہ لیکھرام کی پیشنگوئی وہ اسی طرح پوری ہو گئیں۔ اعجاز احمدی صفحہ ۵ اور ڈپٹی آتھم کی پیشنگوئی کے متعلق لکھا ہے۔

کہ آتھم کی موت ایک بڑا نشان تھا جو پیشینگوئی کے مطابق ظہور میں آیا۔ اعجاز احمدی صفحہ ۲۔ اگر آپ کو اعتراض ہو تو آپ بتائیں پیشنگوئیوں کے کیا الفاظ تھے اور وہ کیونکر پوری نہ ہوئیں۔ مسیح کے معجزات کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے لکھا ہے کہ جو مسیح نے معجزات دکھائے اس طریق کو حضرت مسیح موعود پسند نہ کرتے تھے۔ لہٰذا ان دونوں کی طبیعتوں میں موافقت نہ ہوئی۔ سو جاننا چاہیئے کہ ہر زمانہ کے مطابق اللہ تعالےٰ اپنے فرستادوں کو معجزات دیا کرتا ہے۔ حضرت مسیح فرماتے ہیں۔'' کہ مجھے وہ روحانی طریق پسند ہے جس پر ہمارے نبی صلعم نے قدم مارا ہے۔ اور حضرت مسیح نے بھی اس عمل جسمانی کو یہودیوں کے جسمانی اور پست خیالات کی وجہ سے جو ان کی فطرت میں مرکوز تھے باذن وحکم الٰہی اختیار کیا تھا ورنہ

دراصل مسیح کو بھی یہ عمل پسند نہ تھا۔ ازالہ اوہام صفحہ۲۳۱ کہ وہ مشابہتیں جن کی بنا پر حضرت مسیح ناصری سے مماثلت رکھتے ہیں ان میں سے سولہ مشابہتیں آپ نے تذکرۃ الشہادتین میں لکھ کر فرمایا ہے۔

ظاہر ہے کہ اگر یہ کاروبار انسان کا ہوتا تو مجھ میں اور مسیح ابن مریم میں اس قدر مشابہتیں ہرگز نہ ہوتیں۔ یوں تو تکذیب کرنا قدیم سے ان لوگوں کا کام ہے۔ جن کے حصہ میں سعادت نہیں ہے۔ صفحہ۳۴ پہلے قرآن مجید سے میں مثال دے چکا ہوں کہ باوجودیکہ آنحضرت صلعم مثیل موسیٰ تھے مگر ان سے بڑھ کر تھے۔ اسی طرح آپ کا خلیفہ مسیح محمدی مسیح موسوی سے بڑھ کر ہے۔ اور جو چھ شقیں آپ نے بیان کی ہیں ان میں پہلی شق برعکس پیش کی ہے۔ دوسرے ان سے حصہ مقصود نہیں بلکہ تعمیم مقصود ہے۔ کہ مشبہ دو ہی قسم کا ہوسکتا ہے۔ معقول یا محسوس دونوں صورتوں میں اس کی تفصیل جائز ہے۔ اور اس کی فضیلت دونو طرح ہوسکتی ہے۔ واقعی یا ادعائی اور دونوں صورتوں میں تشبیہ بہ تفضیل مشبہ ہوسکتی ہے۔

اور نمبر۵۔۶ میں اقسام بیان کرنا مقصود نہیں ہے۔ بلکہ پیرایہ بیان مقصود ہے ورنہ آپ کتاب کی اصل عبارت عربی زبان میں پیش کریں۔ کہ بطور حصر یہ چھ صورتیں بیان کی گئی ہیں یا نہیں۔

لیجئے میں انجیل سے آپ کو بتاتا ہوں مسیح کہتے ہیں کہ جو عورتوں سے پیدا ہوئے ہیں ان میں یوحنا بپتسمہ دینے والے سے کوئی بڑا نہیں متی ۱۱/ ۱۱ اور چاہو تو مانو ایلیا جو آنے والا تھا یہی ہے جس کے سننے کے کان ہوں سنے۔

اب اس میں یوحنا کو ایلیا ہی قرار دیا گیا ہے۔ اور اس میں یہ بھی بتادیا ہے کہ مشبہ بہ مشبہ سے افضل نہیں ہے۔

اور آپ کا یہ کہنا کہ میسیحیت کلی ہے مشکک ہے یا متواطی۔ یہاں میسیحیت کی بحث نہیں بلکہ مسیح کی ہے۔ بھلا آپ ہی بتائیں کہ نبوت کلی ہے یا نہیں اگر ہے تو مشکک ہے یا متواطی اگر مشکک ہے تو ایک نبی دوسرے سے افضل کیسے۔

آپ کہتے ہیں کہ قرآن سے دکھائیں کہ فرض کرکے کسی کی توہین کرنا جائز ہے پادری صاحب بھلا آپ بتائیں کہ قرآن میں کہیں لکھا ہے کہ ایسا کرنا جائز نہیں جبکہ علمائے

اسلام ایسا کرتے چلے آئے ہیں۔ ہاں یہ طریق جوابی طور پر استعمال ہوسکتا ہے۔ چونکہ اس وقت کے پادریوں نے یہ طریق اختیار نہیں کیا تھا اس لئے ضرورت نہ تھی کہ اس کا ذکر کیا جاتا۔ لیکن اب جبکہ پادریوں نے آنحضرت صلعم سرور دو جہاں سید الانس والجان کے حق میں وہ وہ گستاخیاں کیں اور آپ پر وہ وہ ناپاک حملے کئے جن سے آسمان بھی لرزنے لگتا ہے اور انسان کے بدن کے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں تب مجبوراً ہمیں بھی یہی طریق اختیار کرنا پڑا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے صاف لکھا ہے کہ اگر یہ دل آزار رویہ پادری صاحبان جو اس مقدس ترین ہستی اور پاکبازوں کے سردار کے حق میں استعمال کرتے ہیں بدل دیں تو ہم بھی ان کے ساتھ ایسے طریق سے پیش نہیں آئیں گے۔

آپ بالواسطہ نبی کے متعلق دریافت کرتے ہیں۔ میں بتا چکا ہوں اس سے مراد جیسا کہ مسیح موعود نے لکھا ہے یہ ہے ''کہ میں ان معنوں سے کہ میں نے اپنے رسول مقتدا سے باطنی فیوض حاصل کر کے اور اپنے لئے اس کا نام پاکر اس کے واسطہ سے خدا کی طرف سے علم غیب پایا ہے۔ رسول اور نبی ہوں۔ مگر بغیر کسی جدید شریعت کے'' (ایک غلطی کا ازالہ) اور میں نے قرآن مجید سے **من یطع اللہ والرسول** آیت پیش کی تھی کہ خدا اور آنحضرت صلعم کی اطاعت سے منعم علیہم ہوں گے اور وہ چار قسم کے لوگ ہیں۔ نبی صدیق۔ شہید۔ صالح۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ آنحضرت کی اتباع سے نبی ہوسکتا ہے۔ اسی طرح قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ **یا بنی آدم اما یأتینکم رسل منکم یقصون علیکم آیاتی.** کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے بنی آدم کی طرف آئندہ بھی رسول آئیں گے اور پھر فرمایا **اللہ یصطفی من الملائکۃ رسلا ومن الناس.** کہ اللہ تعالیٰ لوگوں سے بھی رسول چنے گا اور فرشتوں سے بھی۔

اور آپ کا یہ سوال کہ نبوت کسبی ہے یا وہبی۔ سو یاد رہے کہ نبوت ایک انعام ہے لیکن یہ انعام کسی کنجر یا بدمعاش انسان کو نہیں دیا جاتا۔ بلکہ اس شخص کو دیا جاتا ہے جو تمام لوگوں میں سے اعمال کے لحاظ سے افضل ہو۔

اور آپ کا یہ اعتراض بالکل بے معنی ہے ''کہ استعداد نبوت کسبی ہے یا وہبی اگر کسبی ہے تو آنحضرت کے واسطہ کی کیا ضرورت ہے۔ اگر وہبی ہے تو تناسخ ثابت ہوتا ہے۔'' میں

جواب دے چکا کہ نبوت وہبی ہے یعنی خدا تعالیٰ کا انعام ہے۔ لیکن یہ انعام اسی کو دیا جاتا ہے جو اعمال میں سب سے بڑھ کر ہو۔ اور آپ کو یہ بھی معلوم نہیں کہ استعداد تو قوت ہے اور حصول فعل ہے۔ قوت اور فعل میں تقابل پایا جاتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے فلسفہ کی اصطلاحات رٹی ہوئی ہیں۔ ورنہ آپ سمجھتے کچھ نہیں۔ میں نے مختصر طریق اختیار کیا تھا کیونکہ حضرت مرزا صاحب کے دعویٰ مسیح موعود ہونے پر بحث ہے کہ آپ صادق ہیں یا نہیں اور ان کا اپنا دعویٰ تو انہیں کے الہامات سے پیش کیا جاسکتا ہے۔ جیسا کہ میں بیان کر چکا ہوں۔ اور کسی نبی کی نبوت ثابت کرنے کے لئے یہ ضروری نہیں ہوتا کہ اس کے لئے پہلے پیشینگوئیاں بھی ثابت کی جائیں۔ ورنہ بہت سے انبیاء کا انکار کرنا پڑے گا۔ جن کے متعلق پہلے انبیاء نے پیشینگوئیاں نہیں کیں تھیں۔ لیکن باوجود اس کے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے آیت **کما ارسلنا الی فرعون رسولا** میں آنخضرت کو موسیٰ کا مثیل قرار دے کر امت محمدیہ کو امت موسویہ سے مشابہت دی ہے اور آیت **کما استخلف الذین من قبلھم** میں بتایا ہے کہ جیسے امت اسرائیلیہ میں خلفاء آئے اسی طرح امت محمدیہ میں بھی آئیں گے۔ جسمانی بھی اور روحانی بھی۔ چنانچہ جیسے امت اسرائیلیہ میں مسیح ناصری آئے اسی طرح اس میں پیشینگوئی ہے کہ امت محمدیہ میں بھی مسیح آئے گا۔ اور یہی بات سورہ فاتحہ سے بھی مستنبط ہوتی ہے۔ اور آنخضرت صلعم نے احادیث میں اس کی وضاحت کر دی ہے۔ کہ مسیح آئے گا **امامکم منکم وامکم منکم** فرما کر بتا دیا کہ وہ امت محمدیہ سے ہوگا۔ چنانچہ وہ آ گیا ہے۔ آپ نے بعض ایسی باتیں شروع کر دی ہیں جن کا نفس موضوع سے کوئی تعلق نہیں جیسے کہ نبی شاعر نہیں ہوتا۔ بھلا اس کا مسیح موعود ہونے سے کیا واسطہ۔ پادری صاحب آپ قرآن مجید سے محض ناواقف ہیں۔ نہ آپ عربی جانیں نہ صحیح عربی پڑھ سکیں بھلا اگر آپ کو عربی جاننے کا دعویٰ ہے تو میں تین سطریں عربی زبان میں لکھ کر دیتا ہوں اور دیتا بھی عربی بائبل سے ہوں جو تمہاری کتاب ہے آپ اس پر صحیح اعراب لگا کر پڑھ دیں۔ اور پادری ایس۔ ایم پال صاحب کو میں حکم قرار دیتا ہوں کہ وہ بتا دیں کہ آپ نے صحیح اعراب لگائے ہیں تو میں مان لوں گا کہ آپ واقعی عربی دان ہیں۔

دیکھئے شاعر کے معنی عربی زبان میں کاذب کے بھی ہوتے ہیں۔ دیکھو تاج العروس

الشاعر الکاذب اورمفردات راغب میں لکھا ہے ان الشاعر فی القرآن عبارۃ من الکاذب بالطبع کہ قرآن میں جو شاعر کا لفظ استعمال ہوا ہے اس کے معنی کاذب کے ہیں۔
اور جو آیت آپ نے لکھی ہے اس کے آگے ہی استثناء بھی موجود ہے الا الذین امنوا وعملوا الصٰلحٰت. مگر مومن لوگ ایسے نہیں ہیں۔حضرت علی رضی اللہ عنہ شاعر تھے اور حسان بن ثابت شاعر تھے۔کیا وہ گمراہ تھے۔غاوی تھے معاذ اللہ آپ صرف جہالت کی وجہ سے اور قرآن نہ سمجھنے کی وجہ سے ہمارے مقدس بزرگوں کی اہانت کر رہے ہیں۔
آنحضرت صلعم کا شعر بخاری میں موجود ہے۔

ما انت الا اصبع دمیت
و فی سبیل اللہ ما لقیت

نیز اگر شعر سے اصل شعر ہی مراد ہے تو قرآن مجید تو شعروں میں تھا نہیں پھر اس کے نفی کی کیا ضروت کہ یہ شعر نہیں ہیں اس سے مراد یہی ہے کہ تم قرآن کو آنحضرت کی خیالی باتیں بتاتے ہو حالانکہ یہ خدا کا کلام اور ذکر مبین ہے۔پس اس سے نصیحت پکڑو۔

جلال الدین شمس

صدر منجانب جماعت احمدیہ
عبدالکریم (مولوی فاضل)
۳۲-۱۲-۱۴

صدر منجانب عیسائیاں
ایس۔ایم۔پال۔
۱۴/دسمبر ۱۹۳۲ء

پرچہ نمبر ۶۔ بقلم پادری عبدالحق صاحب

چونکہ قادیانی مناظر کو اصل باتوں کا جواب نہیں آیا اس لئے اب گندہ دہانی پر اتر آئے جو ان کا شیوہ ہے۔ میں پھر آپ کو آگاہ کرنا چاہتا ہوں کہ اس وقت مسیحیت مرزا صاحب قادیانی پر بحث ہے۔ اور اگر آپ کے پاس حسب شرائط کوئی دلیل قرآن شریف سے نہیں تو اس منہ چڑانے کے کیا معنے۔ مان لو کہ میں تمہارے برابر عربی نہیں جانتا تو کیا اس سے جو تم عربی زبان کے کسی لفظ کے معنی کرو اور بکواس کرو تمہیں حق حاصل ہو جاتا ہے میں عربی کے الفاظ کے معنی اس سے کہیں زیادہ جانتا ہوں جتنے کہ تم یا تمہارے قادیانی حضرت انجیل کی اور عہد عتیق کی اصل زبانوں سے واقف تھے۔ اگر تم یا تمہارے حضرت کو اختیار ہے کہ ہماری کتابوں کو اصل زبانوں سے جاہل مطلق ہونے کے باوجود لن ترانیاں ہانکیں تو تمہیں کیا اختیار ہے کہ جب جواب نہ بن پڑا تو عربی کی ڈینگیں ہانکتے ہوئے ہمیں جاہل قرار دو۔ زبان کے لحاظ سے تو تم سے ایک عرب کا بدو زیادہ مستند ہے۔ تو کیا اس سے وہ فاضل ہو جائے گا۔ عقل کے لحاظ سے تو زبان صرف دال ہے۔ خواہ کسی زبان میں علوم عقلیہ ہوں اس سے مدلول پر اثر نہیں پڑے گا۔ خود عربی یونانی کتب کے ترجمے ہیں۔ بہرحال منطق و فلسفہ میں میں تم کو جاہل مطلق جانتا ہوں۔ اور ہمت ہے تو منطق و فلسفہ کے دلائل کے متعلق مجھ سے بحث کرو۔ اسی مضمون پر کتب وغیرہ کو علیحدہ کر کے رکھ دو اور اکیلے اکیلے بیٹھ جائیں پھر میں فلسفیانہ دلائل پیش کروں گا تم اس کا رد لکھو۔ اور ہر ایک دلیل کو منطقی اشکال میں مرتب کرو۔ اسی طرح میں کروں گا۔ تمہاری علمی ڈینگوں کی حقیقت خود بخود ظاہر ہو جائے گی۔ اصلی بات تو یہ ہے کہ اصل مبحث کو ٹالنا چاہتے ہو۔ کیونکہ میرے مطالبات کا جواب تا ابد نہیں۔ جو تم نے تشبیہ کے متعلق بیان کیا اس کے لئے میں تمہیں چیلنج دیتا ہوں کہ عقلی جرح کر کے تم میرے حصر کو توڑو۔ یعنی یا تو کوئی نئی شق استثناء کی پیش کرو۔ یا مرزا صاحب قادیانی کو ان سے کسی ایک ہی میں دکھا دو۔ ورنہ مان لو کہ مرزا صاحب قادیانی یا اپنے دعویٰ میں جھوٹے ہیں اور یا دعویٰ فضیلت میں۔ اب تم نے یوحنا کو ایلیا کا مشبہ قرار دیا اس سے علم البیان سے تمہاری جہالت ٹپکتی ہے۔ کیونکہ تمہیں استعارہ اور تشبیہ میں فرق معلوم نہیں۔ یاد

رکھو کہ تشبیہ کے لئے آدات تشبیہ کا لفظاً یا تقدیراً ہونا ضرور ہے اور استعارہ میں اس کا نہ ہونا ضرور ہے۔ کیونکہ اس میں دعویٰ عینیت کا ہوتا ہے۔ بھلا اگر یوحنا مشبہ ایلیا تھا تو آدات تشبیہ کسی صورت میں دکھا کر ثابت کرو اور پھر یوحنا کو بھی راضی کرو۔ کہ اس نے کیوں کہا کہ میں ایلیا نہیں ہوں۔ پس یا تو بائبل میں سے یوحنا کا مثیل ایلیاء یا مشبہ ایلیا ہونا دکھاؤ اور یوحنا کا دعویٰ۔ ورنہ مان لو کہ یوحنا کو استعارۃً ایلیا کہا گیا ہے۔ اور مماثلت و مشابہت کو وہاں بالکل دخل نہیں رہا۔ فلسفہ کا مقابلہ عربی بگھارنے کا دعویٰ تو تب تھا کہ کہتے کہ شاعر صرف کاذب کو ہی کہتے ہیں۔ پھر قرآن شریف کی آیات کے یہ معانی ہوں گے کہ کاذبوں کی پیروی گمراہ کرتے ہیں۔ اور ہم نے اسے کذب نہیں سکھایا۔ پھر ایسی بے معنی عبارت کی توجیہ بھی قرآن شریف کی عبارت سے ہی پیش کرو۔ یہ بھی تم نے تسلیم کیوں کرلیا کہ قرآن شعر نہیں ہے۔ اگر ایک لفظ کے ہزاروں معنے ہوں۔ ہونے دو۔ مگر قرآن شریف سے ثابت کرو اس کے سیاق و سباق سے کہ یہاں شعر بمعنی کذب استعمال کیا گیا ہے۔ ورنہ اپنے کاذب ہونے کا اقرار کرو مسیح کی پیشینگوئیوں کے متعلق میں لکھ چکا ہوں کہ میں ثابت کروں گا۔ کہ جو کچھ اپنی پیشینگوئیوں میں مسیح نے جھوٹے نبی کی علامتیں بیان کی ہیں۔ اور اس زمانہ کی علامتیں وہ بالکل مرزا صاحب میں پوری ہوگئی ہیں۔ اور ان کے پورے ہونے پر مرزا صاحب کی دستخطی شہادت موجود ہے۔ آپ کہتے ہیں کہ قرآن شریف میں نبیوں کو برا کہنا ناجائز کہاں لکھا ہے تو اس سے یہ ثابت ہوا کہ ہر ایک نبی کو برا کہہ سکتے ہو۔ کیا اس پر قائم رہو گے کہ اس کو برا کہنا ناجائز ہے اور **لانفرق بین احد من رسلہ** کے مرتکب ہوتے ہو۔ اور یہ کہ سخت رویہ اختیار کیا عیسائیوں نے لیکن اس سے مسیح کو گالی دینا قرآن سے یا آنحضرت کے عمل سے ہی جائز دکھاؤ۔ کیا یہودیوں نے آنحضرت کی سخت بے عزتی نہ کی تھی؟ پھر ثابت کرو کہ آنحضرت یا قرآن شریف نے کبھی تمہارا موسیٰ کہکر حضرت موسیٰ کی یا تمہارا عیسیٰ یسوع کہہ کر خداوند مسیح کی توہین کی ہو۔ نبوت اگر امر وہبی ہے تو استعداد پہلے موجود ہے کہ فیضان نبوت ہو وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہو۔ یا کہ کسبی اگر خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہے اور امر کسبی ہے تو نبوت کا انعام کسب پر ہوا۔ پس وہ نعمت نہ رہی بلکہ حق ہوگیا۔ کیونکہ جس کا حق ذاتی کسی شئے کے حصول کا ہو پھر اس میں بخشش کا ہے کی۔ پھر یہ بتاؤ کہ سوائے مرزا صاحب قادیانی کے

آج تک کوئی شخص اس قابل ہوا یا نہیں؟ اگر تیرہ سو سال میں ایک شخص بھی نبوت کے قابل نہیں ہوا اور آنحضرت کے ہمنشینوں حتیٰ کہ حضرت ابوبکر نے پوری پیروی نہیں کی۔ ورنہ وہ ضروری نبی ہوتا۔ نہ آج تک عربی جاننے والوں اور قرآن کے عارفوں میں سے کسی نے پوری پیروی کی اور قادیانی مرزا صاحب کو ہی اسلام کی پوری پیروی کا یہ فخر حاصل ہوا۔ تو مہربانی کر کے ان کی پوری پیروی نہ کر سکنے کی وجوہات بیان کرو۔ اور مرزا صاحب قادیانی کے دعووں سے نہیں بلکہ کسی حقیقی امر میں مرزا صاحب کا کوئی ایسا اعلیٰ نیک عمل بیان کرو کہ جس کی وجہ سے مرزا صاحب میں فیضان نبوت کے حاصل کرنے کی استعداد کسبی طور پر پیدا ہوگئی تھی۔ مگر وہ نیک عمل حضرت ابوبکر اور خلفاء اربعہ میں سے کسی نے نہیں کیا اور اگر کوئی ایسا عمل نہ بتا سکو تو پھر اس استعداد کو کسبی قرار دینا دعویٰ بلا دلیل ہے۔ میں نے یہ کب کہا کہ کنجر یا بدمعاش کو نبوت ملتی ہے کیا یہی فضیلت ہے کہ میرا مطلب سمجھنے کی بھی اہلیت نہیں رکھتے۔ میں جانتا ہوں کہ جس میں نبوت کو قبول کرنے کی استعداد ہوگی ممکن نہیں کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے حسب التعداد و فیضان نہ ہو۔ لیکن سوال کو اس استعداد کے متعلق پس کنجر یا بدمعاش میں وہ استعداد ہی نہیں ہوتی۔ تو پھر نبوت کا ہے کی۔ مگر کنجر یا بدمعاش کا نام آپ نے اس لئے لیا کہ تمہارے پیر کے قول کے مطابق کنجروں اور بدمعاشوں کو بھی کبھی الہام ہوتا ہے۔ اب میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ مرزا صاحب میں مثیل مسیح ہونے کا درحقیقت کوئی وصف نہیں پایا جاتا۔ لیکن کوئی وصف ہے تو صرف یہ کہ جو عقائد ہمارے خداوند کے متعلق حقیقی ہیں مرزا صاحب نے اپنے متعلق وہی دعویٰ بلا دلائل کی صورت میں پیش کرنے کی کوشش کی۔ اور اس امر کی بھی پرواہ نہ کی کہ ایسا کرنے کی انہیں اسلام اجازت دیتا ہے یا نہیں۔ مثلاً انہوں نے مسیح کی ابنیت اور اس دعویٰ کے مقابل آپنے یہ الہامی دعویٰ شائع کیا۔ کہ خدا نے کہا ہے۔ ''انت منی بمنزلة ولدی''. اور انا منک و انت منی اب حرف من کے استعمال سے واضح ہے کہ یہاں اضافت جنس پائی جاتی ہے یعنی جیسے مسیح نے فرمایا کہ میں باپ میں سے نکلا ہوں'' اسی طرح مرزا صاحب نے خدا میں سے ہونے کا دعویٰ کیا اور بمنزلة ولدی کا دعویٰ کیا اگر یہ ولد مجازی معنی میں ہے تو کیا آپ فلسفہ کے زور سے یہ بتا سکتے ہیں کہ اگر حقیقی ولد اللہ کا وجود محال ہے تو مجازی کیسا؟ اور منزلہ کیوں؟ پھر جب انا منک خدا تعالیٰ سے

کہلوایا تو اس کا یہ مطلب ہوا کہ خدا مرزا صاحب ہوا کیا کبھی آنحضرت نے ایسے دعویٰ پیش کیئے؟

عبدالحق

صدر منجانب جماعت احمدیہ
عبدالکریم (مولوی فاضل)
۱۴؍دسمبر ۱۹۳۲ء

صدر منجانب عیسائیاں
ایس۔ ایم۔ پال۔
۱۴؍دسمبر ۱۹۳۲ء

پرچہ نمبر ۷۔ بقلم مولانا جلال الدین شمس احمدی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پادری صاحب نے خوب انجیل کی تعلیم پر عمل کیا کہ اگر کوئی تمہارے ایک گال پر طمانچہ مارے تو تم دوسرا بھی اس کی طرف پھیردو۔ میں نے تو صرف ایک لفظ جاہل کا استعمال کیا تھا جس کے معنے ناواقف کے ہیں جس کا آپ خود اقرار کررہے ہیں۔ اچھا اگر آپ کو جاہل کا لفظ برا معلوم ہوتا ہے تو اس جگہ ناواقف کا لفظ سمجھ لیا جائے۔

یہ کہنا کہ میں عربی اتنی جانتا ہوں جتنی آپ بائبل کی زبان عبرانی و یونانی سے واقف نہیں میں تو ان دونوں زبانوں کو مردہ سمجھتا ہوں اس لئے مجھے کیا ضرورت کہ میں ان کو پڑھوں اور آپ خود ہی بائبل اردو زبان میں پیش کرتے ہیں۔ کیا آپ عبرانی جانتے ہیں۔ میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ ہرگز نہیں آپ ایک صفحہ عبرانی زبان میں لکھیں ....
....اور وہ اس عبارت کا ترجمہ ہو جو ہم پیش کریں گے اگر کوئی عبرانی کا عالم کہہ دے کہ یہ صحیح لکھا ہے تو میں آپ کو عبرانی کا عالم سمجھ لوں گا۔ لیکن میں جانتا ہوں کہ آپ ہرگز عبرانی زبان سے بھی واقف نہیں ہیں۔ سوائے اس کے کہ چند الفاظ یاد کر لئے ہوں۔

آپ فرماتے ہیں کہ منطق فلسفہ میں میرا مقابلہ کرلو۔ میں تو آپ کو پہلے منطق اور فلسفہ کی رو سے مباحثہ کرنے کے لئے چیلنج دے چکا ہوں اور لکھ چکا ہوں کہ منطقی اشکال بنا کر آپ تثلیث پر اپنی الہامی کتاب سے دلائل دیں اور میں توحید پر منطقی اشکال بنا کر قرآن مجید سے دلائل بیان کروں گا لیکن کیا آپ مقابلہ میں آئیں گے ہرگز نہیں کیونکہ آپ سوائے چند اصطلاحات کے جوڑتی ہوئی ہیں اور کچھ نہیں جانتے۔ ورنہ آئیں اور منطقی اشکال بنا کر دلائل پیش کریں۔ ورنہ ادھر ادھر کی باتیں کرنے سے کیا حاصل۔

ہاں آپ کے پہلے پرچہ میں **وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومه** سے استدلال کرنا کہ انگریزی وغیرہ میں مسیح موعود کو الہام نہیں ہونا چاہئے تھا صحیح نہیں ہے۔ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ حضرت مسیح موعود کی بعثت تمام اقوام کے لئے ہے۔ خدا تعالیٰ نے نہ

قرآن مجید میں نہ کسی اور کتاب میں یہ تخصیص کی ہے کہ وہ صرف ایک ہی زبان میں الہام کرے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ **یلقی الروح من امرہ علی من یشآء من عبادہ** کہ وہ اپنی کلام اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے نازل کرتا ہے۔ اور اس کے بندے تو تمام دنیا میں پائے جاتے ہیں۔ کیوں وہ مختلف زبانوں میں الہام نہ کرے گا؟

مولوی محمد حسین بٹالوی ریویو براہین احمدیہ نمبر ۱۰ جلد ۷ صفحہ ۲۸۸ میں اس اعتراض کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔ ''کہ ان الہامات انگریزی زبان میں ہونے کا یہ فائدہ ہے کہ جو لوگ انگریزی زبان کے پڑھنے اور بولنے کو کفر سمجھتے ہیں ان کا یہ خیال کفر ٹوٹے اور ان کو اس مسئلہ شرعیہ کا کہ زبانیں بھی خدا تعالیٰ کی تعلیم والہام سے ہیں۔ اور کسی زبان کا بولنا پڑھنا منع نہیں ہے۔ اور کسی زبان کو (عربی ہو خواہ فارسی ہندی ہو خواہ انگریزی) اس کے مضامین سے نظر اٹھا کر اچھا یا برا نہیں کہا جا سکتا۔ جس کا مفصل بیان وثبوت شرعی اشاعۃ السنۃ نمبر ۶ جلد ۵ میں گذرا۔

اور صفحہ ۲۸۵ میں لکھتے ہیں۔ انگریزی زبان میں الہام ہونے کا ایک سر یہ ہے کہ آپ کے مخاطب اور اسلام کے منکر ومخالف عیسائی آریہ برہمو وغیرہ اکثر انگریزی خواں بھی ہیں۔

اور آپ کا یہ کہنا کہ آنحضرت صلعم کی طرف اجتہادی غلطیاں منسوب کیں۔ پادری صاحب! آپ اصل میں مسلمانوں کی کتب سے ناواقف ہیں۔ اس لئے آپ یہ سب اعتراضات کر رہے ہیں۔ ورنہ عقائد کی کتب میں لکھا ہے۔

"ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قد یجتھد فیکون خطأ کما ذکرہ الاصولیون."

(نبراس صفحہ ۳۹۲)

اور فتوح الغیب صفحہ ۳۱۴ میں مولانا عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں۔

''انبیاء را اجتہادات مے باشند وگاہے خطا نیز مے افتد۔''

پس یہ تو مسلمانوں کا مسلمہ مسئلہ ہے کہ انبیاء کو اجتہادی غلطی لگ جاتی ہے اور خود انجیل میں بھی ایسی مثالیں پائی جاتی ہیں جیسے یہوداا سکریوطی کا معاملہ۔

آپ کا یہ کہنا کہ آپ استعارہ اور تشبیہ میں فرق نہیں کر سکتے۔ تشبیہ میں اداۃ تشبیہ کا

ہونا ضروری ہے۔ مگر آپ کو معلوم نہیں کہ جب تشبیہ بلیغ ہو تو حرف تشبیہ اڑا دیا جاتا ہے جیسا کہ بلاغت اور معانی کی کتابوں میں لکھا ہوا ہے۔

آپ نے چیلنج دیا ہے میں انشاء اللہ تعالیٰ اگلے پرچے میں آپ کو مثالیں دوں گا کہ جب مشبہ اور مشبہ بہ میں تشبیہ بلیغ ہو تو اداۃ تشبیہ محذوف کیا جاتا ہے۔

ایلیا کی مثال جو میں نے دی تھی جناب بتائیں کہ پھر اس کا یہ کہنا کہ یہ یوحنا ہی ایلیا ہے اس سے کیا مراد ہے۔ کیا یہ استعارہ ہے۔ آخر اسے ایلیا کیوں کہا گیا۔ میں پہلے پرچہ میں وضاحت کر چکا ہوں کہ کسی نبی کو گالیاں دینا جائز نہیں اور نہ ہی حضرت مسیح موعود نے کسی نبی کو یا مسیح کو گالیاں دی ہیں۔ بلکہ اس یسوع کے متعلق جسے عیسائی بعض ایسی صفات دیتے ہیں جس کا قرآن میں کچھ ذکر نہیں انجیلوں کی بناء پر بعض باتیں کیں اور جو آپ نے لکھا ہے وہ انجیلی عبارات کی بنا پر لکھا ہے جیسا کہ پہلے علماء نے بھی۔

آپ پوچھتے ہیں کہ تیرہ سو سال میں کیوں کوئی نبی نہ ہوا۔ سو آپ کو معلوم رہے کہ نبوت ایک موہبت ہے۔ جو خدا تعالیٰ عند الضرورت عطا کیا کرتا ہے۔ اور جب ضرورت نہ ہو تو اس وقت نبوت نہیں دیا کرتا۔ چنانچہ اس وقت ضرورت تھی اللہ تعالیٰ نے ایک کو یہ مقام عطا فرمایا اور یہ کہنا کہ کیوں پہلے خلفاء کو یہ مقام نہیں دیا گیا۔ کیا ان کی اطاعت میں کمی تھی۔ سو اس کا جواب یہی ہے کہ اس وقت ضرورت نہ تھی۔ خود رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے۔ ابو بکر افضل ہذہ الامۃ الا ان یکون نبی (کنوز الحقائق فی حدیث خیر الخلائق) کہ ابو بکرؓ اس امت میں سب افضل ہیں۔ مگر یہ کہ کوئی نبی ہو اگر نبی ہوا تو وہ اس سے افضل ہوگا۔ چنانچہ مہدی کے متعلق جب ابن سیرین سے دریافت کیا گیا کیا مہدی ابو بکرؓ و عمرؓ سے افضل ہوگا تو اس نے جواب دیا **قد یفضل بعض الانبیاء** کہ وہ تو بعض انبیاء سے بھی افضل ہوگا۔ چنانچہ شرح فصوص الحکم میں لکھا ہے کہ جو مہدی آخر زمان میں آئے گا وہ آنحضرت صلعم کا ظل ہوگا۔ اور اسی طرح امام ملا علی قاری نے لکھا ہے کہ وہ چونکہ خدا تعالیٰ کا خلیفہ ہوگا اس لئے وہ ابو بکر اور عمر سے افضل ہوگا۔ اب آپ جیسا کوئی شخص یہ اعتراض کرے کہ کیا آنحضرت صلعم تیرہ سو سال میں اپنی قوت قدسی کہ وجہ سے مہدی جیسا شخص بھی پیدا نہ کر سکے۔ جو صحابہ سے افضل ہوا۔ پس یہ اعتراض باطل ہے کہ کیوں پہلے کوئی ایسا نہیں ہوا۔ ورنہ اس طرح تو ہر ایک شخص

کے متعلق کہا جائے گا کہ کیوں حضرت ابوبکر جیسا کوئی اور نہ ہوا۔
میں کہہ چکا کہ یسوع کے متعلق جو طریق اختیار کیا گیا ہے وہ جوابی ہے اس لئے آپ کس طرح مطالبہ کرتے ہیں کہ آنحضرت صلعم سے بھی یہ طریق ثابت کرو۔ اگر اس وقت کے پادری اس طرح کے اعتراضات کرتے جیسا کہ اس وقت کے پادری کرتے ہیں تو پھر اگر آپ نے یہ طریق اختیار نہ کیا ہوتا تو آپ اعتراض کر سکتے تھے۔
اور آپ کا حضرت مسیح موعود کے الہام **انت منی و انا منک** سے یہ ثابت کرنا کہ حضرت مرزا صاحب خدا سے نکلے ہیں اور اس سے خدائی کا دعویٰ لازم آتا ہے غلط ہے آپ بتایئے کہ حضرت مسیح موعود نے اس کی کہاں یہ تشریح کی ہے۔
آنحضرت صلعم فرماتے ہیں کہ اے علی **انت منی وانا منک** کہ اے علی تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں کیا اس کا کوئی عربی سے واقف شخص یہ معنی کرے گا کہ اے علی تو مجھ سے نکلا ہے۔ اور میں تجھ سے نکلا ہوں۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ حضرت ابراہیمؑ کا قول نقل کر کے فرماتا ہے **فمن تبعی فانه منی** کہ جو میری پیروی کرے گا تو وہ مجھ سے ہے۔ کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ وہ مجھ سے نکلا ہے۔ اسی طرح حماسی شاعر اپنی بیوی کو مخاطب کر کے کہتا ہے

فان کنت منی او تریدین صحبتی
فکونی له کالسمن ربت له الادم

کہ اے بیوی اگر تو مجھ سے ہے۔ کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ اگر تو مجھ سے نکلی ہے۔
پس اگر آپ ایسی ہی عربی جانتے ہیں تو پھر میں ہارا اور آپ جیتے حضرت مسیح موعودؑ نے خود اس کی توضیح فرمائی ہے کہ جو لوگ تیرے متعلق کہتے ہیں کہ تو نے مجھ پر افترا کیا ہے اور میں نے تجھے اس دعویٰ کے متعلق حکم نہیں دیا۔ وہ غلطی پر ہیں۔ بلکہ تو مجھ سے ہے یعنی تو نے جو یہ دعویٰ کیا تو میرے حکم سے کیا ہے۔ اور آج میرا ظہور تیرے ذریعہ سے ہوگا۔ اور تیرے ذریعہ سے میری توحید دنیا میں چمکے گی۔
پادری صاحب نے دوسرا الہام **انت منی بمنزلة ولدی** پیش کیا ہے کہ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ نے خدا تعالیٰ کا بیٹا ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ اور کیا اس کا کوئی بیٹا

ہے۔سواس کے متعلق آپ کا دوسرا الہام یہ ہے کہ تو مجھے بمنزلہ میری اولاد کے ہے۔تو پھر ایک ولد اس کا نہ ہوا۔ بلکہ کئی ہوئے اور آپ ان کی بمنزلہ ہیں۔ اور اس کی یہ وجہ ہے کہ استعارہ کے طور پر اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے لئے ایسے الفاظ استعمال فرماتا ہے۔ اور مولنا روم فرماتے ہیں ۔

اولیاء اطفال حق اند اے پسر

کہ اولیاء خدا کے بیٹے ہوتے ہیں۔ پس ولد کا لفظ پیار کے لئے استعمال کیا گیا ہے کہ خدا تعالیٰ کے جو اور پیارے ہیں تو بھی مجھے ان کی بمنزلہ ہے اور اس سے شرک نہیں لازم آتا۔ چنانچہ آپ اسی الہام کی تشریح میں فرماتے ہیں۔

یاد رہے کہ خدا تعالیٰ بیٹوں سے پاک ہے۔ نہ اس کا کوئی شریک ہے اور نہ بیٹا ہے۔ اور نہ کسی کو یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ کہے کہ میں خدا ہوں۔ یا خدا کا بیٹا ہوں۔لیکن یہ فقرہ اس جگہ قبیل مجاز اور استعارہ میں سے ہے۔ خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ قرار دیا ہے۔ جلال الدین شمس احمدی

صدر منجانب جماعت احمدیہ	صدر منجانب عیسائیاں
عبدالکریم (مولوی فاضل)	ایس۔ایم۔پال۔
14.12.32	۱۴ر دسمبر ۱۹۳۲ء

پرچہ نمبر ۸۔ بقلم پادری عبدالحق صاحب

یاد رہے کہ شروط مقررہ کے مطابق مضمون مسیحیت مرزا صاحب قادیانی ہے۔ اور مسیح کی آمد کا دعویٰ بطور پیشگوئی قرآن شریف سے دکھانا اور پھر اس کی ضرورت یا امکان کو قرآن شریف ہی کی آیات کو مقدمات کی صورت میں مرتب کرکے مبرہن کرنا اور اس کا مصداق مرزا صاحب قادیانی کو ثابت کرنا آپ کے ذمہ ہے۔ مگر آپ بار بار یاد دلانے کے باوجود اس سے عہدہ برا نہیں ہوتے۔ اور چونکہ آپ ہی نے بتایا تھا کہ معترض کی حیثیت صرف اعتراض کرنے کی ہوتی ہے نہ کہ جواب دینے کی اس لئے آپ کو کوئی حق نہیں پہنچتا کہ مجھ پر اعتراضات جڑ دیں۔

پھر مسیح کی پیشگوئیوں کے غلط ہونے کے متعلق جو آپ دعویٰ کرتے ہیں وہ بالکل بدلا طائل ہے۔ تاوقتیکہ از روئے کتاب مقدس ان مقامات کی تشریح دوسرے مقامات سے کرکے واضح نہ کردیں۔ یا کتاب مقدس کے مسیحی مفسرین کی سند نہ پیش کریں۔ میں نے عرض کیا تھا کہ مسیح کی پیشگوئیاں جو جھوٹے مسیحوں کی بابت ہیں ان میں سے چند ایک کی تکمیل خود قادیانی مدعی مسیحیت کے متعلق ثابت کر دکھاؤں گا اب اس وعدہ کو پورا کرتا ہوں۔ چنانچہ وہ پیشگوئیاں یہ ہیں۔

مسیح کی پیشگوئی	اقبال مرزا صاحب
(۱) بہتیرے میرے نام سے آئیں گے متی ۵/۲۴	(۱) یسوع مسیح کے نام پر آیا ہوں۔ تحفہ قیصریہ صفحہ ۱
(۲) کہیں گے کہ میں مسیح ہوں۔	میں ہی یسوع مسیح کے نام پر آیا ہوں۔ تحفہ قیصریہ صفحہ ۲
(۳) کہیں گے کہ وہ میں ہی ہوں مرقس ۶/۱۳ لوقا ۸/۲۱	(۲) میں مسیح موعود ہوں۔ کشتی نوح صفحہ ۱۳
(۴) اور نشان اور عجیب کام دکھائیں گے۔	(۳) وہ میں ہی ہوں (بقلم جلی) کشتی نوح صفحہ ۱۳، ۱۵
(۵) بہتیروں کو گمراہ کریں گے۔	

(٦) اگر ممکن ہو تو برگزیدوں کو بھی گمراہ کرلیں۔ متی ۲۴/۱۴	(۴) ۲۰۸ نمبر نشانوں کا پورا ہونا ہے۔ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۰ (۵) پھر زیادہ تین لاکھ سے اس جماعت میں شامل ہو چکے ہیں۔ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۴ (٦) یہاں تک کہ امریکہ میں کئی لوگ ہماری جماعت میں داخل ہو چکے ہیں۔ یورپ کے بعض لوگ بھی ہماری جماعت میں داخل ہیں۔ حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۵
(۷) لڑائیاں اور لڑائیوں کی افواہیں سنو گے۔ متی ۲۴۔۳۱	(۷) اس قدر موت ہوگی کہ خون کی نہریں چلیں گی۔ حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۵
(۸) جگہ جگہ کال پڑیں گے اور بھونچال آئیں گے۔ لوقا ۲۱/۲۱	(۸) سوا اس کے اگر پہلے دنیا میں طاعون ہوتی رہی اور زلزلے آتے رہے ہیں اور لڑائیاں ہوتی رہی ہیں اس وقت مسیح موعود ہونے کا کوئی مدعی موجود نہ تھا۔ پس جبکہ ایسے غیر معمولی زلزلوں اور طاعون سے پہلے ایک مدعی مسیحیت موقعہ پر گیا اس کے بعد یہ علامتیں انجیل کے موافق ظہور میں آئی۔ تو کیوں اس سے انکار کیا جائے۔ حاشیہ صفحہ ۳۲
(۹) کیونکہ وہ دن ایسی مصیبت کے ہوں گے کہ خلقت کے شروع سے جسے خدا نے خلق کیا نہ اب تک ہوئی ہے نہ کبھی ہوگی۔	(۹) زمین پر اس قدر سخت تباہی آئے گی کہ اس روز سے کہ انسان پیدا ہوا ایسی تباہی کبھی نہیں آئی ہوگی۔ حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۵
(۱۰) بڑے بڑے بھونچال آئیں گے اور جابجا کال اور مری پڑے گی۔ لوقا ۲!۱۱	(۱۰) پیشگوئی زلزلوں اور طاعون کی جیسا کہ ابھی لکھا ہے کہ مسیح موعود کا اس وقت ظاہر ہونا ضروری ہے۔ اب کیا کوئی ثابت کرسکتا

ہے کہ جیسا کہ اب پیشگوئی کے مطابق نہ
سخت تباہیاں طاعون سے ظہور میں آئیں۔
ظاہر ہے کہ جو تباہی اس زلالہ سے آئی
دو ہزار برس تک اس کی نظیر نہیں ملتی۔

انجیل مقدس میں اس کے علاوہ اور بھی پیشگوئیاں مخالف مسیح کے متعلق موجود ہیں۔ جو لفظ بلفظ مرزا صاحب میں پوری ہوئیں چونکہ آپ نے صرف خداوند مسیح کی پیشگوئیوں کا ذکر کیا اس لئے ہم نے اسی کے الفاظ میں پیش کردی۔ اور مرزا صاحب کی دستخطی شہادتیں اس کے مقابل لکھ دیں اپنی طرف سے اس پر کچھ حاشیہ نہیں چڑھایا دیکھئے صداقت اس کا نام ہے۔

کیا خوب جو غیر پردہ کھولے
جادو وہ جو سر پر چڑھ کے بولے

چونکہ دسویں پیشگوئی میں مرزا صاحب کے الفاظ سے ناواقفوں کو کچھ مغالطہ ہونے کا احتمال ہے کہ یہ مصیبتیں گویا مسیح کے ظہور کے وقت ہوں گی اس لئے ہم مسیح کے الفاظ ہی پیش کردیتے ہیں کہ یہ شک رفع ہوجائے۔ اور اس وقت اگر کوئی تم سے کہے کہ دیکھو مسیح یہاں یا وہاں ہے تو یقین نہ کرنا۔ (متی)۲۴ ،۲۳) لیکن یہ سب باتیں مصیبتوں کا شروع ہی ہوں گی (متی ۲۴ :۸) ان کا پہلے واقع ہونا ضروری ہے۔ (لوقا ۲ :۹) مگر ان ...... دنوں کی مصیبت کے بعد لوگ ابن آدم کو بڑی قدرت اور جلال کے ساتھ بادلوں میں آتے دیکھیں گے۔ مرقس ۲۴، ۲۶/ ۱۳

اس کے بعد ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ منطقی طور پر مرزا صاحب کی حقیقت بھی انہیں کے قلم سے شکل اول کے پیرایہ میں پیش کریں۔

یسوع کی روح میرے اندر رکھی تھی۔ تحفہ قیصریہ صفحہ ۱۷ میں وہ شخص ہوں جس کی روح میں بروز کے طور پر یسوع مسیح کی روح سکونت رکھتی ہے۔ صفحہ ۱۸ اور ایک شریر مکار جس میں سراسر یسوع کی روح تھی حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۱۵ صغریٰ مرزا صاحب میں یسوع کی روح تھی۔ (کبریٰ) جس میں یسوع کی روح تھی وہ شریر مکار تھا۔ حداوسط یسوع

کی روح اصغر مرزا صاحب اکبر شریر مکار نتیجہ بحوالہ احمدی مناظر۔

میں نے جو مطالبات اب تک پیش کیئے ہیں ان کو بھی بغرض اتمام حجت مختصراً پیش کرتا ہوں۔

(۱) تشبیہ میں جو مستثنیات ہوسکتی ہیں ان میں سے مرزا صاحب کسی میں نہیں آسکتے۔ اوران مستثنیات کے سوا مشبہ بہ کا اپنے مشبہ سے وجہ شبہ میں اعلیٰ اور اتم اور اشہر ہونا ضروری ہے۔

یوحنا کے بارے میں جو میں نے کہا تھا کہ اسے بطور استعارہ ایلیا کہا گیا ہے کیونکہ تشبیہ میں ادات کا اعتبار لفظاً یا تقریراً ضروری ہے۔ اگر ادات محذوف ہوں تو طرفین تشبیہ موجود ہوں گے۔ مگر استعارہ میں عینیت کا دعویٰ کیا جاتا ہے۔ اس لئے وہاں ادات کا اعتبار نہ ہوگا۔ نہ لفظاً نہ تقدیراً۔

(۲) اعجاز مسیحی کو قرآن شریف نے خدا تعالیٰ کی نعمت قرار دیا ہے۔ اور مسیح بھی اس کی نعمت سمجھتا ہے مرزا صاحب چونکہ اس سے کراہیت کا اظہار کرتے ہیں اس لئے ان کی طبیعت خداوند مسیح کے مخالف واقع ہوئی ہے۔

(الف) اگر مسیح کو ان معجزوں سے کراہیت تھی تو اس کا ثبوت قرآن شریف سے پیش کریں۔

(ب) جو چیز کسبی ملتی ہے وہ نعمت اللہ کیونکر ہوسکتی ہے۔

(۳) تشبیہ کے لئے حضرت مسیح اور مرزا صاحب قادیانی میں ایسے معنے مشترکہ ضرور ہیں جو خاصہ مسیحیت ہوں اور امور عامہ سے ہوں۔

(۴) مسیحیت کوئی کلی ہے جزئی مرزا صاحب کے ان الفاظ کا کیا مطلب ہوگا کہ میرے جیسے دس ہزار مثیلوں کا آنا ممکن ہے۔

(۵) مرزا صاحب نے قرآنی اور انجیلی یسوع کو جو مختلف اشخاص قرار دیا اس کا تاریخی ثبوت پیش کرو۔

(۶) مسیح کی اہانت کا جواز ازروئے قرآن شریف پیش کرو۔ کیا یہودیوں نے آنخضرت کی توہین اور ان کا دل دکھانے میں کوئی کمی رکھی تھی پھر کیوں قرآن شریف اور

احادیث میں یہودیوں کے موسیٰ کو گالیاں نہ دی گئیں۔

(۷) ہمارا تمہارا نبی کا خیال **لانفرق بین احد من رسلہ** کے صریح خلاف ہے۔

(۸) بواسطہ اور بلاواسطہ اور امتی اور غیر امتی نبی کی تشریح قرآن شریف سے بیان کرو۔ اول کی ثانی پر ترجیح کی وجہ۔

(۹) مرزا صاحب کو انگریزی میں جو الہام ہوا اور وہ کیوں چند غلط الفاظ تھے جیسے ہنرورڈ کین ناٹ ایکسچینج بجائے ہنرورڈ کین ناٹ بی چینج ایسے الہام کی کیا ضرورت آپ جو میری عربی دانی پر حرف گیری کرتے ہیں کیا میں خدائے قادیان سے بھی گیا گذرا ہوں جس کی جہالت کا یہ عالم ہے کہ پہلی دفعہ انگریزی کے چند عامیانہ فقرے بولا۔ اور وہ بھی غلط۔ باقی پھر۔ عبدالحق پادری مناظر

صدر منجانب جماعت احمدیہ	صدر منجانب عیسائیاں
عبدالکریم (مولوی فاضل)	ایس۔ ایم۔ پال۔
۱۴/ دسمبر ۱۹۳۲ء	۱۴/ دسمبر ۱۹۳۲ء

پرچہ نمبر ۹۔ بقلم مولانا جلال الدین صاحب شمس احمدی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

میں سمجھتا تھا کہ پادری صاحب کو تین گھنٹہ کا وقت مل گیا ہے اور اس میں میرے دلائل کا ردسوچ کر لکھیں گے۔ مگر ان کے پرچہ سے ظاہر ہے کہ انہوں نے میرے دلائل کو بالکل چھوا تک نہیں۔ پادری صاحب نے یہ کوشش کی ہے کہ انجیل میں جو علامات آمد مسیح کی ذکر ہوئی ہیں ان سے یہ ثابت کریں کہ حضرت مسیح موعودؑ سچے نہیں ہیں۔ پادری صاحب خود مانتے ہیں کہ بحث قرآن مجید کی رو سے ہے۔ اور رد میں انجیل پیش کر رہے ہیں۔ سو میں ان کی حجت بھی توڑے دیتا ہوں یہ کہنا کہ میرے نام پر بہت سے آئیں گے۔'' پادری صاحب کو معلوم نہیں کہ یہ جھوٹے نبی اور مسیح جن کا اس آیت میں ذکر ہے اس سے مراد وہی نبی اور مسیح ہیں جو عیسائیوں اور یہود سے ہوں گے۔ چنانچہ مسیح نے متی میں خود لکھا ہے۔

''اس دن بہتیرے مجھے کہیں گے کہ اے خداوند کیا ہم نے تیرے نام سے نبوت نہیں کی۔ اور تیرے نام سے بدوں کو نہیں نکالا۔ اور تیرے نام سے بہت سی کرامات ظاہر نہیں کیں اور اس وقت میں ان سے صاف کہوں گا کہ میں کبھی تم سے واقف نہ تھا اے بدکارو میرے پاس سے دور ہو متی ۱۵۔۲۳/ ۷ اور پھر دو پطرس ۲/۱ میں لکھا ہے پر جھوٹے نبی بھی اس قوم میں تھے جیسے کہ جھوٹے معلم تم میں بھی ہوں گے جو ہلاک کرنے والی بدعتیں پردے میں نکالیں گے۔ اور بہت سے ان کی پیروی بھی کریں گے۔ اور اعمال ۶ /۱۳ میں بعض ان نبیوں کا بھی ذکر ہے۔ پس وہی لوگ تھے جو پہلے ہو چکے اور حضرت مسیح موعود سے پہلے بہت سے مسیحیوں اور یہودیوں میں سے بھی جھوٹے نبی کھڑے ہوئے۔

اور سچے کے متعلق تو صاف لکھا ہے۔ وہ مسیح کے نام پر آئے گا۔ اور وہ خود مسیح نہ ہوگا۔ چنانچہ لکھا ہے ''میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ مجھ کو نہ دیکھو گے اس وقت تک کہ تم کہو گے مبارک ہے وہ جو خداوند کے نام پر آتا ہے۔ لوقا ۳۵ /۱۳ پس ضروری تھا کہ آنے والا مسیح کے نام پر آوے۔ اور ''میں ہوں'' کہنا تو یہ (الفاظ) تو مسیح نے بھی کہے ہیں۔ جیسا کہ یوحنا ۲۸ / ۸ میں لکھا ہے۔'' جب ''تم ابن آدم کو اونچے پر چڑھاؤ گے تب تم جانو گے کہ میں

ہوں۔'' اور اسی طرح یوحنا ۲۰/ ۶ میں لکھا ہے کہ میں ہوں۔ ڈرومت پھر یوحنا ۱۹/ ۱۳ میں لکھا ہے تم ایمان لاؤ گے کہ میں وہ ہوں۔ بتاؤ کیا مسیح بھی جھوٹے نبی تھے۔ عقلمند انسان سمجھ سکتا ہے کہ جب صادق مسیح آئے گا تو اس نے بھی یہی کہنا ہوگا۔ کہ وہ آنے والا میں ہوں۔

ہاں انگوروں والی تمثیل سے ثابت ہے کہ بیٹا جو قتل کردیا گیا وہ نہیں آئے گا بلکہ اسرائیلی قوم سے نبوت چھین لی جائے گی۔ اور دوسری قوم کو دی جائے گی جو ہمارے نزدیک امت محمدیہ ہے۔ پس آنے والا مسیح امت محمدیہ سے ہوگا۔

اور باقی علامات جو آپ نے بیان کی ہیں طاعون اور زلزلے اور لڑائیوں کا ہونا یہ تو صاف بتارہی ہیں کہ مسیح آچکا کیونکہ واقع ہوچکیں اور آپ کو یاد رہے کہ مسیح نے متی ۲۴/ ۳۷ میں صاف کہا ہے کہ مسیح کا آنا ایسا ہوگا۔ جیسا کہ نوح کے طوفان سے پہلے لوگ امن میں تھے۔ اور اسی طرح لکھا ہے کہ وہ چور کی طرح آئے گا۔ پس خدا تعالیٰ عذاب اس وقت تک نہیں بھیجتا جب تک کہ اتمام حجت نہ کرلے۔ اگر کہو کہ یہ سب علامات تو ہوچکیں لیکن مسیح ابھی نہیں آیا تو یہ خیال باطل ہے۔ کیونکہ یہی علامات مسیح کے آنے کی تھیں۔ اور وہ ہوچکیں۔ اور مسیح کے آسمان پر نشان ظاہر ہونے سے یہی مراد ہوسکتی ہے کہ ان علامات کے ظہور پر تبلیغ زور شور سے شروع ہوگی۔ اور (اگر یہ نہ مانا جائے) تو اس کے آگے لکھا ہے کہ بعض یہاں کھڑے ہونے والوں میں سے ایسے ہیں کہ وہ نہیں مریں گے جب تک کہ وہ مسیح کو اپنی بادشاہت میں آتے ہوئے نہ دیکھ لیں۔

پس ان آیات کا یہی مفہوم صحیح ہوسکتا ہے کہ مسیح کا ظہور ان علامات کے وقت میں ہوگا اور وہ پہلے ان پر اتمام حجت کرے گا۔

آپ نے لکھا ہے کہ یہودیوں کے موسیٰ کو کیوں قرآن میں ایسے طریق پر نہ خطاب کیا گیا جیسا اس وقت عیسائیوں کے فرضی یسوع کو۔ چونکہ یہود نے وہ طریق اختیار نہ کیا جو اس وقت کے پادریوں نے اختیار کیا۔ اس لئے (ہماری طرف سے) جوابی طور پر ایسا طریق اختیار کیا گیا۔ باقی مطالبات کے جوابات میں اپنے پرچوں میں دے چکا ہوں۔

میں نے اپنے پہلے پرچہ میں لکھا تھا کہ میں تشبیہ کے متعلق مثال پیش کروں گا چنانچہ علم بلاغت کی مشہور و معروف کتاب مفتاح العلوم للسکاکی میں لکھا ہے۔

واعلم ان لیس الواجب فی التشبیه ذکر کلمۃ التشبیہ الخ صفحہ ۱۵۱
یعنی تشبیہ میں صرف تشبیہ کا ذکر کرنا ہرگز ضروری نہیں ہوتا۔ بلکہ جس طرح کان زید الاسد تشبیہ ہے۔ ٹھیک اسی طرح زید اسد بھی تشبیہ میں داخل ہے۔ اور ان میں فرق صرف یہ ہے کہ کان زید الاسد کی نسبت زید اسد زیادہ بلیغ اور زیادہ زوردار ہے۔

اور آپ کا یہ کہنا کہ تمہیں استعارہ اور تشبیہ میں فرق معلوم نہیں یاد رکھو کہ تشبیہ کے لئے اداۃ تشبیہ کا لفظاً یا تقدیراً ہونا ضروری ہے۔ اور استعارہ میں اس کا نہ ہونا ضروری کیونکہ اس میں دعویٰ عینیت کا کیا جاتا ہے۔'' آپ کے علوم ادبیہ میں یکتائے زمان ہونے کا بڑا زبردست نشان ہے۔

آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ انجیل کے الفاظ اس بارہ میں یہ ہیں'' الیاس جو آنے والا تھا یہی ہے'' (متی ۱۳/۱۱) یہی کا اشارہ یوحنا کی طرف ہے۔ اور مطلب یہ ہے کہ یوحنا الیاس ہے۔ اب میں آپ کو بتاتا ہوں کہ الیاس یوحنا ہی ہے یہ ازقسم تشبیہ ہے نہ ازقسم استعارہ کیونکہ اس میں یوحنا مشبہ ہے اور الیاس مشبہ بہ اور یہ دونو مذکور ہیں۔ تشبیہ کا مدار اس بات پر ہرگز نہیں کہ حرف تشبیہ مذکور ہو یا نہ۔ بلکہ اس کا مدار اس بات پر ہے کہ مشبہ اور مشبہ بہ دونو لفظاً یا حکما مذکور ہوں اور اس عبارت میں یہ دونو چیزیں لفظاً مذکور ہیں پس یہ تشبیہ ہے۔ نہ استعارہ۔ اور جس شخص کو علم بیان سے ذرہ بھی مس ہو وہ آسانی سے سمجھ سکتا ہے کہ یہ استعارہ نہیں۔ بلکہ تشبیہ ہے۔ کیونکہ استعارہ میں ضروری ہوتا ہے کہ مشبہ اور مشبہ بہ میں سے صرف ایک چیز مذکور ہو۔ اور دوسرے کے لئے جگہ نہ ہو۔ اور یہاں دونوں مذکور ہیں بلاغت کی مشہور ومعروف کتاب مفتاح العلوم میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں اس میں سے استعارہ کی بحث صفحہ ۱۵۶ میں دیکھ سکتے ہیں۔

اور یہ کہنا کہ یوحنا بھی اس سے راضی ہے جناب اگر راضی نہ ہوتا تو کیا یسوع نے جھوٹ بولا تھا کہ الیاس یہی ہے۔ پس یوحنا کا قول تو میری بات کی تائید کرتا ہے کہ اس نے عینیت کی نفی کی کیونکہ مشبہ اور مشبہ بہ میں غیریت ضروری ہے۔ وہ ایک نہیں ہوتے۔

اور آپ کا کہنا کہ شعر کے معنے سیاق سباق سے ثابت کریں۔ کہ کذب مراد ہے۔ میں نے تو کہا تھا کہ آیت سے آگے **الا الذین امنوا** کا جملہ موجود ہے۔ دوسرے میں نے

بتایا تھا کہ جب قرآن مجید میں شعر موجود ہی نہیں تو پھر (نفی کرنے کی کیا ضرورت) یا تو کوئی ایسا شخص بتاؤ جس نے یہ مانا ہو کہ قرآن مجید شعروں میں ہے۔ تو پھر شعر ہونے کی نفی بھی کی جاسکتی تھی۔ پس شعر کے معنے مفردات راغب میں جس میں قرآن مجید کے مشکل الفاظ کے معانی بیان کئے گئے ہیں اس میں لکھا ہے کہ جہاں کہیں قرآن مجید میں شعر کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ تو اس کے معنے کذب کے ہیں۔ اور تاج العروس میں شاعر کے معنے کاذب لکھے ہیں۔

''آپ نے مخالف مسیح'' مسیح موعود کو کہا ہے۔ مگر آپ کو یاد رہے کہ میں نے قرآن مجید سے وہ آیات پیش کیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ ایک مسیح آئے گا اور حدیث سے بھی میں نے دکھا دیا ہے۔ کہ مسیح آئے گا اور حضرت مسیح موعود کا دعویٰ بھی آپ کے الہامات سے ثابت کر دیا۔ اور دلائل بھی دے دیئے۔ ہاں آپ کے ظہور کی علامات میں سے مخالف مسیح کا آنا ضرور تھا۔ جس کا ذکر احادیث میں بالتصریح اور قرآن مجید میں بھی کیا گیا ہے۔ جس کا نام دجال ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اس کے فتنہ سے بچنے کے لئے سورۃ کہف کی (ابتدائی دس آیتیں) پڑھنا چاہئیں۔ چنانچہ ان آیات میں عیسائیوں کا ذکر ہے۔ آنحضرت صلعم نے پیشگوئی کی کہ مسیح کے آنے سے پہلے دجالی گروہ دنیا میں پھیل جائے گا۔ جو ہمارے نزدیک وہی پادری صاحبان ہیں جنہوں نے اسلام کے خلاف ہر قسم کے اسباب استعمال کئے ہیں۔

میں نے انگریزی الہامات کے متعلق بتایا تھا کہ جب وہ پیشگوئیاں پوری ہوچکیں جو ان میں مذکور ہیں تو پھر وہ انسانی افترا نہیں ہو سکتے۔ غور تو کرو کہ اگر کوئی مفتری ہوتا تو وہ کیوں ایسے جملوں کو الہامی قرار دیتا جس کو پادری عبدالحق بھی غلط قرار دیتے

میں نے کہا تھا کہ آپ جیسے لوگوں نے تو قرآن مجید کو بھی غیر فصیح مانا ہے اور اس پر اعتراضات کئے آپ نے آج ایک اور انگریزی الہام میں غلطی پیش کی ہے۔

اس میں بائی نہیں With چاہئے تھا۔ سو اس کا جواب بھی میں دے دیتا ہوں جس سے ثابت ہو جائے گا کہ اصل میں یہ غلط نہیں ہے بلکہ آپ کے فہم کی غلطی ہے۔ دیکھو کا فائزا کسفورڈ ڈکشنری میں زیر لفظ By لکھا ہے۔

(1) To come by = obtain

(2) Come by ne = Help beforth ful

جس کے معنے یہ ہوئے خدا اپنی افواج کی اور امداد کے لئے آتا ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود نے خود اس کے یہ معنے براہین احمدیہ میں لکھے ہیں۔ یعنی خدا تعالیٰ دلائل اور براہین کا لشکر لے کر چلا آتا ہے۔ دوسرے کا بعد میں جواب دوں گا۔

جلال الدین شمس احمدی

صدر منجانب جماعت احمدیہ	صدر منجانب عیسائیاں
عبدالکریم (مولوی فاضل)	ایس۔ایم۔پال۔
14.12.32	۱۴/دسمبر ۱۹۳۲ء

پرچہ نمبر ۱۰۔ بقلم پادری عبدالحق صاحب

دیگر مطالبات

(۱۱) مرزا صاحب کو جو کھچڑی کے طور پر مختلف زبانوں میں الہامات ہوئے اول تو ان سے سنت اللہ ٹوٹ گئی اور آپ کی استقراء باطل۔ اور اگر بالفرض ہمہ گیری منظور تھی تو کیوں جرمنی فرنچ وغیرہ زبانوں میں اور کرشن ہونے کی حیثیت میں ہندی بلکہ خالص سنسکرت میں الہامات نہ ہوئے۔

(۱۲) محمدی بیگم کے نکاح میں جو ناکامی مرزا صاحب کو ہوئی اس کے متعلق اگر خدائے علام الغیوب کو علم تھا تو کیوں ایسے زور وشور سے اس کی بار بار تائید ہوتی رہی۔ اور میں بار بار کہتا ہوں کہ نفس پیشگوئی داماد احمد بیگ کی تقدیر مبرم ہے۔ اس کی انتظار کرو اور اگر میں جھوٹا ہوں یہ پیشگوئی پوری نہ ہوگی اور میری موت آجائے گی۔ آیئے میں آپ کو استثناء کی کتاب میں سے مفتری علے اللہ کی علامت سناتا ہوں۔

"اور اگر تو اپنے دل میں کہے کہ میں کیونکر جانوں کہ یہ بات خداوند کی کہی ہوئی ہے۔ تو جان رکھ کہ جب ...."

نبی خداوند کے نام سے کچھ کہے اور وہ جو اس نے کہا ہے وہ واقع نہ ہو یا پورا نہ ہو تو وہ بات خداوند نے نہیں کی۔ استثناء ۱۸، ۲۱۔

(۱۳) مرزا کی کل پیشگوئیاں جن کا پورا ہونا حد تواتر کو پہنچ سکتا تھا کیوں ان میں سے ہر ایک کی رکیک تاویلیں کرنا پڑیں۔

(۱۴) نبوت کی استعداد کے وہبی یا کسبی ہونے کے متعلق جو میں نے اعتراض کئے تھے کہ اس سے تناسخ ثابت ہوتی ہے آپ نے ان کو رفع نہ کیا۔ البتہ کنایہ کے طور پر یہ مان لیا کہ وہ استعداد کسبی ہے۔ مگر پھر نبوت کا فیضان خدا کی ضرورت پر موقوف ہے۔ بھلا یہ کہاں کا اندھیر ہے کہ جب استعداد امر کسبی ہے تو اس کا کیا سبب ہے کہ کسی خطا کے بغیر محض اپنی ضرورت کو ملحوظ رکھ کر خدا تعالیٰ ترجیح بلا مرجح کے طور پر ایک کو تو نبی قرار دے اور دوسرے کو

اس نعمت سے محروم رکھے۔

آپ نے جو فرمایا کہ آنے والا مسیح اور مہدی حضرت ابوبکر سے افضل ہے تو جناب پہلے قادیانی کو مسیح اور مہدی ثابت کر لیجئے مگر میرا سوال تو صاف یہ تھا کہ اگر استعداد نبوت امر کسبی ہے تو کون نیک عمل مرزا صاحب میں ایسا پایا گیا جس کا ثبوت ایسا بدیہی ہے کہ وہ حضرت ابوبکر اور دیگر خلفاء ثلاثہ میں ہرگز نہ پایا گیا۔ تاکہ وجہ فضیلت تو معلوم ہو کیونکہ استعداد امر کسبی ہے۔

(۱۵) بمنزلۃ ولدی کے متعلق دریافت کیا تھا کہ آپ نے علم البیان میں مہارت کا ثبوت یوں دیتے ہیں کہ مرزا صاحب کو استعارۃً ولد اللہ کہا گیا۔ جناب جب استعارہ میں دعویٰ عینیت کا کیا جاتا ہے تو بمنزلہ کے کیا معنیٰ؟

میں نے انت منی کے متعلق عرض کیا کہ حرف من اضافت تجنیسی کے طور پر آتا آپ نے جو مثالیں پیش کیں اس میں طرفین انسان تھے۔ کیا آپ کو انسانوں کے ہم جنس ہونے میں شک ہے۔ چاہئے تھا کہ کوئی ایسی مثال پیش کرتے جس میں انسان اور پتھر میں اضافت بطور من ہوتی پس اللہ اور مرزا صاحب قادیانی ایسے ہی ہم جنس ہوئے۔ جیسے آنحضرت اور حضرت علی اور میرا اعتراض اس سے رفع نہ ہوا پھر میں شعر کے متعلق یہ عرض کروں گا کہ جب آنحضرت کو شعر کی تعلیم نہ ہوئی اور نہ قرآن شریف شعر ہے تو کیا شعر کمالات نبوت میں ہے یا عیب ہے۔ اگر کمالات میں سے ہے تو آنحضرت اس سے خالی ہیں اور اگر عیب ہے تو مرزا صاحب کی تقبیح لازم آئی۔

میں آپ کے چیلنج کا جواب بھی دیتا ہوں کیونکہ یہ آخری پرچہ ہے میں آپ کے چیلنج کو منظور کرتا ہوں۔ شرائط یہ ہیں۔

ایک میز کے چاروں طرف دونوں پریذیڈنٹ اور ہم ایک دوسرے کے آمنے سامنے بیٹھ جائیں گے اور سادہ کاغذ اور پنسل کے اور کچھ پاس نہ ہوگا کتاب مقدس کو اس میں نہ لاؤں گا کیونکہ یہ تو ہم دونوں سے ایک کی علمی شیخی ہونے کے لئے امتحانی پرچے کے طور پر ہوگا۔ توحید اور تثلیث پر طرفین عقلی دلائل پیش کریں گے۔

اور ایسے صاف لکھنے ہوں گے کہ نویسندہ کے سوا کوئی اور منطق اور فلسفہ کا عالم بھی

ان پر چوں کو پڑھ سکے۔مگر سنائے نہ جائیں گے۔فریقین میں سے ہر ایک کا فرض ہوگا کہ نہ صرف خصم کے دلائل کا علمی رد بلکہ اس کی علمی غلطیوں کا بھی ساتھ ساتھ اظہار کرے۔اور اگر ایک مناظر سے اپنے مقابل کی کوئی ایسی غلطی رہ گئی جس کا اس نے بیان نہ کیا تو یہ امر اپنے مقابل کے ساتھ اس کی اپنی لاعلمی پر بھی دال ہوگا۔ یہ پرچے کل دس ہوں گے اس طرح پر کہ ایک ہی وقت میں ہم دونوں توحید و تثلیث پر اپنے اپنے پرچے لکھیں گے اور پھر ہر ایک اپنے خصم کے پرچے کا رد لکھتا رہے گا۔ اور ہر پرچہ کے لئے آدھ گھنٹہ وقت ہوگا۔کل پانچ گھنٹے ہوں گے وقت کل صبح ۱/۲ ۶ بجے صبح سے لے کر ۱/۲ ۱۱ بجے بعد دوپہر تک ہوگا۔آپ نے جو میرے مطالبات کا جواب لکھا ہے میں نے اس میں کوئی نئی بات نہیں دیکھی۔

اور جو کچھ دعویٰ مسیحیت اور اس کے ثبوت کے متعلق قرآن شریف سے دلائل پیش کرنے کا مطالبہ ہے اس کو آپ نے اب تک پورا نہیں کیا۔ یوحنا کے بارے میں جو آپ نے لکھا ہے کہ طرفین تشبیہ موجود ہیں۔یعنی اسم اشارہ کر کے کہدیں کہ یہی ایلیا ہے۔اس میں طرفین تشبیہ آ جاتے ہیں۔ واقعی قابل داد ہے۔اس کا جواب میں بھی عرض کروں گا کہ جب ہمارے پرچے علماء کے ہاتھ آئیں گے تو وہ آپ ہی فیصلہ کریں گے کہ کہاں تک آپ یوحنا کو ایلیا کا مثیل ثابت کرنے میں کامیاب ہوئے ہیں۔

اور یہ کہ جھوٹے مسیح عیسائیوں میں سے ہی ہوں گے اس کا حصر آپ نے خوب بتایا کیا مقدس متی سے جو حوالہ آپ نے لکھا ہے اس میں جھوٹے مسیحوں کا ذکر ہے؟ چہ خوب کیا آپ جھوٹے نبیوں اور مخالف مسیح کی اصطلاح میں فرق نہیں کرتے۔ پھر انجیل مقدس سے آپ کہیں سے بھی یہ نہیں دکھا سکتے کہ جھوٹے مسیح صرف مسیحیوں میں سے اٹھیں گے۔مگر جناب جو پیشگوئیاں مسیح کی میں نے پیش کی ہیں اور مرزا صاحب کی دستخطی شہادتیں پیش کی ہیں ان کا رد تو آپ نہیں کر سکتے۔ یہ تو بدیہی ثبوت ان کی صداقت کا ہے۔

پھر میں نے جو منطقی شکل پیش کی تھی اس کو تو جناب نے بالکل ٹال دیا۔ جیسے انگریزی کا جواب آخری پرچے میں لکھیں گے ویسے ہی غالباً اس کا جواب بھی۔ کیونکہ پھر میں اس کے بعد کچھ نہ لکھ سکوں گا۔

یہودیوں کو جب کہا گیا کہ جب تک یہ نہ کہو گے کہ مبارک ہے جو خداوند کے نام

سے آتا ہے تو کیا اس میں صاف یہ ذکر نہیں کہ اب اس کے خداوند ہونے کے منکر ہو۔ پھر اس کو خداوند تسلیم کروگے ۔ اس میں مسیح نے کہاں کہا کہ کوئی اور مثیل آئے گا۔ اعمال کی کتاب کے پہلے باب کو بھی ملاحظہ کر لیجئے کہ یہی یسوع پھر آئے گا۔''

ایلیا کے بارے میں ایک امر قابل غور ہیں کہ ایلیا زندہ ہے اور وہ پھر مسیح کی دوسری آمد سے پہلے آئے گا۔ کیا آپ کے خیال میں مسیح بھی اس طرح زندہ ہے اور وہ پھر آئے گا۔ اور مرزا صاحب کو استعارۃً مسیح کہا گیا ہے ورنہ اس استدلال کے کیا معنے ۔ آپ نے جو لکھا ہے کہ چور کی طرح آئے گا تو اس کی تشریح آپ نے انجیل ہی کے الفاظ میں پڑھی کہ اس کے آنے کا وقت معلوم نہ ہوگا۔ اور ناگہاں آئے گا۔ بھلا اس سے کہاں یہ نکلتا ہے کہ قادیان میں آئے گا۔ جناب آپ لوگوں کی عادت ہی یہ ہے کہ خواہ مخواہ بغیر دلیل دوسری کتابوں کے کھینچ تان کر وہ معنے لیتے ہیں کہ جو نہ مصنفوں کو سوجھے نہ اہل زبان کو اور کتابوں کے ماننے والوں کو دراصل انجیل مقدس کی باتوں کو آپ بار بار اس لئے داخل کرتے ہیں تا کہ کسی طرح میں اصل مبحث پر کچھ نہ لکھ سکوں ۔

اور آپ نے جو شخصی حملوں کا آغاز کیا تھا وہ بھی اس لئے کہ تو تو میں میں اصل مبحث نظر انداز ہو جائے۔ آپ نے جس انجیل کا حوالہ دیا ہے اس کے متعلق صاف لکھا ہے کہ نفسانی آدمی خدا کے روح کی باتیں قبول نہیں کرتا۔ اور نہ انہیں سمجھ سکتا ہے۔

پس اس سے آپ کو کیا علاقہ ہے آپ کا کام دراصل مبحث زیر بحث پر دلائل دینا نہ کہ میرے مذہب پر اعتراضات کرنا بلکہ میری شخصیت پر بھی بحث شروع کر دینا۔ آپ نے دجال پادریوں کو قرار دیا ہے چہ خوب! کیا وہ بھی مدعی نبوت یا مسیحیت کے جھوٹے مدعی ہیں اور ان کا شمار بھی تیس ہے۔ کیا پادری آنحضرت کے وقت موجود نہ تھے۔ پھر آپ نے کیوں اسی وقت نہ بتلایا کہ دجال یہی ہیں ۔عبدالحق مناظر

صدر منجانب جماعت احمدیہ	صدر منجانب عیسائیاں
عبدالکریم (مولوی فاضل)	ایس ۔ایم ۔ پال ۔
14.12.32	۱۴ر دسمبر ۱۹۳۲ء

پرچہ نمبر ۱۱۔ بقلم مولانا جلال الدین شمس احمدی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

میں نے لکھا تھا کہ انگریزی الہام میں جو پادری صاحب نے غلطی نکالی ہے اس کا جواب اگلے پرچہ میں دوں گا۔ سو یاد رہے کہ سٹوڈنٹ ڈکشنری میں بھی لکھا ہے۔

چینج از این ایبری وی ایشن آف ایکسچینج یعنے چینج مخفف ہے ایکسچینج کا اور اس ڈکشنری میں ایکسچینج کے معنے چینج دیئے ہیں۔ پس بتایئے پادری صاحب کیا اسی برتے پر کہہ رہے تھے کہ الہامات غلط ہیں۔ میں کہتا ہوں دیکھو یہ محاورات جو استعمال کئے گئے ایسے ہیں جنہیں پادری عبدالحق بھی معلوم نہ کر سکا حالانکہ وہ انگریزی زبان میں استعمال ہوئے تھے۔ یہ خود دلیل ہے اس بات کی یعنے ان الہامات کا ایسے شخص پر نازل ہونا جو انگریزی نہیں جانتا تھا۔ (دلیل ہے) کہ یہ الہامات خدا تعالیٰ کی طرف سے ہیں۔

ہاں آپ نے لکھا ہے کہ میں چیلنج منظور کرتا ہوں لیکن آپ کو معلوم ہو کہ میں نے لکھا تھا کہ اپنی اپنی الہامی کتاب سے منطقی دلائل شکلیں بنا کر پیش کرنے ہوں گے مگر آپ اس سے گریز کرتے ہیں۔ بغیر اس کے جو دلیل الہامی کتاب سے ہو اس بحث کا کیا فائدہ۔ اگر آپ کہیں کہ صرف منطقی اور فلسفی اصطلاحات بولنی ہیں تو میں یہ تسلیم کرتا ہوں کہ آپ نے چند باتیں رٹی ہوئی ہیں۔ ورنہ آپ آئیں کہ اپنی الہامی کتاب سے منطقی دلائل توحید پر ہم اور تثلیث پر آپ پیش کریں۔ آپ تو توحید پر دلائل مانگا کرتے تھے۔ آج کیا ہو گیا کیوں اس بات کو تسلیم نہیں کرتے۔ اگر آپ ہماری شرائط کو تسلیم کرتے ہیں تو ہم مناظرہ کے لئے تیار ہیں۔ ورنہ ایسی بے معنے اصطلاحوں کو جو آپ پیش کرتے ہیں اور جنہیں پولوس نے بے وقوفی کہا ہے ان سے کیا فائدہ ہے۔ آیئے اپنی اپنی الہامی کتب سے منطقی دلائل پیش کریں۔ ہاں اگر آپ اس کے متعلق اور کچھ کہنا چاہتے ہوں تو میری تحریر کا جواب دے سکتے ہیں۔ جو میں نے آپ کو بھیجی ہوئی ہے۔

ہاں آپ نے منطقی شکل کے متعلق لکھا ہے اس طرف توجہ نہیں کی گئی۔ لیجئے جناب آپ نے جو شکل اول پیش کی ہے اس کا ذکر کرتا ہوں۔ آپ نے صغریٰ یہ بنایا ہے کہ مرزا

میں یسوع کی روح تھی (کبرے) اور جس میں یسوع کی روح تھی وہ شریر مکار تھا (حداوسط) یسوع کی روح اب اہل علم پر پادری صاحب کی منطق دانی ظاہر ہے جس شخص نے منطق کی ابتدائی کتاب مرقات بھی پڑھی ہوگی وہ جانتا ہے کہ شکل اول میں ایجاب صغریٰ اور کلیہ کبریٰ شرط ہے۔ لیکن جس میں یسوع کی روح تھی سو کوئی ذی ہوش انسان کلیہ نہیں کہہ سکتا۔ اب دیکھو کہ پادری صاحب کی منطق دانی کہاں گئی۔ منطقی اصول کے رو سے ایک ہی بات کی اور منہ کی کھائی پھر اس شکل میں جس چیز کو حداوسط قرار دیا گیا ہے وہ کسی طرح بھی حداوسط نہیں بن سکتی۔ جیسے کہ منطق کا علم رکھنے والوں پر ظاہر ہے۔

پھر صغریٰ میں جس یسوع مسیح کا ذکر ہے اس کے متعلق حضرت مسیح موعود نے لکھا ہے کہ مجھے خدا تعالےٰ کی طرف سے بتایا گیا ہے کہ یسوع مسیح ان اتہاموں سے اور غلط باتوں سے پاک ہے۔ جو عیسائی پادری ان کی طرف منسوب کرتے ہیں اور جہاں لکھا ہے کہ اس شخص میں یسوع کی روح تھی جو مکار تھا تو وہ پادریوں کے فرضی یسوع کے متعلق لکھا۔ حالانکہ دونو مقدموں میں ان کا ایک ہونا ضروری تھا۔

پادری صاحب معاف! امید ہے کہ آپ کو اپنی منطق دانی کی کسی قدر حقیقت معلوم ہوگئی ہوگی۔ یہ ایسی ٹھوکر اور غلطی ہے جو علم منطق کے ایک ابجد خواں سے بھی متصور نہیں چہ جائیکہ آپ جیسا ایک ہمہ دانی کا مدعی اس کا مرتکب ہو۔

آپ نے آخری پرچہ میں لکھا ہے کہ محمدی بیگم کی پیشگوئی تقدیر مبرم ہے۔ حضرت مسیح موعود نے لکھا ہے کہ یہ پیشگوئی بھی آتھم کی پیشگوئی کی طرح شرطی تھی۔ (اعجاز احمدی) جب سلطان محمد کا خسر احمد بیگ پیشگوئی کے مطابق مر گیا اور اس نے توبہ کی اور پیشگوئی سے ڈرا تو جیسے یونس نبی کی پیشگوئی کہ چالیس دن میں نینوا تباہ کیا جائے گا دیکھو یونہ نبی کی کتاب مگر اونہوں نے خدا تعالےٰ کے آگے عاجزی کی تو وہ پیشگوئی ٹل گئی۔ اسی طرح سلطان محمد نے جب تضرع اور عاجزی کی تو اس سے عذاب ٹل گیا۔ اور وہ نہ مرا۔ اور پیشینگوئی میں نکاح کا ہونا سلطان محمد کی موت پر موقوف تھا۔ پس جب سلطان محمد نہ مرا تو نکاح نہ ہوا۔ اذا فات الشرط فات المشروط پس نفس پیشینگوئی پوری ہوگئی۔ کیا یونس کی پیشگوئی کے وقت جو بائیبل میں درج ہے خدا کو علم نہ تھا؟ انت منی جو آپ نے کہا کہ اس سے خدا ہونا نکلتا ہے

بالکل غلط ہے۔ یہاں جنس کا سوال نہیں ہے۔ بلکہ عربی میں من جن معنوں میں استعمال ہوتا ہے اس کا میں نے ذکر کیا تھا۔ مثلاً قرآن مجید میں خدا تعالےٰ کی صفت ''رؤف رحیم'' ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق بھی رؤف ورحیم قرآن میں ہے۔ تو کیا وہ خدا ہو گئے۔ پس آپ عربی محاورات بالکل نہیں جانتے اور انت منی بمنزلہ ولدی کا میں جواب دے چکا ہوں۔

اب میں ان باتوں کا ذکر کرتا ہوں جن کا پادری صاحب نے کچھ جواب نہیں دیا۔ میں نے قرآن سے صداقت انبیاء کے جن سے حضرت مسیح موعود کی صداقت ثابت ہوتی ہے آٹھ معیار پیش کئے اور ان کی تائید میں عہد عتیق، عہد جدید سے حوالے پیش کئے۔ مگر پادری صاحب نے ایک دلیل کو نہ چھوا۔ اگر قرآنی آیات کو نہ چھوا تھا تو انجیل کی آیات کو ہی دیکھ کر جواب دے دیتے۔ مگر وہ ایسے زبردست تھے کہ جواب دینا مشکل تھا۔

پھر پادری صاحب نے جس قدر اعتراضات کئے میں نے ان کے جوابات دے دیئے۔ ایک بھی اعتراض نہیں چھوڑا۔ جبکہ بعض اعتراضات غلط تھے۔ میں نے ان اعتراضات کی بنا پر حوالہ طلب کیا۔ مگر ندارد۔ مشبہ بہ کا مشبہ سے وجہ شبہ میں اعلےٰ اور اتم ہونا ضروری ہے سوا چھ مستثنیات کے میں نے حوالہ دریافت کیا مگر کوئی جواب نہ دیا۔ جو پیشگوئی پادری صاحب نے سمجھا کہ غلط ہے میں نے اس کا جواب دے دیا۔

میں نے کہا کہ اگر بفرض محال کوئی پیش گوئی پوری نہ بھی ہوئی تو آپ کو حق نہیں تھا کہ اعتراض کرتے کیونکہ یسوع کی بہت سی پیشگوئیاں پوری نہ ہوئیں۔ آپ نے الزامی جواب کو بھی رد نہ کیا۔ ....

مشابہت میں افضلیت کے جواب میں آپ کے گھر سے حوالہ پیش کیا مگر اس کا بھی کوئی جواب نہ دیا۔ میں نے قرآن کریم سے امتی نبی ہونے پر آیتیں پیش کیں اور استدلال کیا۔ مگر آپ نے ان کو چھوا تک نہیں۔

آپ نے جو علامات از روئے انجیل آمد مسیح کی بیان کیں میں نے ان کا صحیح مفہوم بیان کر کے ثابت کر دیا کہ ان سے مسیح موعود کی صداقت ثابت ہوتی ہے۔ آپ نے انگریزی الہامات پر اپنی نافہمی کی وجہ سے اعتراضات کئے ان کے بھی جوابات دے دیئے۔

اب آپ فرماتے ہیں کہ پادری لوگ مخالف مسیح اور دجال نہیں ہیں۔ میں حضرت مسیح موعود کی یہاں عبارت پیش کرتا ہوں۔آپ فرماتے ہیں:-

اس زمانہ کے پادریوں کی دجالیت کی نظیر ہرگز ہم کو نہ ملے گی ہجرت مقدسہ کی تیرھوں صدی کچھ نصف سے زیادہ گذر گئی تو یکدفعہ اس دجالی گروہ کا خروج ہوا اور پھر ترقی ہوتی گئی۔ اس بات سے کوئی دانا بے خبر نہیں۔ کہ اسلام کے بھوکوں اور ننگوں کا ایک گروہ پادری صاحبوں نے صرف روٹیاں اور کپڑے دکھلا کر اپنے قبضہ میں کرلیا ہے۔ اور جو اس طرح بھی دام میں نہیں پھنس سکے ان کے لئے ملحد اور بے دین کرنے والا فلسفہ پھیلایا گیا۔ جس میں آج لاکھوں نوخیز بچے مسلمانوں کے گرفتار ہیں۔ اور مبتلا پائے جاتے ہیں۔ جو نماز پر ہنستے اور روزہ کو ٹھٹھے سے یاد کرتے ہیں۔

سوائے بزرگو دجال معہود یہی ہے۔ جو آچکا۔ مگر تم نے شناخت نہ کیا۔ ہاتھ میں ترازو لو اور وزن کر کے دیکھو کیا ان سے بڑھ کر اور ایسا دجال آنا ممکن ہے جو فریبوں میں ان سے زیادہ ہو۔ دیکھو تمہاری عورتیں تمہارے بچے تمہارے دوست تمہارے بڑے بڑے ولیوں کی اولاد تمہارے بڑے بڑے خاندانوں کے آدمی اس دجالی مذہب میں داخل ہوتے جاتے ہیں۔

پس سوچ کر دیکھو کس قدر ان لوگوں کے فتنوں نے دامن پھیلا رکھا ہے۔ کیا کوئی ایسا بھی دقیقہ فریب اور مکر کا ہے جو انہوں نے رہزنی کے لئے استعمال نہیں کیا۔ کروڑہا کتابیں اس غرض سے ملکوں میں پھیلائیں ہزارہا واعظ اس غرض کے لئے جابجا چھوڑ دیئے۔ حضرت آدم سے آج تک جو متفرق طور پر گمراہ کرنے کے لئے لوگوں نے فریب کئے ہیں ان مشنوں میں ان تمام کا مجموعہ پایا جاتا ہے۔ ہزارہا لاوارث بچے مسلمانوں کے ان لوگوں کے قبضہ میں آکر ان کی تلبیسات کی تعلیم پا کر اب پکے دشمن اسلام کے بن گئے ہیں۔ پس ان سے اور کون سا بڑا دجال آسکتا ہے (ازالہ اوہام)۔

آپ یورپ سے یعنی مشرق سے جیسا کہ مسیح نے کہا تھا آئے اور مغرب میں آپ کی تعلیم پھیلنی شروع ہوئی۔ جس غرض کے لئے آئے اس کے متعلق آپ فرماتے ہیں

اے تمام وہ لوگو کہ جو زمین پر رہتے ہو اور اے تمام وہ انسانی روحو جو مشرق اور

مغرب میں آباد ہو۔ میں پورے زور کے ساتھ آپ کو اس طرف دعوت دیتا ہوں کہ اب زمین پر سچا مذہب اسلام ہے۔ اور سچا خدا صرف وہی خدا ہے۔ جو قرآن نے بیان کیا۔ اور ہمیشہ کی روحانی زندگی والا نبی اور جلال اور تقدس کے تخت پر بیٹھنے والا حضرت محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم ہے جس کی روحانی زندگی اور پاک جلال کا ہمیں یہ ثبوت ملا ہے کہ ہم نے خدا کے مکالمہ اور آسمانی نشانوں کو پایا۔ تریاق القلوب صفحہ ۱۲

اب میں آپ کی ایک دعا پر اس کو ختم کرتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں۔ اے میرے قادر خدا میری عاجزانہ دعائیں سن لے اور اس قوم کے کان اور دل کھول دے اور ہمیں وہ وقت دکھا کہ باطل معبودوں کی پرستش دنیا سے اٹھ جائے اور زمین پر تیری پرستش اخلاص سے کی جائے۔ اور زمین تیرے راستباز اور موحد بندوں سے ایسے بھر جائے جیسا کہ سمندر پانی سے بھرا ہوا ہے۔ اور تیرے رسول کریم محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور سچائی دلوں میں بیٹھ جائے۔ آمین ثم آمین۔

اے میرے قادر خدا مجھے یہ تبدیلی دنیا میں دکھا اور میری دعا کو قبول کر جو ہر یک طاقت اور قوت تجھ کو ہے۔ اے قادر خدا ایسا ہی کر۔ آمین

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ.

جلال الدین شمس (مناظر احمدی)

صدر منجانب جماعت احمدیہ
عبدالکریم (مولوی فاضل)
۱۴ر دسمبر ۱۹۳۲ء

صدر منجانب عیسائیاں
ایس۔ ایم۔ پال۔
۱۴ر دسمبر ۱۹۳۲ء

مباحثہ کے دوران میں جو ہمارے درمیان خط وکتابت ہوئی وہ مندرجہ ذیل ہے۔

مکرم جناب پادری عبدالحق صاحب

تسلیم! آپ نے گذشتہ شب پہلے مبحث کا آخری پرچہ سنا کر ہمیں چیلنج دیا تھا کہ ہم مسئلہ توحید پر آپ سے تحریری مناظرہ کریں۔ سو اس کے جواب میں اطلاعاً تحریر ہے کہ ہم آپ کے چیلنج کو منظور کرنے کے لئے تیار ہیں۔ لیکن مناظرہ صرف توحید پر نہیں بلکہ تثلیث پر بھی ہوگا۔ اور توحید کے مدعی ہم ہوں گے اور تثلیث کے آپ۔ اور فریقین کی طرف سے پرچے ایک ہی وقت پر متقابل طور پر لکھے جانے شروع ہوں گے اور ایک ہی وقت پر ختم ہوں گے۔ تا کہ آسانی سے ایک ہی دن میں دونوں مبحثوں پر مناظرہ ہو سکے۔ امید ہے کہ آپ کو اس میں تامل نہیں ہوگا۔ تصفیہ شرائط کے لئے اگر آپ پسند فرمائیں تو ہماری فرودگاہ (مکان میاں دوست محمد صاحب احمدی رئیس جہلم محلّہ ملاحاں) پر تشریف فرما ہوں۔ یا اپنی طرف سے کسی اور صاحب کو بطور نمائندہ بھیج دیں۔ جہاں پر آپ پسند فرمائیں ہم پہنچ جائیں گے۔

فقط المرقوم ۳۲-۱۲-۱۳

خاکسار جلال الدین شمس از جہلم

از مکان میاں دوست محمد صاحب احمدی۔ محلّہ ملاحاں جہلم ۔۳۲-۱۲-۱۵

جناب پادری عبدالحق صاحب:

تسلیم! ۱۲/ دسمبر کے آخری پرچے میں جو آپ نے ہمیں مسئلہ توحید پر منطقی طریق سے تحریری مناظرہ کرنے کا چیلنج دیا تھا اور جسے منظور کرتے ہوئے ہم نے ضروری قرار دیا تھا کہ صرف توحید پر نہیں بلکہ توحید اور تثلیث دونوں پر متقابل بحث ہو۔ اور جو دلائل پیش کئے جائیں ان کے تمام مقدمات اپنی اپنی الہامی کتاب سے دکھائے جائیں۔ تا کہ اس مناظرہ کا مدعا اپنی ذاتی قابلیت کا اظہار نہ بننے پائے۔ بلکہ ہر حالت میں اصل مدعا اپنے اپنے مذہب

اور اپنی اپنی الہامی کتاب کی سچائی اور عظمت کا اثبات اور اظہار ہو۔ آپ نے اس کے جواب میں کل ۱۴؍ دسمبر کو زبانی بھی اور اپنے ایک پرچہ میں بھی اس تجویز کے منظور کرنے سے انکار کیا۔ اور اپنے چیلنج مناظرہ کا مدعا صرف اپنی منطق دانی و فلسفہ دانی کا اظہار بتایا۔ اس کا جواب اسی وقت آپ کو دے دیا گیا تھا کہ ہماری نظر میں آپ کا یہ ادعا کچھ بھی وقعت نہیں رکھتا۔ اور نہ ہم اس ذلیل اور حقیر مقصد کے لئے اپنا وقت مناظرہ کے واسطے دینے کے لئے تیار ہیں بلکہ ہمارا مقصد اور مدعا صرف یہ ہے کہ جو کتاب واقعی الہامی اور الٰہی کلام ہے اس کی صداقت و عظمت ظاہر ہو اور لوگوں کے لئے سچائی کا راستہ روشن ہو۔

لیکن اگر آپ کو اس بات پر بہت اصرار ہے کہ اپنی الہامی کتاب کے دلائل کو الگ رکھ کر صرف اپنے زور دلائل سے تثلیث کو درست اور توحید کو غلط ثابت کریں تو آپ کا اختیار ہے۔ لیکن چونکہ ہمارے نزدیک آپ کا علمیت کا دعویٰ بالکل بے حقیقت ہے اور صرف چند اصطلاحیں آپ نے رٹی ہوئی ہیں جن پر آپ کی کارروائی کا تمام تر دارومدار ہے اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ اگر آپ واقعی عالمانہ حیثیت رکھتے ہوں تو آپ کو اپنے علم کے اظہار و اثبات کا اچھی طرح سے موقع مل سکے۔ پس ضروری ہے کہ مباحثہ عربی زبان میں ہو۔ تمام پرچے عربی میں لکھے جائیں۔ سو اگر آپ کو یہ بات منظور ہو تو تصفیہ شرائط مناظرہ کے لئے اپنا آدمی ہمارے پاس بھیج دیں۔ یا خود تشریف لائیں تا کہ جلد سے جلد مناظرہ شروع ہو سکے۔ والسلام

(خاکسار:- جلال الدین شمس)

جواب از پادری گارڈن صاحب انچارج مشن عیسائیاں شہر جہلم

آپ گذشتہ ایام خصوصاً کل بہت بدزبانی کرتے رہے ہیں اور اپنے متعلق عربک سکالر ہونے کا بے بنیاد دعویٰ کرتے رہے ہیں۔ میں اسے درست تسلیم نہیں کرتا۔ گذشتہ شب مجھے یقین کامل ہو گیا ہے کہ آپ کی علمیت بہت محدود ہے۔ آپ عربی کے متعلق بے شک کچھ علم رکھتے ہوں گے۔ اور یہ ہر وہ شخص جو ایسے ملک میں رہے جہاں کوئی خاص زبان بولی جاتی ہو وہ اتنا جان سکتا ہے لیکن اس ناقص علم کو الگ رکھتے ہوئے نہ ہی آپ نہ آپ کے

قادیانی کاذب مسیح نہ ہی وہ خود جس سے وہ الہام پانے کا مدعی تھا کچھ جانتا ہے۔آپ تینوں ہی انگریزی سے بالکل بے بہرہ ہیں۔اور ہر ایک جانتا ہے کہ انگریزی نہ صرف ایک عالمگیر زبان ہے بلکہ یہ ایک زندہ زبان ہے۔ بمقابلہ عربی کے۔اگر آپ حقیقتاً ایسے ہی سکالر ہیں جیسا آپ لوگوں پر ظاہر کرنا چاہتے ہیں تو میرے ساتھ مسیح قادیانی کے الہامات کے متعلق مناظرہ کر کے اسے ثابت کریں۔ میں ثابت کروں گا کہ وہ الہامات بالکل بے معنی، لغو اور احمقانہ تھے اور اس واسطے قادیان کا تمام کاروبار جھوٹا ہے۔اور آپ کا فرض ہوگا کہ ان الہامات کی غلطیوں کو صحیح ثابت کریں۔ مناظرہ تقریری یا تحریری انگریزی زبان میں ہوگا۔ آپ کو اجازت ہے کہ مولوی محمد اسمٰعیل اور مولوی غلام احمد سے جو گذشتہ تین دنوں میں آپ کے معاون رہے ہیں مدد لے لیویں لیکن قادیانی خدا کے سوائے آپ کو کسی مددگار کی ضرورت نہیں ہوگی۔ جو کہ انگریزی میں الہامات نازل کرتا ہے۔آپ ہر وہ لغت جو انگریزی زبان میں مسلمہ ہو اپنی تائید میں پیش کر سکتے ہیں۔

آپ مانے ہوئے سکالر ہیں جیسا کہ آپ ہمیشہ شیخی بگھارا کرتے ہیں۔اور پھر آپ اس کو بھی مدد کے لئے بلا سکتے ہیں جو انگریزی زبان میں ایسی عجیب وغریب وحی نازل کرتا ہے۔پس مجھے امید ہے کہ آپ میرے چیلنج کو میری ہی پیش کردہ شرائط پر منظور کریں گے۔ لیکن اگر آپ اسے منظور نہ کریں تو ہم اس کا یہ ہی مطلب لیں گے کہ آپ کی حقیقت پانی کے ایک بلبلہ سے زیادہ نہیں۔اور آپ کی کل والی ساری گفتگو محض تعلّی پر مبنی تھی۔اور اس کے یہ معنی ہوں گے کہ جس مذہب کی بنیاد قادیان میں رکھی گئی ہے وہ ایک دھوکا ہے۔ جو گنہگار دنیا کو گمراہی میں مبتلا رکھنے کے لئے خود شیطان نے تیار کیا ہے۔ میرا مشورہ ہے کہ آپ اس ثابت شدہ جھوٹ کو ترک کردیں۔ اور اپنے گناہوں کی معافی چاہیں اور یسوع مسیح کے قدموں میں جھکیں۔ جو دنیا کا نجات دہندہ ہے اور انکساری سے اپنے گناہوں کا اعتراف کرتے ہوئے اس سے نجات حاصل کریں۔ کیونکہ اس کی دعوت ہے کہ میری طرف آؤ میں تمہیں آرام دوں گا۔

ترجمہ از انگریزی

جواب مکتوب پادری گارڈن صاحب

جناب من! آپ کا خط ملا جس کا لب ولہجہ ظاہر کرتا ہے کہ اس کا لکھنے والا عیسوی اخلاق وآداب سے بالکل بے بہرہ ہے۔عیسائیت اس بات کی مدعی ہے کہ اس کے سچے پیرو کو اپنے خیالات اور افعال میں نرم اور مخلص ہونا چاہئے۔ مجھے اس امر کا اعتراض ہے کہ اگر بدزبانی اور بے لگامی کسی شخص کی برتری اور فضیلت کی دلیل ہے تو بے شک آپ نے اسلام اور احمدیت پر ایک نمایاں فتح حاصل کر لی ہے لیکن ایک مذہبی مناظرہ میں اپنے مدمقابل کے لئے اشتعال انگیزی آپے سے باہر ہو جانا اور بدزبانی سے کام لینا جیسا کہ آپ نے کیا ہے کچھ اور ہی ظاہر کرتا ہے۔ میں نے بے شک عربک سکالر ہونے کا دعویٰ کیا تھا اور ابھی تک اس پر قائم ہوں اور آپ کو چیلنج کرتا ہوں کہ اس کی تغلیط کریں۔لیکن میں نے انگلش سکالر ہونے کا کبھی دعویٰ نہیں کیا۔ اس لئے آپ کا میرے ساتھ انگریزی میں مناظرہ کرنے پر آمادگی ایک نامعقول بات ہے۔ زبان صرف انسانی خیالات کے اظہار کا ایک ذریعہ ہے اور کسی شخص کا کسی خاص زبان میں ماہر ہونا اس کے مذہبی معتقدات کی معقولیت کا ثبوت نہیں ہوسکتا۔

میرا دعویٰ ہے کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب کو جو وحی زبان انگریزی میں ہوئی وہ واقعی خدا تعالیٰ کی طرف سے تھی۔ جو تمام علوم اور زبانوں کا منبع اور سرچشمہ ہے۔اور جماعت احمدیہ آپ کے یا کسی اور کے ساتھ اس موضوع پر کہ آپ کے الہامات میں کسی قسم کی نحوی یا محاورہ کی غلطی نہیں مناظرہ کے لئے تیار ہے۔ اور ایسا مناظرہ لاہور میں ہونا چاہئے جو ہمارے صوبہ میں تعلیم کا مرکز ہے اور جہاں آپ کی انگریزی دانی کا امتحان کرنے والی پبلک موجود ہے۔

نیز میرا دعویٰ ہے کہ عربی زبان زندہ زبان اور انسانی خیالات کے اظہار کے لئے انگریزی اور دیگر السنہ کی نسبت زیادہ بہتر ذریعہ ہے۔اور اس موضوع پر بھی جماعت احمدیہ عیسائی چرچ کے ساتھ پنجاب یا ہندوستان کے کسی مرکزی مقام پر مناظرہ کے لئے تیار ہے۔

آخر میں یہ کہے بغیر میں نہیں رہ سکتا کہ اس خط کے لکھتے وقت اگر آپ بجائے

بدزبانی کا مرتکب ہونے کے انسانیت کے ایک عظیم الشان معلم کی جسے ہم اللہ تعالیٰ کا رسول تسلیم کرتے ہیں اس تعلیم کو جو آج سے انیس سو سال قبل زیتون کی پہاڑی پر دی گئی تھی پیش نظر رکھتے تو اپنے آپ کو زیادہ اچھا عیسائی ثابت کر سکتے۔

خاکسار

جلال الدین شمس ۳۲-۱۲-۱۵

(ترجمہ انگریزی)